November 24, 2011

'Imam Of The Time' Will Implement Islam In Pakistan (Wasif Ali Wasif R.A.)

گا ہو وقت اِمامِ جو گا کرے نافذ وہ اسلام میں پاکستان

(1929 - 1993)

Sahib-e-Basirat Wasif Ali Wasif (R.A.), A Wali Allah with true vision. Some extracts from his important lecture, Pakistan and System of Election, are posted below.

Imam of the Time will implement Islam at State Level. Call him 'Imam-e-Waqt or Khalifa-tul-Muslimeen or Ameer-ul-Momineen'. A Man who will be first in Power, first in Religion, he will do this. We need to follow him. There is no democracy in Islam. Neither Allah is democratic. Allah (swt) says in Quran: 'The most honorable among you in the sight of Allah is 'That Believer' who is the most pious of you.' Wasif Ali Wasif (RA) also replied a question about Imam Mehdi (AS)

Note: Imam is an Arabic word meaning 'Leader'. The ruler of a country might be called the Imam (wikipedia).

گفتگو: واصف علی واصف رحمتہ اللہ علیہ

State کے level پر اسلام نافذ کرنا، وہی کرے گا جو اِمامِ وقت ہو گا. اِمامِ وقت کہہ لو اسکو، خلیفۃ المسلمین کہہ لو، امیر المومنین کہہ لو، وہ آدمی جو First In Power ہو گا، First In Religion ہو گا. وہی آدمی کر سکتا ہے، جس پر آپ کا یقین ہو تو اس کی ہر بات جو ہے ہمارے لیے مستند ہے. اور اس کا حکم اس طرح مانو کہ وہ کہے کہ سارا مال لے آؤ جو تمہارے پاس ہے تو تم سارا مال لے جو، منافقت نہ کرنا کہ میں چھوڑ کے آگیا ہوں کچھ تو آپ لوگ یہ ذرا کچھ سمجھو کہ اطاعت کرنے کا جذبہ پیدا ہو جائے تو اسلام نافذ ہو جائے گا، پہلے جو اسلام کا ذکر ہو رہا تھا وہ اب بھی ہو رہا ہے، مسجدیں بھری پڑیں ہیں، میرا خیال ہے آپ کبھی Data Collect کرو

ڈھائی، تین لاکھ مسجدیں ہوں گی پاکستان میں. 3 لاکھ مسجدوں میں پانچ وقت اسلام کا چرچا ہو رہا ہے، بہت کافی ہے بہت کافی ہے اور اسلام نافذ ہو رہا ہے کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ لوگوں کو اثر ہونا ترک ہو گیا ہو. شائد.

(کچھ وقفے کے بعد)

موجودہ دور کی بات شائد ذہن میں ہو آپ کے، جس System سے آپ Election لڑتے ہو اس System میں آپ کا اسلام نہیں ہے. میں تو سرے سے جمہوریت کا قائل نہیں ہوں. میں نے آپ کو لکھ لکھ کے بتایا ہے کہ نہ آپ کا دین جمہوری ہے نہ اللہ جمہوریت کے بل اللہ بنا، آدھی سے زیادہ دنیا نہیں مانتی اللہ کو مگر پھر اللہ بنا ہوا ہے پہلے جو ابلیس تھا اس نے انکار کر دیا اور پھر اللہ قائم ہے. اللہ oposition کے باوجود اللہ ہے اور اس طرح اپنے پیغمبر، کوئی بھی نہ مانے، پیغمبر پھر پیغمبر ہے. امام کو چاہے شہید کر دو امام پھر امام ہے. بظاہر شکست کھا گیا امام، کیا ہو گیا شہید ہو گئے، لوگ قتل کہیں گے کہ وہ بندہ مار دیا ہم نے تو امام پھر امام ہے، کہتے جو مال کی شکست کھا جائے پھر بھی وہی، جو شکست کھا جائے پھر بھی وہی.

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

یہ تو ہوئی ہماری بات، سمجھ آتی ہے ہمیں. اس میں جمہوریت کوئی نہیں ہے، مطلب ایک طرف اگر ۱۰ آدمی ہیں یا ۷۲ آدمی ہیں اور دوسری طرف ۷۲ ہزار، کروڑ تو پھر جمہوریت کس کے حق میں ہے، ہماری جمہوریت پھر امام کے حق میں ہے. اسی طرح اپنے اولیاء، اسی طرح علمائے کرام کہ ایک علم والا آدمی جو ہے ۱۰۰ جاہلوں میں گھر جائے تو

Quran, (49)-Al-Hijraat, Verse 13

(خَبِيْرٌ عَلِيْمٌ اللّٰهَ اِنَّ ۚ اَتْقٰكُمْ اللّٰهِ عِنْدَ اَكْرَمَكُمْ اِنَّ)

سے سب ںیم تم جو ہے وہ معزز ادہیز سے سب ںیم تم کےینزد کے اللہ ںیم قتیحق
ہے باخبر اور والا جاننے کچھ سب اللہ شکیب ہے گار زیپرہ ادہیز

Indeed, the most honorable among you in the sight of Allah is 'That Believer' who is the most pious (the most righteous) of you. Surely, Allah is All-knowing, All-Wise.

*****

July 13, 2011

A 'Shahsawar' Will Appear From This Dust...(Wasif Ali Wasif)

We Should Wait, Muslims Will Rediscover Themselves

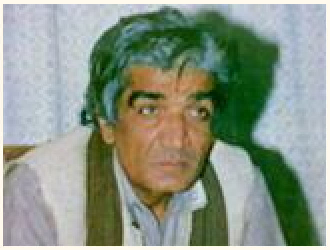

Views of **Wasif Ali Wasif** during Gulf War (1990), Extract from Book: Muqalma (Page 163)
English translation at the end of post.

واصف علی واصف صاحب:

ایک معمولی وجہ سے ایک غیر معمولی جنگ نہیں ہو سکتی۔ اس کے پیچھے کوئی راز ہے' گہرا راز ہے۔ یہ وجہ اور نتیجے کی بات نہیں' یہ انسان اور مقدر کی بات ہے' مسلمان اور اس کے یقین کی بات ہے۔ اسلام اور اس کے مستقبل کی بات ہے' ایک آدمی جس یقین اور اعتماد سے ڈٹا ہوا ہے' یہ انسان کے بس کی بات نہیں۔

اٹھا ساقیا پردہ اس راز سے
لڑا دے ممولے کو شہباز سے

میری نگاہ میں اس گردو غبار سے کوئی شہسوار نمودار ہوگا' اگر روحانی دنیا پر غور کیا جائے تو اس وقت جنگ حضرت علیؑ اور غوث پاکؒ کے گھر میں ہو رہی ہے' جن کو ہم مدد کے لئے پکارتے ہیں' بات تو ان کے گھر تک پہنچ چکی ہے' ہمیں انتظار کرنا چاہئے' مسلمان اپنے آپ کو دریافت کریں گے۔

From This Dust A Rider Comes, Do You Know? (Allama Iqbal)

When we read above extract, we immediately come to know that **Wasif Ali Wasif** was referring to Allama Iqbal's 'Awaited Leader' as Allama Iqbal many times mentioned That Rider (A Great Leader) in his poetry.

It is already posted on this blog. See detailed post **Awaited Leader (Allama Iqbal's Prayer & Prediction)**
From Book Armaghan-e-Hijaz Farsi

تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

تو کیا جانتا ہے کہ (ہوسکتا ہے) اس اڑتی ہوئی گرد میں کوئی سوار ہو۔

From This Dust A Rider Comes, Do You Know?

خوشا بختے و خرم روزگارے
کہ بیروں آید از من شہسوار اے !

معانی :......خرم: تر و تازہ، شاداب، روزگار: زمانہ۔ شہسوار: ماہر سوار، عظیم انسان۔

ترجمہ :...... وہ زمانہ کتنا خوش نصیب اور شاداب ہوگا جس میں مجھ (گرد و غبار) سے کوئی شہسوار (مومن) پیدا ہوگا۔

How lucky and happy would be that era/time,
When a Rider (Muslim Leader) will born from my own clay

خوش آں قومے پریشاں روزگارے
کہ زاید از ضمیرش پختہ کارے
نمودش سرے از اسرار غیب است
زہر گردے بروں ناید سوارے

معانی :...... پریشاں روزگارے: ایسا دور جس میں انتشار ہی انتشار ہو۔ پختہ کارے: کوئی مرد کامل، زاید: پیدا ہوتا۔

ترجمہ :...... وہ قوم جو زمانے کے مصائب (کا شکار ہے) خوش بخت ہے۔ کیونکہ اس کے ضمیر سے مرد کامل پیدا ہونے والا ہے۔

معانی :...... غیب: مخفی، پوشیدہ۔ نمودش: اس کا ظاہر ہونا، اس کا ظہور، بروں ناید: باہر نہیں آتا۔

ترجمہ :...... اس (مرد کامل) کا ظاہر ہونا پوشیدہ رازوں میں سے ایک راز ہے۔ کیونکہ ہر اڑتی ہوئی گرد و غبار سے کوئی سوار ظاہر نہیں ہوتا۔

How lucky a nation who is captured by difficulties,

Because from its heart (inner) A Great Leader will born.

Appearance of That Great Leader is a secret of secrets,

Because every dust doesn't have that Leader

Must Read Complete Poem here

English Translation of above mentioned extract:

Wasif Ali Wasif Sahib:
Due to some reason, this will not be an extra-ordinary war*; there is a secret behind this, a deep secret. This doesn't relate to cause and effect. A man and his destiny rely on this, Muslim and his belief depends on this, Islam and its future depends on this. A man is stood firm with believe and confidence, a human can't do this.

(Quoting Allama Iqbal's couplet from Book: Bal-e-Jibreel: Poem Saqi Nama)
Spiritual Guide, Come lift the veil of mysteries,
Make a mere wagtail fight with eagle

I foresee, a rider will appear from this dust. If we consider spiritual world, the war is now being fought in homes of Hazrat Ali (Razi Allahu Tala Anhu) and Ghous Pak (Rehmat Ullah Alaih). whom we ask for help. **We should wait. Muslims will rediscover themselves.**

'Imam Of The Time' Will Implement Islam In Pakistan (Wasif Ali Wasif R.A.)

* Wasif Ali Wasif's prediction came true as Gulf War didn't last very long.

March 25, 2012

Aane Wala Hai Koi Jaan-e-Bahaar (Wasif Ali Wasif RA)

بہــار جان ی کــوئ ہے والا آنــے

1. From Book: Farmaeesh

Below extract is taken from Preface of Book: Shab-e-Charagh (A poetry book of Wasif Ali Wasif Sahib, first edition) written by Syed Abdullah Sahib. In 2nd edition it is excluded but published in book Farmaeesh. Shab-e-Charagh is the name of stone which shines at night (A Self-Luminous Gem)

پاکستان کا عالم وجود میں آنا ایک معجزے سے کم نہیں۔ قائداعظمؒ نے فرمایا تھا:

''میں مسلمانوں کے لیے ایک خطۂ زمین مانگتا ہوں جس میں رہ کر وہ قرآنِ مجید کا قانون رائج کر سکیں اور انہیں کوئی روکنے والا نہ ہو۔''

پاکستان تو عنایتِ ربانی سے قائم ہو گیا لیکن قوم ان مقاصد کو بھول گئی جن کے لیے

312 فرمائش..... تدوین واشاعت وتقاریب مطبوعات

ہمیں یہ مملکتِ خداداد ملی تھی۔ واصف کہتے ہیں:

ذوقِ سجدہ نہیں جبینوں میں — نورِ ایماں نہیں ہے سینوں میں
جل رہے ہیں چراغ مدھم سے — ٹمٹمانے لگے ہیں اب غم سے
ہم نے سینچا لہو سے جو گلشن — حسرتوں کا وہ بن گیا مدفن!

عوام کی تو یہ حالت تھی لیکن سربراہانِ مملکت جن سے یہ توقع ہو سکتی تھی کہ وہ پاکستان کو اسلامی مملکت بنا دیں گے، جہاں قرآن مجید کا قانون نافذ ہو گا۔ جہاں نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاداتِ گرامی ہماری رہنمائی کریں گے۔ لیکن دورِ گزشتہ میں جو حکمراں آئے، وہ اپنے مخصوص نظریات لے کر آئے۔ گزشتہ حکمرانوں کے نظریات کو مصنف نے واشگاف الفاظ میں پیش کیا ہے:

حاکمِ وقت جو بھی آتا ہے، — خواہشِ ذات ساتھ لاتا ہے
یہی کہتا ہے ہر غرض کا غلام — بھاڑ میں جائے مملکت کا نظام
جو بھی ہوتا ہے آج ہونے دو — بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے دو
کون سمجھے گا میری چالوں کو! — بھول جاؤ گے باکمالوں کو
راجدھانی میں راج ہے میرا — تخت میرا ہے تاج ہے میرا

مصنف، رحمتِ حق تعالیٰ کا امیدوار ہے۔ ایک غیب کی آواز سنائی دے رہی ہے کہ اب حالات نیا رُخ اختیار کریں گے:

رنگ بدلے گا اب زمانے کا — وقت باقی نہیں فسانے کا!
منفعل ہے خرد خدا رکھے! — اب جنوں کا مزا ذرا چکھے

313 فرمائش.....تدوین واشاعت وتقاریب مطبوعات

اب فسانے کا ہے نیا عنواں — ایک شعلے کا منتظر ہے جہاں!
ایک آہٹ کا منتظر ہوں میں — اور ہر شے سے بے خبر ہوں میں
شیشہ و جام اب نہیں درکار — آنے والا ہے کوئی جانِ بہار
ہے شہیدوں کی سرزمیں یہ وطن — اب سلامت رہے گا یہ گلشن

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصنف کو جو عقیدت ہے وہ نعت کے حرف حرف سے عیاں ہے۔ اس کے علاوہ اپنا رازِ دل حضورؐ کو ایک نظم میں بھی پیش کرتے ہیں، جس کا عنوان ہے 'بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر' اس میں اپنی عقیدت کا اظہار کرنے کے بعد کہتے ہیں:

دین کی خاطر ملا تھا یہ وطن! — دین کا آئین ہی درکار ہے
دین کیا ہے تیری الفت کے سوا — دین کا بس اِک یہی معیار ہے

اخوت کا تقاضہ یہ ہے کہ اگر گردشِ حالات نے کسی کو بے بس اور پریشان حال کر رکھا ہے تو اس کی دلداری کی جائے۔ یہ درس ہمیں اسلام نے دیا ہے۔ آج جن لوگوں کو یہ سبق یاد نہیں انہیں مصنف یہ کہہ کر چونکاتے ہیں:

اپنے شاداب حسیں چہرے پہ مغرور نہ ہو!
زرد چہروں پہ جو لکھے ہیں سوالات سمجھ
شاخ سے ٹوٹے ہوئے پتے کا پیغام بھی سن
جھومتی گاتی بہاروں کی مکافات سمجھ

2. Important Extracts From Book Guftugu 22 by Wasif Ali Wasif (RA)

Download Book: Guftugu 22

سوال:

حضور، کیا عنقریب کوئی واقعہ نظر آ رہا ہے کہ نہیں؟

جواب:

واقعہ عنقریب نظر آ رہا ہے۔ اللہ کے فضل سے نظر آ رہا ہے۔ بالکل نظر آ رہا ہے۔ آپ لوگوں کو ایسے نہیں چھوڑا ہوا۔ دو چیزیں ہیں۔ یا تو آپ پر عبرت ناک سزا آنی چاہیے یا آپ کو سزا سے پہلے والا آدمی ہونا چاہیے یعنی کہ یہاں تک سزا پہنچی ہے اور آگے نہیں پہنچی۔ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ سزا آپ تک نہیں پہنچتی۔ اس سے پہلے طوفان واپس ہو جائے گا۔ آپ یاد رکھنا یہ بات کہ ایک بار تو طوفان اسلام کو پیس کے نکلا ہے۔ Renaissance نہیں ہوئی ہے، اسلام میں پریشانی ہوئی ہے۔ یہ جو Reformation کا لفظ ہے، اس کی بجائے اسلام کے اندر سے سارے ستون ٹوٹے پڑے ہیں، سارا سٹرکچر ہی آگے پیچھے ہوا پڑا ہے۔ آپ لوگ بچے ہوئے ہو۔ پاکستان بچا ہوا ہے۔ آپ دعا کرو کہ اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ پھر ملک سلامت ہو گیا۔ ملک کی آپ پر بڑی انویسٹمنٹ ہے، آپ نے ملک کا بڑا مال کھایا ہے، اس ملک نے آپ کو مال کھلایا ہے۔ اب آپ جاتے کہاں ہیں؟ اس لیے آپ پر تو قابو پایا جائے گا۔ تو آپ ملک کی انویسٹمنٹ ہیں، آپ مایوس نہ ہونا اور بے تاب بھی نہ ہونا۔

کون بچائے گا؟ خواہشات ہی بچائیں گی ؎

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے

جب کوئی بڑا طوفان آئے گا تو چھوٹے طوفان تجھے بھول جائیں گے۔ اگر کسی بڑی خواہش کا بھانبڑ مچ جائے گا' الاؤ دہک جائے گا تو سب چھوٹی خواہشیں جل جائیں گی۔ پھر دال چپاتی کا جھگڑا ختم ہو جائے گا کیونکہ اب اور مسئلہ پڑ گیا ہے۔ کہتا ہے اب تو کوئی اور ہی قصہ ہو گیا ہے۔ اس کا مطلب پتہ ہے کہ کیا ہے؟ کہ اب بڑی خواہش آ گئی ہے یہ بڑی بات ہو گئی ہے' بڑا درد جاگ اُٹھا ہے۔ تو خواہش سے کون بچائے گا؟ اس سے بڑی خواہش بچائے گی۔ بڑی خواہش جو ہے وہ چھوٹی خواہش سے بچاتی ہے۔ دعا کرو کہ آپ کو کوئی بڑی خواہش مل جائے۔ بڑی خواہش کیا ہے؟ اللہ کی خواہش اور اللہ کے محبوب ﷺ کی خواہش۔ یہ بڑی عجب بات ہے کہ اللہ کے پاس جائیں تو وہ کہتا ہے کہ میرے محبوب سے محبت کرو اور اللہ کے محبوب ﷺ کے پاس جائیں تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ سے محبت کرو۔ ان دونوں کے درمیان جو بندہ رہتا ہے تو صحیح رہتا ہے۔ یہی تو کلمہ ہے۔ زمین سے صدا آسمان کی طرف جاتی ہے کہ لا الٰہ الا اللہ اور اللہ کے پاس سے صدا آتی ہے کہ محمد رسول اللہ ______ تو کلمہ مکمل ہو جاتا ہے۔ تو زمین پر کلمہ ہے لا الٰہ الا اللہ اور آسمان پر ہے محمد رسول اللہ۔ اس طرح بات سمجھ آ جاتی ہے ______ اور کوئی سوال ______

سوال:

چھوٹی خواہش سے بڑی خواہش کی طرف جانے کا سمجھ نہیں آیا۔

جواب:

یہ تو عطا کی بات ہے۔ جب وہ مہربان ہو جاتا ہے تو سب خواہشات ٹوٹ جاتی ہیں۔ آپ اچھی سنگت رکھو۔ پھر شاید وہ آ جائے۔ جب رنگ بکھرتا ہے تو ایک قطرہ آپ پر بھی آ سکتا ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ رہو جن پر رحمت کی بارشیں ہوتی ہیں، تو ایک آدھا قطرہ آپ پر آ جائے گا۔ اس لیے ایسا واقعہ ہو سکتا ہے۔ کوئی نہ کوئی بات ہو سکتی ہے۔ تو آپ ان لوگوں کے ساتھ رہیں، ان لوگوں کے ساتھ صحبت رکھیں جن لوگوں کے ساتھ رہنے سے بہت ساری باتیں ہونا ممکن ہے۔ مثلاً یہاں پر ہم محفل کرتے ہیں، ایک گھنٹہ بیٹھتے ہیں تو اس ایک گھنٹے میں آپ پر کوئی خواہش حاوی نہیں ہو سکتی۔ کسی کو کوئی کام ہوگا، کسی کو کہیں جانا ہوگا مگر سب کہیں گے کہ چلنے دو، جو ہوگا وہ دیکھا جائے گا۔ اتنی دیر کے اندر خواہش نہیں آئے گی۔ یہ سنگت کا فیض ہے۔ اگر آپ ایسی سنگت جاری رکھیں تو آہستہ آہستہ خواہشیں ختم ہوتی جائیں گی۔ تو آپ اللہ کا فضل مانگیں اور اس کا رحم مانگیں۔ انتظار کرو، گھبراہٹ کے زمانے سے نکل آؤ، فیض کا انتظار کرو، خاموشی سے انتظار کرو، اچھے وقت کا انتظار اچھے وقت کا آغاز ہے۔ یہ یاد رکھنے والی بات ہے۔ اللہ کی رحمت کا انتظار جو ہے وہی اللہ کی رحمت ہے۔ تو اللہ کی رحمت کیسے ہوتی ہے؟ جس پر اللہ کی رحمت ہو گئی اس کو اللہ کی رحمت کا انتظار مل جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے ____

اور کوئی بولے گا ____ حافظ خوشی محمد بولے گا؟ پوچھو ____

اگر اور کوئی سوال نہیں ہے تو پھر آپ دعا کرو ____ آپ کی ذاتی زندگی پر اللہ

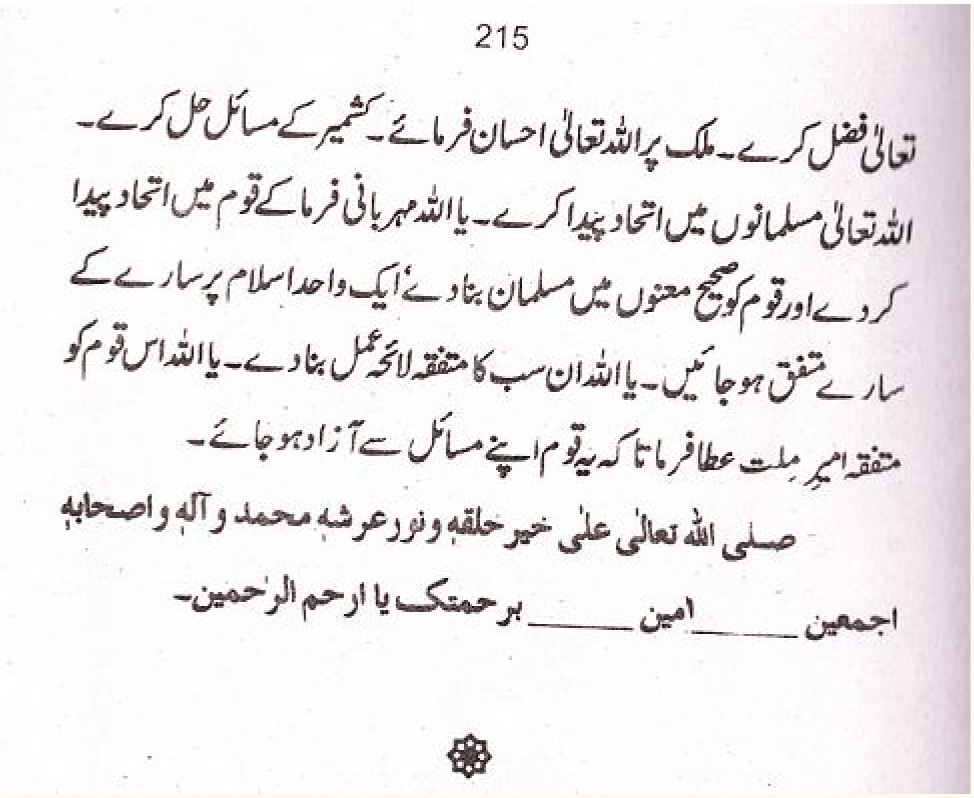

215

تعالیٰ فضل کرے۔ ملک پر اللہ تعالیٰ احسان فرمائے۔ کشمیر کے مسائل حل کرے۔
اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرے۔ یا اللہ مہربانی فرما کے قوم میں اتحاد پیدا
کر دے اور قوم کو صحیح معنوں میں مسلمان بنا دے ایک واحد اسلام پر سارے کے
سارے متفق ہو جائیں۔ یا اللہ ان سب کا متفقہ لائحہ عمل بنا دے۔ یا اللہ اس قوم کو
متفقہ امیرِ ملت عطا فرما تا کہ یہ قوم اپنے مسائل سے آزاد ہو جائے۔
صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ ونور عرشہ محمد وآلہ واصحابہ
اجمعین ـــــــ امین ـــــــ برحمتک یا ارحم الرحمین۔

3. Spiritual Background & Stature of Wasif Ali Wasif (RA) from Book Farmaeesh

In page 274, Wasif Ali Wasif Sahib mentioned the arrival of new spiritual era.

روحانی تعارف ورتبہ

میں کہ شاہبازِ قدیم ہوں ، میں نشانِ عزمِ صمیم ہوں!
میں شہیدِ جلوۂ میم ہوں، کسی "ریگ زار" کی بات ہوں!

پڑھے لکھے طبقے نے آپ کو صوفی دانشور مانا، اہلِ قلم حضرات بھی اس بات کے قائل ہوئے کہ آپ علم و معرفت کے خزانوں کے امین ہیں۔ علم کا زعم رکھنے والے، علم میں بڑائی جتانے والے آپ کے سامنے مؤدب ہو کر بیٹھے۔ اخبار میں آپ کے کالم ہفتہ وار چھپتے ،ان کالموں کو پڑھنے والے بھی عقیدت کے ساتھ آپ سے رابطہ کرتے۔ اکثریت یہ محسوس کرنے لگی کہ یہ کالم کسی پیشہ ور کالم نگار کے رزق کمانے کا ذریعہ نہیں ہیں بلکہ اس کے پیچھے نوری صوت کا ہنر کارفرما ہے۔ محفلوں میں شرکت کرنے والوں کو اتنا اندازہ ہو چکا تھا کہ آپ ولی اللہ ہیں مگر آپ کے دیگر حالات سے کسی کو کچھ واقفیت نہ تھی۔ لوگ آپ کا تعارف پوچھنا چاہتے ، پوچھنے کی ہمت بھی کرتے مگر آپ نے اپنے حالات زندگی کی تفصیل سے باضابطہ طور پر کسی کو آگاہ نہ کیا۔

کسی نے پوچھا، آپ اپنی زندگی کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں۔ جواب ملا، "ابھی مکمل نہیں ہوئی۔"

سوال، جواب کی نشست چل رہی تھی، کسی نے پوچھا کہ آپ کی باتیں بڑی

کمال کی ہوتی ہیں مگر ہم آپ کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ کبھی آپ اپنے بارے میں بھی بتائیں۔ آپ نے جواب دیا، ''بات پر توجہ دو، بات کرنے والے پر نہیں! اصل میں بات اہم ہے، بات کرنے والا نہیں۔'' ہم ان کے ہیں ہمارا پوچھنا کیا''

کسی نے ٹیلی فون پر آپ سے روحانی مرتبہ پوچھا۔ آپ نے اسے ٹال دیا اور فون بند کر دیا۔ اس کے بعد کمرے سے باہر آ کر صحن میں ٹہلنے لگے۔ اسی دوران ہمکلامی کرتے ہوئے اتنی بات کہی، ''اگر میں اپنا تعارف کرادوں تو آدھے لوگوں کا ہارٹ فیل ہو جائے گا۔''

کسی نے پوچھا آپ کا منصب کیا ہے، ڈیوٹی کیا ہے؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا، ''مجھے بولنا ملا ہے۔ میری **Speciality** ''بولنا'' ہے۔ میں آپ لوگوں سے بات کرتا ہوں۔''

آپ نے ایک محفل میں کسی شخص کی جانب سے سوال پوچھنے پر جواب دیا، ''میں بھی اللہ کے فقیروں میں ایک چھوٹا سا فقیر ہوں۔''...... پھر کسی مجلس میں ایسے ہی سوال کے جواب میں فرمایا، ''مجھ ایسے صدیوں بعد آتے ہیں۔''

کسی اور محفل میں تعارف کی بابت سوال ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

''مجھے چاروں اطراف سے نسبت ہے۔''

اسی طرح نجی گفتگو میں خواص کے ساتھ بیٹھے ہوئے انکشاف کیا:

''مجھے حضرت علیؓ سے براہ راست فیض ملا ہے۔''

اور اس بارے میں ''شب چراغ'' میں واضح اظہار موجود ہے:

میرا نام واصف باصفا میرا پیر سید مرتضیٰ

میرا اوردا احمد مجتبیٰ میں سدا بہار کی بات ہوں

اور یہ کہ خطاب کا طریقہ حضرت علیؓ کی طرز پر ہے۔ محفل میں بیٹھ کر لوگوں سے مخاطب ہونا، ''سوال کرو۔'' لوگ سوال پیش کرتے اور آپ ان کو جواب مرحمت فرماتے۔ رحلت سے اندازاً تین برس قبل یہ بھی کہا، ''پوچھ لیا کرو جو بات ہے، پھر وقت بدل جائے گا۔ بات پوچھ لیا کرو ابھی وقت ہے، پھر یہ وقت نہیں رہے گا۔ اس سے قبل کہ وقت بدل جائے آپ لوگ بات پوچھ لو۔ اپنے سوال پوچھ لیا کرو، آپ لوگوں کو موقع ملا ہے۔''

جمعہ کی ایک نشست میں یوں گویا ہوئے:

''آپ لوگوں کے لیے آسانی ہے، میں خود آپ کے پاس چل کر آتا ہوں۔ آپ کو سوال کا جواب ڈھونڈنے کہیں جانا نہیں پڑتا...... کنواں خود پیاسے کے پاس آتا ہے۔''

ایک نشست میں تھوڑی سی جھلک یوں دکھاتے ہیں:

''ہم نے ایسا آدمی دیکھا ہے کہ چالیس دن اور چالیس رات نہ کھایا نہ پیا، نہ ہی سویا۔ میں نے خود دیکھا ہے...... الا یہ کہ اس نے کوئی چائے وغیرہ پی لی۔ ایک ہی خیال کے اندر چلتا جا رہا ہے۔ کیا سمجھے؟ اس کو اللہ کا امر سمجھیں! آپ سوچ میں پڑ گئے...... میں ہی ہوں...... اس میں کیا مشکل ہے! چالیس چالیس گھنٹے ایک انداز کی حالت میں تو میں خود بیٹھا رہا۔ خیال اتنا حاوی ہوتا ہے کہ مرورِ ایام اثر نہیں کرتا...... ہم تو مسلمان ہیں، وہ جو ہندو ہیں ان میں بھی کچھ لوگ ایسا مزاج رکھتے ہیں کہ ''گپ'' غائب ہو جاتے ہیں۔ سانس سے غائب ہو گیا اور ایک خیال میں پڑا رہا۔ دو سال،

تین سال، چار سال، پانچ سال اور جب جاگا تو وہ اس وقت میں اٹھے گا جہاں سویا تھا۔ پندرہ سال بعد جگاؤ تو پندرہ سال وہ وہاں پر گم کر گیا اور پھر وہ سانس واپس آیا۔ ایسا ہو سکتا ہے!''

ایک محفل میں دوران خطاب اس طرح بات کی:

''کہیں کوئی تکلیف بہت زیادہ ہو اور سمجھ میں نہ آ رہی ہو، زمین پر ایک انگلی لگاؤ اور اپنی پیشانی پر لگا دو، انشاء اللہ شفا ہو جائے گی۔ یہ میں آپ کو اجازت دے رہا ہوں، اللہ آپ کے نام پر خاک شفا کی اجازت دے رہا ہوں۔''

ایک نشست میں فرماتے ہیں، ''آپ سوال تیار کیے بیٹھے ہو۔ جو زندگی آپ نے گزاری یا بنائی ہے، اس میں کوئی ایسا سوال جس کا جواب چاہیے، وہ سوال جو بار بار آپ کی گھنٹی بجاتا ہو، آپ کو مضطرب کیے رکھتا ہو، تکلیف دیتا ہو۔ پرانے زمانے کے لوگ یوں کیا کرتے تھے کہ جواب کی قیمت پوری زندگی لیتے تھے۔ ہمارے پاس تو ویسے ہی فری جلوہ چل رہا ہے۔

آپ کو سوال کا جواب ضرور ملے گا۔ سوال ہوش کے ساتھ کرنا۔ جواب حوصلے کے ساتھ سننا...... میں نے آپ کے سامنے ایک چیز رکھی ہوئی ہے ''بساط!'' بساط کیا ہے کہ میں بول رہا ہوں اور آپ سن رہے ہو...... جو کچھ آپ سن رہے ہو، اسی جواب میں اس کے علاوہ بھی سنا جا سکتا ہے۔''

ایک روز کسی درویش کا ذکر کرتے ہوئے مجھے کہا کہ میں بھی ان سے ملوں۔ پھر تفصیل بتاتے ہوئے درمیان میں ایک فقرہ یوں کہہ گئے:

''میں نے تو انہیں پہچان لیا مگر وہ مجھے نہ پہچان پائے۔''

آپ کی غیر مطبوعہ تحریر میں ہے: ''اقبال جو کام ادھورا چھوڑ گیا وہ مجھے کرنا پڑ رہا ہے۔''

واصف صاحب نے پہلے سے بیان شدہ علم دہرایا ہے۔ دین میں کسی قسم کا اضافہ نہیں کیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے روحانی احوال پر بات کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض کی بات کی۔ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔ مختلف ادوار میں آپ ایسی ہستیوں نے اسی طرح اقوال بیان فرمائے ہیں، فرق ہے تو فقط طرز بیان کا! منفرد انداز ہے۔ آپ فرماتے ہیں، ''میں انگریزی پڑھتا رہا اور پڑھاتا رہا۔ انگلش زبان پر مکمل عبور تھا، جب بات کی تو اردو زبان میں۔ ساری تیاری انگریزی میں تھی مگر بات کے لیے اردو زبان ملی۔''

طریقت میں آپ قلندرانہ طرز کے علاوہ حضرت علی بن عثمان جلابی المعروف داتا گنج بخشؒ کی اقتدا کرتے ہیں۔ ایک خط میں لکھتے ہیں:

''میرا مسلک یہی ہے کہ میں عقیدتاً سنی ہوں، اولیاء کرام کا خادم ہوں۔ ایک بات میں نے اپنی کتابوں میں بار بار وضاحت سے کہی ہے کہ میں گلستان طریقت سے نشاط روح کے لیے پھول اور کلیاں چنتا ہوں۔ مجھے چشتی، قادری، سہروردی، صابری بزرگوں سے مہربانیاں موصول ہوئی ہیں۔''

آپ کے ہاں چشتیہ رنگ غالب ہے۔ جمالیاتی رنگ تمام تر چشتیہ انداز کا ہے۔ سراج منیر نے اپنے مضمون میں بہت خوبصورت جملہ لکھا ہے، ''ان کے تصوف وغیرہ کا تو ہمیں کچھ پتہ نہیں البتہ اتنا ضرور ہے کہ چشتیوں کی نرم خو آنچ دور سے ہی پہچانی جاتی ہے۔''

سید اخلاق احمد توحیدی صاحب نے اپنی کتاب کے آغاز میں واصف

صاحب کو خراج عقیدت یوں پیش کیا ہے:

"The author wishes to acknowledge his deep sense of gratitude to Malik Wasif Ali Wasif of the Chishtia Silsila for his constant guidance and help.
In fact he is like a lamp in our lives in these dufficult times."

''مصنف تہہ دل سے ملک واصف علی واصف صاحب جن کا تعلق چشتیہ سلسلہ سے ہے، کا شکر گزار ہے کہ انہوں نے مسلسل رہنمائی اور مدد فرمائی۔ یہ حقیقت ہے کہ اس مشکل دور میں آپ ہماری زندگیوں کے لیے روشن چراغ کی مانند ہیں۔''

سلسلہ قادریہ سے بھی مستفیض ہوئے۔ ایک وقت ایسا تھا کہ اکثر راتوں کو حضرت میاں میر صاحبؒ کے ہاں حاضری دیتے اور وہاں مراقب رہتے۔ ایک مرتبہ اپنے شاگرد کو طواف کرنے کا حکم دیا۔ مختلف حاضریوں میں دو مرتبہ آپ نے وہاں خود بھی طواف کیا۔ ایک حاضری کے وقت مزار کے گرد طواف کرتے ہوئے دو چکر مکمل کیے۔ دوسری حاضری میں اس سے زیادہ بار طواف کیا جس کی گنتی ساتھیوں نے شمار نہیں کی۔

گجرات میں سائیں کرم الٰہی المعروف کانواں والی سرکارؒ کے ہاں حاضری دی اور پھر گوجر خاں میں ان کے بالکے سائیں محمد حسین کانواں والی سرکارؒ سے خاص محبت رہی۔

ایک مرتبہ کسی سے کہا:

''میں نقشبندی سلسلے میں بیعت کر سکتا ہوں۔ مجھے اس کی اجازت ہے۔''

میں کسی کام کی غرض سے ملتان گیا تو آپ نے بطور خاص حضرت بہاوالدین زکریاؒ کے مزار پر حاضری کی ہدایت فرمائی۔

آپ کی ذات اور شخصیت مروجہ قواعد اور تراکیب سے ماورا ترتیب سے ہے۔ آپ کا تعلق **Rule of Exception** سے ہے۔ایک اور ہی طرح کے نظام سے متعلق و منسلک ہیں۔اس عنوان کے تحت کئی طرح کی مثالیں آپ نے خود بیان فرمائی ہیں۔ایک روز اس موضوع پر بات کرتے ہوئے فرمایا:

''میں کوہ مری کے علاقے دیول شریف میں پیر صاحب سے ملنے گیا۔اس وقت پیر صاحب ڈاڑھی کے فضائل پر بڑی پر مغز گفتگو فرما رہے تھے۔مجھے پیر صاحب نے اپنے پاس بٹھا لیا اور گفتگو جاری رکھی۔سنت رسولؐ کے مطابق ڈاڑھی رکھنے پر بہت زور دیا۔جب محفل ختم ہوئی تو پیر صاحب نے ایک چونی (چار آنے کا سکہ) مجھے دے کر کہا،''آپ جاؤ پہلے شیو کروا آؤ۔''

ایک مرتبہ یوں گویا ہوئے:

''پیر صاحب دیول شریف کے بیٹے کی بارات کا دن تھا۔میں بھی اس میں شامل تھا۔مریدین کثیر تعداد میں جمع ہوئے۔ایک صاحب نے سہرا پڑھنا شروع کیا۔حاضرین اس پر نوٹ نچھاور کرنے لگے۔پیر صاحب سامنے بیٹھ کر سہرا آرام سے سنتے رہے۔سہرا پڑھنے والے کو مریدوں نے اتنے پیسے دیئے کہ اس نے چادروں کی گانٹھیں باندھ کر اکٹھے کیے۔اس کے بعد میری باری آئی۔میں نے ابھی پہلا ہی شعر پڑھا تھا کہ پیر صاحب اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ان کے ساتھ ہی سارا مجمع بھی کھڑا ہو گیا۔محفل میں عجب سکوت بر پا تھا۔میرے سہرا پڑھنے کے دوران پیر صاحب کھڑے رہے۔مجھے زر نقد کے بجائے اس شکل میں داد موصول ہوئی۔''

ایک اور موقع پر یہ واقعہ بیان کیا:

''دربار داتا صاحبؒ کے نزدیک ایک شعری محفل منعقد ہوئی۔ شعرا باری باری اپنا کلام سنا رہے تھے۔ میری باری آئی، میں نے بھی چند اشعار پیش کیے۔ کسی نے تہمت لگائی کہ یہ شعر کسی اور کے ہیں اور میں اپنے نام سے سنا رہا ہوں۔ اس بات پر مجھے بہت دکھ ہوا۔ رنجیدہ خاطر وہاں سے اٹھ آیا۔ اسی افسردگی کے عالم میں نابھہ روڈ پر واقع اپنے کالج کے کمرے میں آ کر لیٹ گیا اور اسی حالت میں نیند آ گئی۔ آدھی رات کو اچانک آنکھ کھل گئی، جیسے کسی نے جگا دیا ہو۔ اٹھ کر بلب روشن کیا۔ پھر آئینے کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ چہرہ اور آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ طبیعت ابھی تک بوجھل تھی۔ بے اختیار کاغذ اور قلم لے کر بیٹھ گیا۔ اس رات تین سو شعر رقم ہوئے۔ کوئی انجان طاقت یہ عمل کروا رہی تھی۔''

اس واقعہ کے بعد ''شب چراغ'' کی تدوین و اشاعت ہوئی۔

شب چراغ میں ایک شعر ہے ؎

کیوں ہم سفر ہوئی ہیں مرے ساتھ منزلیں
احباب ذی مقام، کوئی بات کیجئے

1986ء میں جمعہ کی ایک نشست اشفاق احمد خاں صاحب کے چھوٹے بھائی بریگیڈیئر اشتیاق صاحب کے گھر منعقد ہوئی۔ قدرت اللہ شہاب صاحبؒ، اللہ انہیں غریق رحمت فرمائے، اس محفل میں تشریف لائے۔ ان دنوں وہ بہت کمزور ہو چکے تھے اور کسی تکلیف کی وجہ سے ہاتھوں، بازوؤں، پنڈلیوں اور پاؤں پر پٹیاں لپیٹ رکھی تھیں۔ واصف صاحبؒ نے مزاج پرسی کے بعد انہیں دعوت کلام دی۔ انہوں نے عجز کا اظہار کیا اور واصف صاحب سے فرمائش کی کہ حسب معمول محفل کا آغاز فرمائیں۔

معمول یہ تھا کہ واصف صاحب خطاب کے دوران کرسی یا صوفے پر بیٹھتے تھے اور سامعین فرش پر۔ شہاب صاحب سامعین کے ساتھ بیٹھنے کے لیے اٹھے تو واصف صاحب نے اصرار کیا کہ وہ صوفے پر تشریف رکھیں مگر وہ نہ مانے اور حاضرین مجلس کے ساتھ فرش پر بیٹھ گئے۔ بیماری کی شدت کے باوجود انہوں نے محفل کے آداب کا پاس کیا۔ کچھ دیر تک گھٹنے جوڑ کر بیٹھنے سے جب درد کی شدت نہ سہی گئی تو واصف صاحب سے گویا ہوئے، جناب! اگر اجازت ہو تو میں ایک طرف ٹانگ کھول لوں؟ واصف صاحب نے فرمایا کہ آپ صوفہ پر آ کر آرام سے تشریف رکھیں۔ قدرت اللہ شہاب نے جواب میں فرمایا کہ جناب آپ مجھے صرف یہ اجازت مرحمت فرما دیں، اوپر تو میں ہرگز نہ بیٹھوں گا!

ایک محفل میں جناب عبیداللہ درانی صاحبؒ تشریف لائے۔ ان کی آواز کی کھنک میں اب تک محسوس کرتا ہوں۔ بڑی ہی بارعب اور پُرتاثیر شخصیت تھے۔ اللہ ان کے درجات بلند فرمائے۔ تھوڑی دیر دونوں بزرگوں نے آپس میں گفتگو فرمائی اور پھر واصف صاحبؒ نے ان سے فرمائش کی کہ محفل سے خطاب فرمائیں۔ اس پر درانی صاحب نے کہا کہ میں تو سننے آیا ہوں، خطاب آپ ہی فرمائیں گے۔ آپ دونوں صاحبان ایک ہی صوفے پر تشریف فرما تھے لہٰذا درانی صاحب اپنی نشست سے اٹھ کھڑے ہوئے اور زمین پر بیٹھنا چاہا مگر واصف صاحب کے پُرزور اصرار پر دوسرے صوفے پر بیٹھ گئے۔[1]

آپ کی محفلوں میں یہ بات بہت محسوس کی گئی کہ جب لوگ آپ کی صحبت میں

1۔ قارئین اس سے یہ اخذ نہ کریں کہ خدانخواستہ میں نے یہ واقعات دوسرے بزرگوں کی شان گھٹانے کی خاطر رقم کیے ہیں۔ میرا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ ان بزرگوں نے دیگر سامعین و ناظرین کو اپنے عمل سے یہ جتلایا ہے کہ واصف صاحب کی محافل کی کیا شان ہے! ذات باری تعالیٰ سے آپ کو جو انعام عطا ہوا، ان بزرگوں نے اپنے عمل سے اس کی تصدیق کی۔

ہوتے تو ان کے خیالات بہت پاکیزہ ہو جاتے ۔ جیسے ہی وہ اپنے معمولات میں مشغول ہوتے، آپ کی صحبت میں رہنے کا اثر ماند پڑنے لگتا۔ لوگوں کا کہنا تھا کہ وہ واصف صاحب کی محفل میں بیٹھ کر مسلمان ہو جاتے ہیں لیکن جب اپنے ماحول میں واپس جاتے ہیں تو پھر دنیاداری کی طرف مائل ہونا شروع ہو جاتے ہیں ۔ یہ آپ کی صحبت کی تاثیر تھی کہ اچھے بھلے دنیادار آپ کے پاس یا آپ کی موجودگی میں دھیمے ہو جاتے ۔ اور پھر ایک مدت تک حاضر رہنے والوں کی طبیعت ہمیشہ کے لیے مائل ہو جاتی، ان کو استحکام حاصل ہو جاتا ۔ جمعہ کی شب مجلس میں اس پر اظہار خیال فرماتے ہوئے آپ گویا ہوئے، ''ایسی بات نہیں ہے کہ ہم لوگ یہاں بیکار بیٹھے ہوئے ہیں یا وقت ضائع کر رہے ہیں ۔ ایک نشانی بنائی ہوئی ہے کہ ہم جاگ رہے ہیں ۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ کوئی بہت ہی روحانی سبق دے رہے ہیں ۔ ہم بیداری کا سبق دے رہے ہیں ۔ دھیان لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں اور بات چل رہی ہے ۔ ایسا واقعہ کئی مقامات پر ہو رہا ہے، بعد میں باہم مربوط ہو جائے گا ۔ جب اللہ چاہے گا تو یہ دور نیا ہو جائے گا ۔ پھر آپ کو اپنے آپ میں طاقت مل جائے گی اور آپ بولنے کے قابل ہو جاؤ گے ۔ فی الحال آپ سنتے جاؤ ۔ ایک وقت آئے گا جب آپ کو یہ باتیں زندہ لگیں گی، پھر آپ کو سمجھ میں آئے گا کہ بات کیا ہے ۔ فی الحال اتنی بات سمجھو، وہ الفاظ یا بندہ جو آپ کو تھوڑا سا محویت میں بٹھا رہا ہے، ایک نئی بات ہے ۔ ہم کلام سن رہے ہیں، ایک نئی بات ہے ۔ محویت میں بیٹھے ہیں، ایک نئی بات ہے ۔ یہ بات عام طور پر سماج میں نہیں ملتی ۔ ہم لوگ اپنا کھا رہے ہیں، پی رہے ہیں، کھیل رہے ہیں، جمائیاں لے رہے ہیں، انگڑائیاں لے رہے ہیں کہ نہیں! یہاں جو محویت ہے، وہ صداقت ہے ۔ آپ اپنی اپنی صداقت پاتے ہو ۔ آپ اللہ کی بات سن کر متوجہ رہتے ہو، بس بڑی بات ہے، اتنا کافی ہے ۔ اب یہ راز ہے، ایک ایسی بات پر محو ہو جانا جو بات اللہ سے منسوب ہے ۔ میں کہتا ہوں بڑی مبارک بات ہے ۔''

May 18, 2012

An Imam Will Come & Guide This Nation (Guftugu By Wasif Ali Wasif RA)

ایک 'امام' نے آنا ہے اور وہ قوم کو فلاح دے گا

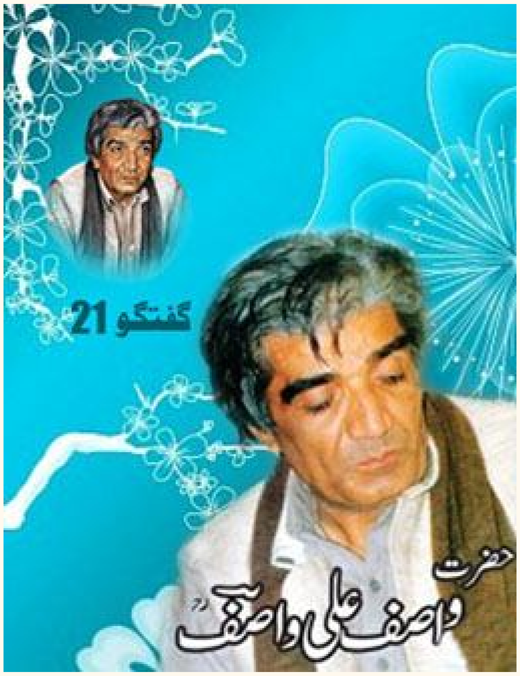

Read Online :21Guftugu

واصف علی واصف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"آپ سے زیادہ مرتبے اور زیادہ جاننے والے انسان مطمئن بیٹھے ہوں تو آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت ہی کوئی نہیں ہے. جہاں جاننے والے ہوں وہاں نہ جاننے والوں کا پریشان ہونا ناجائز ہے."

An interesting reply by **Wasif Ali Wasif (r.a.)** to a question about future of Pakistan.

سوال:

ملکی سیاست اور بین الاقوامی سیاست میں ہمیں گھاٹا ہی ہے اور بظاہر تو خسارہ ہی نظر آتا ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ مستقبل روشن ہے____

جواب:

ہاں مستقبل روشن ہے' روشن مستقبل کا ثبوت تو ہوتا نہیں ہے بلکہ روشن مستقبل صرف تسلیم ہوتا ہے۔ گنتی کی چند باتیں آپ لوگ یاد رکھ لیں تو پھر آپ کو بات سمجھ آ جائے گی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی ایسا دور زندگی میں نہیں آئے گا کہ اچھائی کا راستہ بند ہو جائے یا برائی کا راستہ بند ہو جائے۔ اچھے آدمی کے لیے اچھا راستہ ہر وقت Available ہوتا ہے اور برے آدمی کے لیے بُرا راستہ Available ہوتا ہے اور برائی کا راستہ بند بھی ہو سکتا ہے اگر نیکی چاہے تو____ لیکن نیکی کا راستہ بند نہیں ہو سکتا۔ جن لوگوں نے فیصلہ کر لیا نحن انصار اللہ ہم اللہ کے معاون ہیں' خادم ہیں' ان لوگوں کا راستہ رک نہیں سکتا۔ گویا کہ نیک آدمی کا مستقبل کبھی تاریک ہو ہی نہیں سکتا' چاہے دنیا سے سورج چلا ہی جائے' نیک آدمی کی رات بھی نیک' نیک آدمی کا دن بھی نیک' نیک آدمی کی رات بھی روشن اور نیک آدمی کا دن بھی روشن' بلکہ رات دن سے زیادہ روشن۔ تاریکی کے زمانے

پیغمبر اپنی پیغمبری کا دَور پورا کر گئے' علیہم السلام۔ اور وہ جو پیغام لانے والے تھے وہ اپنا پیغام پورا دے گئے' نبی' نبی ہو گئے اور ولی' ولی ہو گئے اور زندگی اتنی مختصر رہی۔ میرا خیال ہے کہ کسی ولی کی تعریف میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ He lived a long life. یعنی وہ ولی تھے اس لیے وہ نوّے سال رہے۔ تو یہ ولایت کا ثبوت نہیں ہے۔ ولایت کا ثبوت کیا ہے؟ کہ مختصر زندگی' جتنی بھی ہے اس کے اندر کسی زمانے میں ان کو یادِ الٰہی میں غافل نہیں پایا گیا' کسی زمانے میں ان کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں دیکھا گیا اور کسی زمانے میں رخ ان کا غلط نہیں ہوا۔ یہ تو آپ نے نہیں دیکھا کہ وہ زمانے کون سے تھے' دوپہر کا زمانہ تھا کہ رات کا زمانہ تھا' برسات کا تھا کہ بہار کا۔ اللہ والا جو ہے وہ اللہ والا رہتا ہے کیونکہ اللہ اس کے خیال کے ساتھ ہے۔ خیال جو ہے وہ اس نے قائم رکھا ہوا ہے اس لیے اللہ جو ہے مکمل طور پر ان کے ساتھ ہے اور اللہ کے ساتھ مشاہدوں کی حد کہاں سے شروع ہوتی ہے؟ مرنے کے بعد۔ اس لیے جب کچھ لوگ کہتے ہیں کہ میں زندگی میں دیکھنا چاہتا ہوں تو پھر بزرگ کہتے ہیں کہ تو زندگی میں مَر جا۔ کہتے ہیں کہ قبرستان سے اس کی حد شروع ہوگی مگر وہ کہتا ہے کہ میں قبرستان کو نہیں مانتا' مجھے ابھی چاہیے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ایک طریقہ ہے کہ تُو زندگی میں مَر جا۔ کہتا ہے کہ زندگی میں ہم کیسے مَر سکتے ہیں' آپ بتاؤ' تو سہی۔ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے؟ مرنے کے بعد نہ رشتے داروں کا Visit کیا جاتا ہے' نہ دعوتیں قبول ہوتی ہیں نہ الیکشن کمپین ہوتی ہے' نہ تقریر ہوتی ہے۔ آپ اس زندگی میں الیکشن کمپین بند کر دو' تقریریں بند کر دو اور رشتے داروں کے پاس جانا بند کر دو۔ مر جانے والا ایک

خیال میں پڑا ہوتا ہے۔تو تم بھی ایک خیال میں پڑ جاؤ۔مرنے والے کو کھانے پینے کا کوئی فکر نہیں ہوتا۔تو آپ بھی کھانے پینے کا کبھی فکر نہ کرو۔کہتا ہے کہ کھانے پینے کا فکر نہ کریں تو پھر مر ہی جائیں گے۔کہتا ہے کہ مَر تو پہلے ہی گئے ہیں آپ' اب کیا کھانا ہے۔آپ نے مرنے کا تو پروگرام بنایا ہے' لہٰذا مرنے سے پہلے مرنے کا فارمولا جو ہے وہاں سے اللہ کی حد شروع ہوجاتی ہے۔جب تک پوری بات کا پتہ نہ چلے تو بندہ پریشان ہوجاتا ہے۔اب وہ کہتا ہے کہ میں کھاؤں گا کیسے؟ اب یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جسم کی طاقت جو ہے یہ کھانے سے نہیں ہے' طاقت اللہ کے حکم سے ہے۔کھا کھا کے لوگ کمزور ہوگئے۔کھا کھا کے مَر گئے مگر طاقت نہ آئی۔طاقت بہر حال اللہ کے اَمر سے ہے۔کون سا اَمر ہوتا ہے کہ کھانا طاقت بن جاتا ہے؟ یہ اللہ کو پتہ ہے۔لہٰذا جب اللہ کو قادر مان لیا تو قادر سے محبت قدرت کا جلوہ ہے۔اب آپ نے قدرت کا جلوہ دیکھنا ہے یا حالات کے جلوے دیکھنے ہیں۔یہ ایک پوائنٹ یاد رکھنے والا ہے کہ قدرت کا جلوہ دیکھنے والے حالات کی زَد میں نہیں ہوتے۔ان کے لیے حالات کیا شے ہیں۔حالات کا جو تھپیڑا ہے' آیا ہے اور گیا ہے۔اگر آپ کو خوشی دے دی جائے اور آپ کا محبوب' کوئی عزیز' چلو دوست ہی لے لو' بہت پیارا دوست ہے' اس کے بارے میں کوئی کہے کہ ہم آپ کو پچاس ہزار روپے دے دیتے ہیں اور دوست آپ کا مار دیتے ہیں تو آپ کیا کہیں گے؟ نہیں' جدائی قبول نہیں ہے۔حالانکہ آپ گلہ کر رہے تھے کہ آپ کے پاس پیسہ نہیں ہے۔اب پیسہ آپ کو دیتے ہیں۔اگر کوئی آپ کے بچے لے جائے خدانخواستہ اور آپ کو دو کروڑ روپیہ دے جائے تو آپ

کہیں گے کہ ہمیں دو کروڑ نہیں چاہیے ہمیں بچے چاہئیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ محبت کی بقاء چاہیے' حالات کی فراوانی نہیں چاہیے۔ اللہ سے اگر محبت ہو جائے تو پھر آپ کو کیا چاہیے' یہ محبت دے کر آپ کون سے حالات مانگتے ہو اور محبت کے لیے کون سے وسیلے ضروری ہیں؟ آپ بولو۔ کیا اللہ سے محبت کے لیے پیسے ہونے چاہئیں' سفید کپڑے ہونے چاہئیں' کالی شلواریں ہونی چاہئیں' پیلا رومال ہونا چاہیے؟ نہیں۔ آپ یہ کہیں کہ محبت اس کی مہربانی ہے اور وہ محبت کرا دے تو محبت ہوگی۔ اس کے لیے حالات کی بات نہیں ہے۔ اب جو شخص محبت کو حالات سے شروع کرتا ہے تو وہ شخص تو محبت سے پہلے ہی محروم ہو گیا کیونکہ محبت نے آپ کو حالات سے غافل کرنا تھا اور آپ حالات لے کے محبت کی طرف چلے آئے۔ "ہم اللہ سے محبت کرنے آئے ہیں" اور پہلے یہ کام کرتے ہیں کہ پیسے جیب میں ہیں کہ نہیں ہیں' بلکہ پیسے ہاتھ میں رکھو' کیونکہ اللہ کی طرف جانے والے پیسے ہاتھ سے گم کر بیٹھتے ہیں۔ اس طرح تو آپ اللہ سے محبت نہیں کر سکتے۔ اللہ کے پاس جانے والا جو ہے وہ تو حالات کو چھوڑ کر گیا ہے۔ حالات کا گلہ کہاں پر ہوتا ہے؟ جب اللہ کی یاد سے غافل ہوتا ہے۔ حالات کا کارساز آپ نے کسے مانا؟ اللہ کو۔ اور آپ کدھر جا رہے ہو؟ اللہ کے پاس۔ جب اس نے کام اُلٹا پلٹا کر دیا تو پھر کام ٹھیک ہو گیا۔ جب اللہ نے کیا ہے تو ٹھیک ہے اور جو تم نے کیا ہے وہ غلط ہو سکتا ہے۔ لہٰذا جب اللہ کو کارساز مانو تو اُسی کو کارسازی کرنے دو' تم اس کی طرف راضی ہو کر چلتے جاؤ۔ پھر حالات ٹھیک ہیں' مستقبل ٹھیک ہے۔ مستقبل کس کا ٹھیک ہے؟ ٹھیک کا ٹھیک ہے۔ اچھے کا مستقبل اچھا ہوتا

ہے اور برے کا مستقبل برا ہوتا ہے۔ یہیں تو ہمارے ایمان کا آغاز ہوا کہ کافروں
نے کہا کہ دیکھو ہم امیر لوگ ہیں' آپ لوگ ہمارے راستے پہ چلو ہم آپ کو مال
دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک ہاتھ پر سونے کا پہاڑ رکھ دو اور دوسرے
ہاتھ پر چاندی کا پہاڑ رکھ دو' سورج رکھ دو' ستارے رکھ دو' چاند رکھ دو' یہ تو ہو نہیں
سکتا کہ ہم چھوڑیں۔ کیونکہ ہم کارساز کے راستے پر جا رہے ہیں تم کارگی بات کر
رہے ہو' کام یا کارگی بات کا ہم نے کیا کرنا' ہم تو کارساز کے راستے پر جا رہے
ہیں' وہاں ہمیں اس بات کو سوچنے کی ضرورت نہیں کہ وہ ہمیں کس حال میں
رکھے۔ لہٰذا اللہ کی محبت جو ہے وہ ہمیں جس حال میں رکھے راضی رہنے کا نام ہے'
گِلے کا نام ہی نہیں ہے۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ کیا سمجھے؟ یہ کہ انسان راضی
رہے۔ چاہے اللہ جس حال میں رکھے یہ اس کی رضا ہے' اب خطرہ اس کو کوئی نہیں
ہے۔ خطرہ صرف ایک چیز کا ہوتا ہے کہ اللہ کی یاد سے میں غافل نہ ہو جاؤں' جو
غافل ہے وہ حالات کی زد میں ہے' اور جو یاد میں ہے اس کے حالات صحیح ہو
گئے۔ ایک بات تو یہ ہو گئی۔ دوسری بات یہ ہوتی ہے کہ جب یہ دیکھا جائے کہ
آپ کے خیال کے مطابق ایک ایسا وقت آ رہا ہے جس سے اسلام ختم ہو جانا ہے'
خدانخواستہ' اگر یہ تمہیں سمجھ آ جائے کہ اسلام ختم ہونے کے قریب آ گیا ہے تو سمجھو
کہ ختم نہیں ہونا کیونکہ اللہ نے ختم ہونے ہی نہیں دینا۔ بڑے بڑے لوگ آئے'
بڑے بڑے واقعات ہوئے' اسلام کے لشکر کے کل دو آدمی رہ گئے' لگتا تھا اب
اس کے بعد اسلام ختم ہو جائے گا مگر یہ نہیں ہوا۔ میں نے آپ کو پہلے بھی مثال
بتائی ہے کہ جب حضور پاک ﷺ غار میں تشریف رکھتے تھے تو عین اُسی مقام پر وہ

قافلہ پہنچ گیا جو آپ کی تلاش میں آیا تھا۔ تو ایک مکڑی کے جالے نے سارا کھیل بنا دیا۔ اگر وہیں خدانخواستہ ملاقات ہو جاتی تو اسلام ختم ہو گیا تھا۔ تو اسلام ختم نہیں ہو سکتا، کہیں مکڑی کا جالا آ جاتا ہے، کہیں کوئی واقعہ ہو جاتا ہے، کہیں کوئی اور واقعہ ہو جاتا ہے۔ اگر اسلام ختم ہوتا تو کب کا ختم ہو چکا ہوتا۔ نہ اسلام ختم ہوا اور نہ اس نے ختم کیا۔ لہٰذا یہ بات ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ختم نہیں کرنا۔ تو مسلمان ختم کیسے ہوگا۔ مسلمان بھی قائم ہے۔ اور اگر عقیدے کے ساتھ اُس کی موت ہے تو شہادت ہے، عقیدے کے علاوہ موت ہے تو مسلمان ہی نہیں ہے۔ لہٰذا مسلمان تو مرتا نہیں ہے۔ مسلمان تو مسلمان ہی ہے۔ جب آپ کو یہ سمجھ آ جائے کہ اب دشمن کا لشکر مسلمانوں سے ہٹ کے کعبے کی طرف حملہ کرنے جا رہا ہے تو پھر آرام سے بیٹھ جاؤ۔ اب تماشہ دیکھو۔ کہتا ہے کہ اب پتہ لگے گا، اللہ تعالیٰ نے اپنا کھیل دکھانا ہے۔ مقصد یہ کہ اب آپ کا کھیل ختم ہو گیا، اب اسلام کی طاقت کو دیکھو کہ اسلام کی کیا طاقت ہے! مسلمانوں کی طاقت تو آپ نے دیکھ لی۔ اب اسلام کی طاقت دیکھو کہ اسلام کی کیا طاقت ہے۔ اگر آپ کو یقین ہے تو جلوہ آپ کو نظر آئے گا، ضرور آئے گا۔ یہ بات میں نے آپ کو پہلے لکھ کر بتائی تھی کہ اگر چھت گرنے لگے تو بھاگ جاؤ اور جب آسمان گرنے لگے تو ٹھہر جاؤ۔ جب آسمان گرتا نظر آ رہا ہے کہ اب انتہا ہو گئی ہے اور خانہ کعبہ کے قریب دشمن کی طاقتیں پہنچ گئی ہیں تو اب ٹھہر جاؤ، اب بھاگنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے ٹھیک کہا تھا کہ ہماری چابیاں ہمارے حوالے کرو، ہمارے اونٹ ہمارے حوالے کرو، پھر کعبہ جانے اور کعبے کا محافظ جانے۔ اب آپ اللہ

اللہ کرتے جاؤ اور پھر دیکھو کہ ہوتا کیا ہے۔ اس لیے اسلام کا مستقبل جو ہے وہ کبھی تاریک نہیں ہوتا بلکہ مستقبل روشن ہی ہے۔ مسلمان کے پاس اگر خطرہ آئے تو مسلمان دونوں باتیں جانتا ہے' خطرہ ٹالنا بھی جانتا ہے اور شہید ہونا بھی جانتا ہے۔ اس طرح مستقبل روشن ہے۔ اگر اسلام کے پاس خطرہ چلا جائے تو اسلام ہر صورت میں جانتا ہے۔ اسلام مالک کا نام ہے۔ اسلام کس کا نام ہے؟ مالک کا نام ہے۔ تو پھر کیا خطرہ ہے؟ پھر آپ کہتے ہیں کہ حالات کا مستقبل خراب ہے۔ تو جب تک مستقبل نہ آئے تب تک آپ یہ نہیں کہہ سکتے۔ اب یہاں ایک فلسفے کی بات ہے کہ دو انداز ہوتے ہیں' ایک Passive یا Negative یا Pessimist یعنی تاریک پہلو والا' کہ بالکل تباہی ہو جائے گی۔ دوسرا یہ ہے کہ تباہی نہیں ہو گی۔ یہ دونوں جھوٹی باتیں ہیں کیونکہ کل ابھی آیا نہیں۔ وہ آدمی جو صرف تاریک پہلو میں رہتا ہے وہ تو آنے سے پہلے ہی مر گیا' پریشان ہو گیا۔ حالانکہ ہر ایک کو پتہ ہے' کیا پتہ ہے؟ کہ موت آئے گی' کسی کو شک ہے کوئی؟ پکی بات ہے۔ اگر کسی آدمی کو بتا دو کہ تیری موت سوا تین مہینے کے بعد آ رہی ہے تو وہ آج ہی مرنا شروع ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر یہ احسان کیا ہے کہ اس نے مستقبل کو مخفی رکھا ہے۔ جس طرح آپ قربانی کا بکرا دیکھیں' چھری سے پہلے کھاتا پیتا ہے' رونق لگاتا ہے کیونکہ اسے کوئی پتہ نہیں ہوتا۔ تو انسان کو کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ آنے والے حالات کیا ہیں؟ آنے والا آئے گا تو پھر دیکھا جائے گا۔ کہتا ہے کہ کیا آپ آنے والے حالات جانتے ہیں؟ تو وہ کہتا ہے کہ ابھی تو جانے والوں سے فرصت نہیں مل رہی۔ مستقبل کے بارے میں اس وقت غور کرو جب تم اللہ کی

رحمت پر بھروسہ کرنا جانتے ہو ورنہ غور نہ کرنا کیونکہ ایمان چلا جائے گا۔فقرہ میرا یاد رکھنا۔کیا کہا میں نے؟ اگر کوئی کہے کہ کل کا سورج مجھے نکلتا نظر نہیں آ رہا تو اس کا ایمان تو یہیں سے چلا گیا۔اب آپ کا ایمان چلا جائے گا۔اس نے کہا کہ واقعات ہوتے ہی رہتے ہیں اور سورج نکلتا ہی رہتا ہے' کفر کی یلغاریں ہوتی ہی رہتی ہیں اور ایمان سرفراز رہتا ہے بلکہ جتنا کفر زیادہ ہوگا اتنا ہی ایمان زیادہ افروز ہوگا ۔

یک دو شکن زیادہ کن گیسوئے تابدار را
فرصت کشاکش مدہ ایں دل بے قرار را

کہتا ہے کہ تو مشکلات ذرا زیادہ کرتا کہ ہمیں جاگنے کا موقع ملے' ابھی تو مشکلات ہیں ہی نہیں۔کہتا ہے کہ بابا جی آپ کو کچھ فکر محسوس ہوا کہ خطرہ آ رہا ہے؟ بابا کہتا ہے کہ خطرہ محسوس ہوتا تو پھر میں ضرور جانتا' ابھی تو کوئی بات نہیں ہے ۔

ہنوز دلی دور است

ان کے لیے خطرہ نہیں ہے کیونکہ اگر خطرہ ہے تو وہ خود ہی ٹال لیں گے۔تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر آپ سے زیادہ مرتبے والے اور زیادہ جاننے والے انسان مطمئن بیٹھے ہوں تو آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت ہی کوئی نہیں ہے۔اگر ابا حضور تشریف فرما ہیں تو بیٹا کیوں پریشان ہو رہا ہے۔اب یہ نہ کہو کہ دشمن قریب آ رہا ہے۔آپ اپنا کام کرو اور انہیں اپنا کام کرنے دو۔ان کے لیے تو اشارے کی بات ہے جس کے بارے میں کہا تھا کہ ۔

ہنوز دلی دور است

اس کے لیے دلی دور ہے' دشمن پھر پہنچ ہی نہیں سکتا۔تو جہاں جاننے والے ہوں وہاں نہ جاننے والے کا پریشان ہونا ناجائز ہے۔تو آپ زیادہ پریشان نہ ہوں۔اگر ڈاکٹر کہتا ہے کہ یہ مرض ٹھیک ہو رہا ہے' مریض کو دیکھنے والے کہتے ہیں کہ یہ تو مر رہا ہے' ڈاکٹر بہتر جانتا ہے اور ڈاکٹر پر اعتماد بہتر ہے۔ مستقبل کو جاننے والے اگر یہ کہہ دیں کہ مستقبل روشن ہے تو پھر یہ روشن ہے۔اگر انہوں نے بچے کو دیکھ کر بتا دیا کہ یہ بچہ بڑے روشن ستارے والا ہے تو اس بچے نے ستارے تک پہنچنا ہے۔تو دیکھنے والے نے پہلے بتا دیا کہ یہ روشن ستارہ ہے' یہ بہتر بچہ ہے' یہ طاقت ور بچہ ہے' یہ بڑا ہو کے بڑا بنے گا۔اب بچہ کہتا ہے کہ میں تو نہیں ہوسکتا' یہ کیسے ہوسکتا ہے۔وہ جب بڑا ہوگا تو پتہ چلے گا کہ اس نے کیا بننا ہے۔

اب آپ یہ دیکھیں کہ انسان ایک مشین ہے' یہ فرض کر لیں۔اگر اس مشین کے اندر ایک پرزہ ایسا ہے جسے اگر ذرا ٹچ کر دیا جائے تو بندہ بدل جاتا ہے۔آپ اس پرزے کو دل کہہ لیں۔اگر ایک بادشاہ خوش باش زندگی گزار رہا ہو' اس کے دل پہ اثر ہوا تو اس نے بادشاہی چھوڑ دی۔اگر ایک انسان بڑے غصے والا ہے اور اُس کے ساتھ کوئی واقعہ ہوگیا تو پھر اس کے بعد وہ مر ہی گیا کیونکہ دل ٹوٹ گیا۔کہتا ہے جب میں نے یہ دیکھا کہ دوست کے ہاتھ میں خنجر تھا تو پھر میرا اعتبار ہی اُٹھ گیا اور اس کے بعد پھر کچھ بھی نہیں رہ گیا۔اسی طرح اگر کوئی اور پرزہ ٹچ کر دیا جائے تو کافر مومن ہوجاتا ہے۔اس پرزے کو آپ نصیب کہہ لیں۔تو وہ جو نصیب تھا اس کو ٹچ کر دیا تو وہ جو کافر تھا مومن ہونا شروع ہوگیا۔کہتا ہے کہ

اس کے بعد میرا ایمان قوی ہو گیا' فلاں آدمی نے ایک بات کی میرے کان میں تو پھر مجھے بات سمجھ آ گئی۔ مقصد یہ ہے کہ زندگی کے اندر Logical Sequence' تسلسلِ حالات کے علاوہ بھی کچھ واقعات ہیں جو حالات کا تسلسل بدل دیتے ہیں کہ انسان کدھر جا رہا تھا اور کہاں جا نکلا ۔

منم محو خیال اُو نمی دانم کجا رفتم

یعنی کہ بندہ کہیں سے کہیں نکل جاتا ہے کیونکہ اندر سے پرزہ بدل جاتا ہے۔ فرض کریں کہ آپ کے اندر ایسا پرزہ بدل دیا جائے کہ آپ مکمل سچے ہو جائیں پھر آپ اپنے آپ کو سب سے پہلے دیکھیں۔ پھر آپ کو اپنے اندر جو قباحتیں نظر آئیں گی' اس کا تدارک کون کرے گا؟ جب قیامت کا وقت ہو گا' حساب کتاب کا وقت ہو گا تو اللہ تعالٰی نے سب سے پہلا کام کیا کرنا ہے؟ وہ تمہیں خود ہی سچا کر دے گا اور پھر تمہارے سامنے تمہارے اعمال نامے رکھ دے گا کہ بتاؤ یہ کیا ہے؟ آپ کیسے کہیں گے یہ جھوٹا ہے۔ اب تو آپ اپنے آپ کو Defend کرتے ہیں مگر اس وقت آپ کیا بن جائیں گے؟ Witness of Prosecution۔ پھر آپ خود کو کہیں گے کہ یہ جھوٹا ہے' یہ مسجد سے جوتی چرانے گیا تھا' یہ تو حج کرنے نہیں گیا تھا بلکہ سامان خریدنے گیا تھا۔ تو آپ کے جھوٹ کے زمانے کا دفاع آپ کے سچ کے زمانے میں Prosecution ہو جاتا ہے۔ تب آپ ہی اپنے آپ کو پکڑ لیں گے۔ عام حالات میں اس کو ضمیر کہتے ہیں اور خاص زمانے میں اس کو فضل کہتے ہیں۔ اگر آپ پر اللہ کا فضل ہو جائے اور اللہ آپ کو سچا بنا دے تو آپ کو سب سے زیادہ خطرناک انسان اپنا آپ نظر آئے گا اور آپ خود ہی گواہی

دینے لگ جائیں گے کہ یا اللہ یہ تو جھوٹا بندہ ہے' یہ سارا ہی جھوٹ ہے' جو اس نے کام کیا وہ سارا ہی غلط تھا۔ وہ اپنے خلاف آپ ہی بولتا چلا جائے گا۔ کیونکہ اب جھوٹے کے خلاف سچا بول رہا ہے۔ اس وقت سچے بھی آپ ہیں' جھوٹے بھی آپ ہی تھے۔ اب آپ کی جو سچی ذات ہے اگر وہ کبھی فوقیت میں آ جائے' تو وہ آپ کو اُڑا کے رکھ دے گی۔ تو دنیا میں ہونے والے واقعات آپ سے اتنے دور چلے جائیں گے کہ آپ کو ان کی ضرورت ہی نہیں ہو گی_____ تو میں مستقبل کی پریشانی کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔ جو آیا نہیں اس کے بارے میں پریشان کیوں ہو۔ کیا آپ آنے والے حالات جانتے ہو؟ کہتا ہے ابھی جانے والوں سے فرصت نہیں ملی۔ آپ وہ دیکھو جو آپ کر چکے ہو۔ جب کبھی آپ سے زیادہ جاننے والے لوگ موجود ہوں اور خاموش ہوں' اس وقت کم جاننے والے کو شور مچانے کا حق نہیں ہے۔ کہتا ہے کہ وہ عالیجاہ بیٹھے ہوئے ہیں' جب وہ بیٹھے ہوئے ہیں' جب طاقتیں خاموش ہیں تو کمزور نے کیا شور مچانا ہے۔ جب جاننے والا چُپ ہو جائے تو لاعلم یا بے علم کو بولنے کا حق نہیں ہے۔ دانا کی محفل میں کم از کم خاموشی تو کی جا سکتی ہے۔ مومن کے لیے مستقبل حالات کا نام نہیں ہے' مومن کے لیے مستقبل' حال اور ماضی اللہ کے ساتھ وابستگی کا نام ہے۔ اگر آپ کی توجہ میں اللہ نہ رہا تو حالات کی کیا اصلاح کر سکتے ہو اور اللہ کی سرحد کہاں سے شروع ہو رہی ہے یعنی اس کے علاقے کی سرحد؟ آپ کی موت سے۔ اگر اس زندگی میں اللہ کی سرحد چاہتے ہو تو موت کا Experience کر لو' موت کا Experience' اللہ کے قرب کا ایک Experience ہے۔ Vision of Death جسے آپ کہتے ہو

ناں یہ بھی تقربِ حق کی ایک **دلیل** ہے Vision of death means vision of Divine بچوں کی ایک کہانی کسی نے لکھی تھی' آپ کو یاد ہوگا' اردو کی کتابوں میں آپ پڑھتے رہے ہو۔ کہانی یوں شروع ہوتی ہے کہ سال کی آخری رات تھی' ایک بوڑھا سر جھکائے ہوئے سوچ رہا ہے' ویرانے میں بیٹھا ہوا ہے' کھنڈرات میں بیٹھا ہوا ہے' سوچ رہا ہے کہ میں نے کون کون سا غلط کام کیا ہے' ماں باپ کی حکم عدولیاں کی ہیں' تعلیم کی غفلتیں کی ہیں اور کردار کے اوپر ناجائز تجاوزات کی ہیں' کردار کشی کی ہے اور حالات خراب ہوئے' تباہیاں' بربادیاں' دھوکہ اپنے ساتھ' لوگوں کے ساتھ' ماں باپ کے ساتھ' حق تلفیاں کرتے رہے ہیں اور سماج میں عزت کی خاطر ہم اپنے کردار کو مسخ کرتے رہے ہیں' چہرہ خراب کر دیا' یہ ہو گیا' وہ ہو گیا' بہت بڑی پریشانی ہے' کاش یہ زندگی دوبارہ مل جاتی تو دوبارہ میں اچھی زندگی گزارتا۔ تو اسے سارے واقعات یاد آئے' پریشان ہے' رو رہا ہے۔ اتنے میں اس کو ایک روشنی کی کرن نظر آتی ہے' وہ روشنی آئی کیونکہ تاریک رات تھی۔ کہتا ہے تو روشنی کون ہے جو میری طرف بڑھتی چلی آ رہی ہے؟ اس نے کہا میرا نام ہے اُمید' ہم امید کہلاتے ہیں' ہمارا کام ہے اندھیرے میں روشنی کرنا' یہ جو تو اندھیرے میں مبتلا ہے' تو ہماری بات غور سے سُن' سمجھ آ جائے گی' توبہ سے مسئلے **حل** ہو جاتے ہیں۔ اس نے کہا اچھا تو بہ سے مسئلے **حل** ہو جاتے ہیں؟ اس بوڑھے نے توبہ کی۔ یک **لخت** کیا دیکھتا ہے کہ اس کو ماں کی آواز آئی کہ بیٹا اٹھو آج تو عید کا دن ہے' تو ابھی تک سو رہا ہے اور تو تُو رو بھی رہا ہے____ تو یہ ایک چھوٹے بچے کا خواب تھا۔ تو بچہ سمجھا کہ اگر زندگی میں غلط کر لیا تو پھر وہی ہوگا

یعنی میں مایوس بوڑھا بن جاؤں گا۔ بات سمجھ آئی ؟ گویا کہ مایوسیوں کے اندر امید کے زمانے فضل کی آمد ہیں۔ اس لیے ایمان کس لیے ہے؟ یہی تو وقت ہے ایمان کا۔ سارے کے سارے مایوس ہوتے جا رہے ہیں' سارے اسلام کو چھوڑتے جا رہے ہیں' کفر کے اندر داخل ہوتے جا رہے ہیں' لوگ اتنے پریشان ہیں' یہ جو لوگ پریشان ہیں تو یہ تو نقلی ایمان پریشان ہے اور اصلی ایمان کا ہے کو پریشان ہوگا۔ کیا وہ موت سے ڈر رہا ہے؟ نہیں' وہ موت سے نہیں ڈرتا' ایمان نہیں ڈرتا موت سے۔ موت تو اس کو پر کھنے والی شے ہے' موت مَر جاتی ہے اور بندہ زندہ رہتا ہے۔ کہتا ہے کہ موت مجھے مار دے گی' ایک وقت کے بعد موت نے مَر جانا ہے اور ہم نے زندہ ہو جانا ہے پھر جھگڑا کس بات کا؟ Ultimately تو میں نے زندہ رہنا ہے' میں ہی مَیں ہوں۔ آپ بات سمجھے؟ تو اس بات نے یہ ثبوت دیا کہ ایمان والے کبھی مایوس نہیں ہوتے۔ پھر یہ کہ جب کبھی کسی جاننے والے پہ اللہ تعالیٰ یہ فضل کر دے کہ یہ واقعہ آنے والے زمانے کی بات ہے تو پھر وہ بتا سکتا ہے' ورنہ تو اس نے Future مخفی رکھا ہے۔ ایک دفعہ ایک پیغمبر پر فیوچر آشکار ہوگیا کہ اس بستی پر عذاب آنے والا ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ عذاب آنے والا ہے مگر عذاب نہیں آیا۔ پھر بڑی سخت پریشانی' پشیمانی اور سخت واقعات ہوئے جن سے وہ گزرتے گئے اور پھر مچھلی کے پیٹ میں واقعات ہوئے۔ انہوں نے اللہ سے پوچھا کہ آپ نے تو مجھے دکھایا تھا تو اللہ نے کہا کہ دکھایا تو تھا مگر درمیان میں توبہ کرنے والے' معافی مانگنے والے' دعائیں کرنے والے' ہزار واقعات ہوتے ہیں' کتنی بار تقدیر بدلتی ہے' مقدر جو ہے اتنی بار بدلتا ہے جتنی بار

بندہ رجوع کرتا ہے۔تو اٹل مقدر کیا ہے؟تو اٹل مقدر تیرے رجوع کا نام ہے۔ اگر رجوع بدل گیا تو حالات بدل گئے۔تو آپ کا رجوع نہ بدلے تو یہ سارے حالات جو ہیں یہ رجوع کے Tester ہیں۔اگر رجوع نہ بدلے تو تمہارا مستقبل کیا اور حال کیا۔کہتا ہے کہ ہم ایک ہی ہیں۔کبھی آپ نے غم والا آدمی دیکھا ہے۔اگر چار دن کے بعد پوچھو کہ کیسا موسم ہے تو کہتا ہے کہ اسی غم کا موسم ہے۔ محبت والے سے پوچھو کہ اب کیا حال ہے تو وہ کہتا ہے اب بھی اسی کی یاد ہے۔ کہتا ہے کہ اب تو چھ دن ہو گئے ہیں۔کہتا ہے کہ چھ ہزار سال ہو جائیں تب بھی اسی کی یاد رہے گی۔یہ میں دنیاوی وابستگی کی بات کر رہا ہوں۔اور اگر وابستگی حق ہو جائے تو پھر حالات کیا رہے، یا خیالات کیا رہے، تو پھر الیکشن کیا ہے اور غیر الیکشن کیا ہے؟ تو یہ جھوٹی وابستگیاں ہیں، ووٹ کی محتاج ہیں اور سچ جو ہے کسی کا محتاج نہیں ہے۔پھر اللہ اللہ ہے۔وہ کہتا ہے ہم جا رہے ہیں، کامیابی کے ساتھ جا رہے ہیں، کدھر جا رہے ہیں؟ اپنے Ultimate End کی طرف۔رہ گئی ایک اور بات جو آپ کی سمجھ سے باہر ہے۔ملک یا نہ ملک، وہ مالک ہے، چاہے تو ایک آدمی کے ذریعے قوموں کو بدل دے اور چاہے تو سو لیڈروں کی وجہ سے قوم گمراہ ہو جائے۔ایک امام نے آنا ہے اور وہ قوم کو فلاح دے گا اور ڈھائی لاکھ مسجدوں کے ڈھائی لاکھ امام موجود ہیں مگر قوم میں وہ بات نہیں ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ علم کے لیے، صداقت کے لیے دوسروں کے محتاج ہو گئے ہیں حالانکہ یہ آپ کا اپنا کام تھا۔جس قوم کے اندر بے شمار قائد پیدا ہو جائیں تو سمجھو کہ قیادت کا فقدان ہے، قیادت ختم ہو چکی ہے۔اسلام میں ایسی قیادت ختم ہو جائے تو میرا

خیال ہے بہت بہتر ہے' مبارک ہے تا کہ اب ہمارے اوپر اصلی قیادت آئے۔ اللہ کا بندہ اللہ کی یاد میں رہے گا اور اللہ کے حبیب ﷺ کے بندے اللہ کے حبیب ﷺ کی یاد میں رہیں گے۔ تو آپ کو کسی لیڈر یا قائد کی ضرورت ہی کوئی نہیں ہے۔ اگر کوئی کہے کہ ایک قائد ہمیں ایسا چاہیے جو پانچ نمازوں کی جگہ تین کرادے' بڑی سفارش چاہیے' میرا خیال ہے وہ آپ کو نہیں ملے گا۔ آپ کو پتہ ہے وہ ایسا نہیں کرا سکے گا اور پھر اگر ایک قائد ایسا چاہیے جو موت سے بچادے تو وہ بھی نہیں ملے گا یا ایک ایسا قائد مل جائے جو حالاتِ زمانہ اور غم سے بچادے' وہ بھی نہیں بچ سکتے۔ غم سے بھی آپ نہیں بچ سکتے۔ چلو جی بڑھاپے سے بچ جاؤ۔ کیا آپ کو کوئی ایسا بندہ ملا جو بڑھاپے سے بچادے؟ جو بھی اٹل فیصلے ہیں ان سے تو کوئی بچا نہیں سکتا۔ قائد کیا کرے گا۔ یہ جو آپ کہتے ہیں کہ ملک سلامت رہنا چاہیے تو ''ملک سلامت'' کیا ہوتا ہے؟ آپ یہ بتاؤ۔ یہ بات مجھے سمجھ نہیں آئی کہ ملک سلامت رہنا چاہیے۔ آپ کہیں گے کہ حدود قائم ہونی چاہئیں۔ کیا حدوداللہ کی بات کر رہے ہیں؟ کیونکہ ان حدود میں رہ کر ہم عبادت گزار ہو گئے اور اگر حدود میں عبادت نہ ہو تو حدود کیا ہیں؟ اگر اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں یا مسلمانوں کے علاقے میں یا مسلمانوں کے محلے میں غیر اسلامی وحشتیں ہو جائیں تو بات کیا رہ گئی۔ وہ مسلمان جو کافروں کے دیس میں ہیں اگر ان میں ایمان افروز ہو اور فروزاں ہو اور آپ کے علاقے میں رہنے والے مسلمان جو ہیں ملاوٹیں بھی کریں' بدمعاشیاں بھی کریں' جھوٹ بھی بولیں اور قیادت کے ساتھ لوگوں کو گمراہ بھی کریں تو پھر یہ رزلٹ کیا نکلا؟ زمین نیک نہیں

ہوتی۔ پاکستان میں یہ نہیں کہ یہ زمین نیک ہوگئی' پہاڑ نیک ہوگئے اور دریا پاک ہوگئے۔ مطلب یہ ہے کہ پاک ہونا ہے انسان کے ضمیر نے' انسان کے ایمان نے' بلکہ انسان نے۔ اگر انسان پاک نہ ہوا تو زمین کہاں سے پاک ہوگی۔ اگر پھر بھی ہماری انا کہتی ہے کہ قائم رہنا چاہیے تو اس کا اظہار ٹھیک ہے۔ یہاں سے آپ سبق یہ سیکھو کہ اگر آپ لوگ اپنی حد کو قائم کرنا چاہتے ہو' ملکی حد کو' تو پہلی طاقت جو ہے وہ ہے وحدتِ قوم۔ اور وحدتِ قوم کے لیے طاقت ور بات چاہیے۔ آدھے آدمی آدھے آدمیوں کے خلاف ہوئے پڑے ہیں' یہ آجائیں تو وہ نہیں رہتے' وہ آجائیں تو یہ نہیں رہتے۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ اگر ایک ٹولہ سیاست کا آجاتا ہے تو دوسرے کو وہ غدار کہتا ہے' وہ "غدار" آجاتے ہیں تو پھر یہ غدار ہیں۔ اب درمیان میں آپ کو سچ بولنے کا موقع ہے۔ جماعتیں نہ اچھی ہوتی ہیں نہ بُری ہوتی ہیں' بندے اچھے ہوتے ہیں' بندے بُرے ہوتے ہیں۔ اس لیے آپ نے ان باتوں پہ غور کرنا ہے۔ جب ایسی بات کو آپ سوچیں گے تو آپ کو یہ بات سمجھ آجائے گی کہ اعتماد ہی کا نام ہے ایمان۔ تو ایمان کیا ہے؟ کسی پر اعتماد' جس کے پاس ہم جا رہے ہیں اور سچا ہو' جھوٹ نہ بولے۔ آپ کے خیال میں صداقت کیا ہے؟ تو صداقت کا ساتھ دو' جماعت کا ساتھ نہ دو۔ کس جماعت کا؟ جس جماعت کا مرضی ہو۔ کون سی جماعت؟ ہمیں نہیں پتہ کہ کون سی جماعت۔ تو جس جماعت میں آپ کے خیال میں صداقت ہے' آپ صداقت کا ساتھ دے دو۔ صداقت کو اپنی طرف Openly سے کہہ دو کہ صداقت سرفراز ہونی چاہیے۔ اگر دونوں جھوٹے ہیں تو پھر آپ چھوڑ دو۔ اس میں Compromise

کی بات نہیں' ایمان میں Compromise نہیں ہے' تو آپ اپنے اللہ پر بھروسہ
رکھتے ہوئے اپنے مستقبل سے مایوس نہ ہونا۔ یہ بات یاد رکھنا' یہ پکی بات ہے۔
جو مستقبل سے مایوس ہوگیا وہ خدا سے باغی ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ بار بار فرماتے ہیں کہ
میری رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ اب رحمت جو ہے اس کو یوں سمجھ لو کہ اگر انسان
عین موت کے قریب ہے تو پھر بھی مایوس نہ ہو' کیونکہ تباہی سے ایک قدم پہلے
رحمت آ جاتی ہے۔ تو آپ اپنے آپ کو ایمان میں قائم رکھو۔ آپ کو بات سمجھ
آئی؟ آپ کا سوال پورا ہوگیا____

October 17, 2011

Destined Leader of Pakistan (Spiritual Prediction By Wasif Ali Wasif RA)

ہے والا آنے وقت کا لوگوں کین کہ ہوں رہا دے اطلاع میں

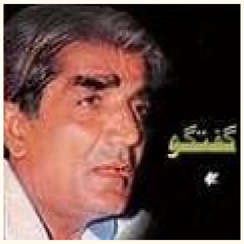

Sahib-e-Nazar Wasif Ali Wasif (Rehmatullah Alaihe) told many times about

'A Leader who will be very strict and he will change the destiny of this country. Soon this glad news will come that awaited Man has come and he will implement whatever he will say. When that Commander will come, all the corruption and evils will be wiped out.'

This spiritual intelligence is a guideline for patriotic & honest Pakistanis. Read this extract from Book: **Guftugu 9, Pages 44, 45**. English translation is below.

کہتے ہیں کہ معاشرتی برائیوں کو دور کرنے کے لیئے ایک آدمی آئے گا۔ وہ رشوت کو ختم کرے گا کیونکہ یہ اس کی ڈیوٹی ہو گی اور وہ اسی کام کے لیئے آ رہا ہے' اس کے پاس طاقت ہو گی اور اسلحہ بھی ہو گا اور اس طرح وہ رشوت بند کر دے گا۔ صرف تبلیغ سے رشوت بند نہیں ہو گی۔ جب وہ سختی کرے گا تو لوگ رشوت سے توبہ کر لیں گے۔ وہ جو حکم دے گا ویسا ہونا شروع ہو جائے گا۔ پھر یہ قوم اسلام میں آئے گی۔ اب دوسرا وقت آنے والا ہے اور پھر تیز ہونے والا ہے۔ پھر وہ جو کہے گا وہ کرائے گا۔ تھوڑے دنوں کی بات ہے۔ جب ایسا وقت آ گیا تو سب کے ہوش ٹھکانے لگ جائیں گے' مار پڑنی شروع ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ جو کہے گا' وہ ہو گا۔ ابھی تک جو کہا گیا ہے وہ پورا نہیں ہوا کیونکہ ابھی اس لیول کے لوگ نہیں آئے۔ جلد ہی یہ اچھی خبر آئے گی کہ وہ کام کرنے والا آ گیا ہے اور وہ جو چاہے گا کرائے گا۔ ایسا حکم والا آ گیا تو سب رشوتیں اور برائیاں ٹھیک ہو جائیں گی۔ آپ کی بڑی مہربانی' آپ لوگ رشوت نہ لیا کرو۔ یہ دوسروں پر ظلم ہوتا ہے اور گناہ ہوتا ہے۔ یہ کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ اور بیان دینے والے کو دیکھو کہ آج ہی رشوت لی ہے اور رشوت کے خلاف بیان دے دیا ہے' کہتا ہے قوم بڑی غریب ہو چکی ہے' دوسروں کا مال نہ کھاؤ اور خود اس نے دوسروں کا مال کھایا ہوا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جو کچھ کہتے ہیں اس کے خلاف عمل کر رہے ہیں۔ اس لیے ان کی باتوں میں تاثیر نہیں ہو گی۔ ایسے کم لوگ ہیں جنھوں نے سیاست میں مال نہ بنایا ہو یا مال کی نیّت سے سیاست نہ کی ہو۔ تو یہ سارے واقعات ہیں۔ تو اللہ کے حکم سے وہ آدمی آ جائے گا جو کہے گا جن لوگوں نے سیاست میں ایسا کام کیا ہے' ان کے ساتھ یہ سلوک ہو گا۔ تو پھر آپ کو بات سمجھ آئے گی ورنہ ایسے سمجھ نہیں آتی۔

وگرنہ تو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص رشوت لے کے بڑی اچھی زندگی گزار رہا ہے' باپ بیٹے کو کہتا ہے کہ اگر تو رشوت نہیں لے گا تو تیری عاقبت خراب ہو جائے گی اور زمینیں' جائیداد اور کوٹھیاں نہیں بن سکتی۔ جب باپ یہ سمجھائے تو بیٹے کے پاس کوئی دلیل نہیں رہتی۔ تو یہ تو اللہ کی طرف سے کوئی ایسا وقت آئے کہ رشوت لینے والے پر کوئی عذاب آئے ورنہ تو اس وقت رشوت لینے والا Well Placed ہے' اچھے مقام پر ہے اور جس کے پاس رشوت نہیں وہ بے چارہ پریشان ہے۔ اس لیئے ضروری ہے کہ اللہ پر بھروسہ اور یقین ہو۔ پھر انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ کام مکمل ہو جائے گا۔ تو میں یہ اطلاع دے رہا ہوں کہ بہت جلد نیک لوگوں کی پذیرائی کا وقت آنے والا ہے اور نیک لوگوں کو اچھی شاباش ملنے والی ہے اور بد آدمی کے ساتھ خراب واقعات ہونے والے ہیں۔

English Translation

'A Man' will come to eradicate the social evils. He will wipe out bribery (corruption) because it will be his duty and he is coming for this purpose. He will have the power and weapons, and he will put an end to corruption. Corruption will not end just through Tableegh, when he will show strictness, people will stop corruption & do 'Tauba'. And then whatever he will order, it will start happening then this Nation will return to Islam. Another era is coming and it is going to become fast. then whatever he will say, he will implement it, Its just a matter of few days, when this time will come everybody will be disciplined and punishments will start because what he will say he will execute it. whatever is said till now, it hasn't completed because people of that level are yet to come. **Soon this glad news will come that awaited Man has come and he will implement whatever he will say. when that commander will come, all the bribery and evils will be wiped out.** Please I request you, don't take bribe. Its really brutal and sin. Its not good thing, and look at these people (so called leaders), they take bribe and give statements against it and say, Nation became very poor, don't do corruption but themselves are making unfair money, these people say something but acting against it. that's why nobody will be affected by their conversation. there are very few people who didn't made money and whose politics is free of corruption. so these are the events. **By the Order of God, when that man will come, he will punish these money looters/corrupts in politics. then you will understand this (what I am saying) else you will never understand.** Otherwise people will say, a person is happily living with bribe. Father says to his son, if you will not take bribe, your end life will be destroyed there and here also you will get nothing like plots, assets, bungalows etc. If a father will say this to his son, then son cannot resist. So that time will come by the **Grace of God** when these bribe takers will be perished. So far bribe taker is well placed and well settled, and a person who doesn't take bribe, is worried. That's why its necessary to have believe and faith in God, then InshaAllah, you will see 'that work will be completed'. **I am giving you this news that soon the era the pious people will come and they will get good reward (acknowledgment) and bad events will be going to happen with evil doers.**

April 08, 2011

Door Ki Awaz (Complete) - Poetic Predictions (by Wasif Ali Wasif R.A.)

Sun Raha Hun Mein Door Ki Awaz, Book: Shab-e-Charagh

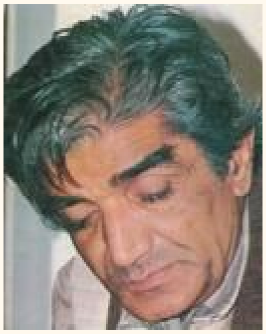

Last part of this Poetic Prediction by **Wasif Ali Wasif (R.A)**, was posted earlier, here is the complete Poem/Kalam, Its a beautiful description of present situation of country, Prayer for it and opening the secret of coming future glory of Pakistan by a Great Sufi. Last two parts '**Keh Rahi Hai Ye Door Ki Awaz**' & '**Sun Raha Hun Mein Door Ki Awaz**' are very Important.

دور کی آواز

آ رہی ہے یہ دور سے آواز
بن کے آئینہ دیکھ رنگ طلسم
کوئی صورت ہے اور نہ کوئی جسم
ایک آہٹ ہے ایک سایہ ہے
کوئی احساس بن کے آیا ہے!

میں کہاں ہوں، مجھے نہیں معلوم
میں نہ موجود ہوں نہ ہوں معدوم
پھیلتا ہوں کبھی سمٹتا ہوں
بام و در سے کبھی لپٹتا ہوں

گاہ قلزم ہوں گاہ قطرہ ہوں
گاہ ذرہ ہوں گاہ صحرا ہوں
مجھ سے ملنے کو منزلیں بے تاب
اٹھ رہے ہیں مری نظر سے حجاب

حاصل زیست اشکباری ہے
عمر رو رو کے ہی گزاری ہے
مجھ کو الفت نہیں کسی سے مگر!
میری نظریں ہیں سارے چہروں پر
زد میں ہوتے ہیں گاہ یہ افلاک!
گاہ میں دم بخود ہوں مثل خاک
جھومتا ہوں میں جوش میں آ کر
پائے ساقی کو ڈھونڈتا ہے سر!
سرمدی مے کے جام پیتا ہوں
روز مرتا ہوں روز جیتا ہوں
گاہ پربت بھی چل کے آیا ہے
میرا سایہ کبھی پرایا ہے!
میرے احساس میں ہے طغیانی
میرے افکار میں ہے جولانی!

بند کلیوں کو ٹوٹتے دیکھا
یہ شگوفہ بھی پھوٹتے دیکھا!
میں نے مرجھائے پھول دیکھے ہیں
مسکراتے ببول دیکھے ہیں

برق کو آشیاں میں پایا ہے
چار تنکوں کو خود جلایا ہے
وجد میں آ گئے ہیں زاغ و زغن
کرگسوں کو ہوئی چمن کی لگن
اب عنادل چمن میں بے کل ہیں
وحشتوں کے اڈتے بادل ہیں
آج گلشن میں سب لیٹرے ہیں
گھات میں چار سو اندھیرے ہیں
ذوق سجدہ نہیں جبینوں میں
نور ایماں نہیں ہے سینوں میں!
جل رہے ہیں چراغ مدھم سے
ٹمٹمانے لگے ہیں اب غم سے
اب بہاریں کہاں خزانہ نہ رہی
جل گئی شاخ آشیاں نہ رہی
گل و لالہ و نرگس و سوسن!
چاک ہیں آج سب کے پیراہن
سرو قامت بھی سرنگوں ہے آج
درد پہلے سے کچھ فزوں ہے آج
کبک قمری و عندلیب ، چکور

آج گم صم ہیں جیسے تختی گور!
ہم نے سینچا لہو سے جو گلشن
حسرتوں کا وہ بن گیا مدفن!
سب کو ہے اقتدار کی خواہش
ایک ، دو کیا ، ہزار کی خواہش
حاکم وقت جو بھی آتا ہے!
خواہش ذات ساتھ لاتا ہے
یہی کہتا ہے ہر غرض کا غلام
بھاڑ میں جائے مملکت کا نظام
جو بھی ہوتا ہے آن ہونے دو
بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے دو!
کون سمجھے گا مری چالوں کو،
بھول جاؤ گے باکمالوں کو!
کھوٹا سکہ بھی مرا چلتا ہے
صبحدم بھی چراغ جلتا ہے
راج دھانی میں راج ہے میرا
تخت میرا ہے تاج ہے میرا
میرے جھنڈے ہوا میں لہرائے
میری ہیبت کے چھا گئے سائے

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

میری دنیا غرور کی دنیا
کیف و مستی ، سرور کی دنیا
میری دنیا میں تذکرہ میرا
میری دنیا ہے نفس کا ڈیرا!
میری دنیا میں کیا نہیں ہوتا
کاٹتا وہ ہے جو نہیں بوتا!
مجھ کو اسلام سے محبت ہے
مے پرستی سے بھی تو رغبت ہے
میری دنیا خرد کی عیاری
اب سیاست بنی ہے مکاری!
یہ زمین ہو گئی ہے میرے نام
آسماں تک چلے گا مرا نظام
تھی یہ مدت سے آرزو میری
لائی منزل پہ جستجو میری!
کوئی فردا نہ کوئی ماضی ہے
حال کی سب کرشمہ سازی ہے
ہر ستارے کا رہگزار الگ!
تیرے میرے ہوئے مزار الگ

سن رہا ہوں میں دور کی آواز

میرے اشکوں میں ہے ضیائے سحر
چشم تر کر گئی ہے دیدہ ور
رنگ بدلے گا اب زمانے کا
وقت باقی نہیں فسانے کا!
منفعل ہے خرد خدا رکھے
اب جنوں کا مزا ذرا چکھے!
اب فسانے کا ہے نیا عنواں
ایک شعلے کا منتظر ہے جہاں!
ہے ابھی وقت ہوش گر آئے
بازی بگڑی ہوئی سنور جائے
جانتا ہوں کہ بے نیاز ہے تو،
مجھ کو کیا فکر کارساز ہے تو
تو جو چاہے تو زندگی آئے!
ورنہ خرمن ہی برق ہو جائے!
تیری رحمت کا انتظار کروں
کس طرح اپنا بیڑا پار کروں؟
تو سمیع و بصیر ہے مولا!
تو معین و نصیر ہے مولا
تو اگر چاہے بات بن جائے

ورنہ ہاتھوں سے یہ چمن جائے
اس چمن پر ذرا نگاہ کرم!
سر کو کرتا ہوں تیرے نام پہ خم
مرحبا حسن شان یکتائی
تو تماشا ہے یا تماشائی!
کیا نہ آئے گی اب ضیائے سحر
کیا بھٹکتا رہے گا ذوق سفر
ایک آہٹ کا منتظر ہوں میں
اور ہر شے سے بے خبر ہوں میں
سن رہا ہوں میں دور کی آواز
یہ خرد کی ہے جلوہ آرائی
ہم کو آزادی راس کب آئی؟
جاگتے ہیں خرد کے میخانے
سو رہے ہیں جنوں کے کاشانے
کتنی سادہ ہے ملت بیضا
عقل پر پڑ چکا ہے پردہ سا!
یہ ہے اسلامی مملکت بھائی
اس کے کہتے عالم آرائی
کیوں حقیقت بنی ہے افسانہ

کوئی اپنا رہا نہ بے گانہ!
بوعلیؒ ہے نہ آج ہے شہبازؒ!
کوئی ملتا نہیں مرا ہمراز!
بزم اغیار تک رسائی ہے
چشم بینا تری دہائی ہے!
رخ سے پردہ اٹھا کہ وقت آیا
اپنا جلوہ دکھا کہ وقت آیا!
خود فریبی ہے یا خود آگاہی
ڈھونڈتا ہے تجھے تیرا راہی
صحن گلشن میں آ برنگ بہار
ہوں وہی سبزہ و گل و اشجار
واسطہ تجھ کو تیری عظمت کا
سطوت و ہیبت و جلالت کا
چھین غاصب کے ہاتھ سے ہمت
ہم غریبوں کی بن کے آ قسمت
اپنے بندوں کو باخبر کر دے
دھڑکنیں دل کی تیز تر کر دے
تجھ سے تیری نظر کو مانگا ہے
آہ نے اب اثر کو مانگا ہے

بے نیاز وجود ، نور قدیم
تو غنی و رؤف و انی لئیم
تجھ کو زیبا ہے بے نیازی مگر
اپنے بندوں پہ ہو کرم کی نظر
واسطہ عاجزی کا دیتا ہوں
بے بسی بے کسی کا دیتا ہوں!
آج اک بات لب پہ آئی ہے
کیا یہی رسم آشنائی ہے
اس جسارت پہ ہم نہ تو برہم
تجھ کو گیسوئے مصطفےٰ کی قسم!
جان عالم ذرا قریب تو آ،
دیکھنے خانۂ غریب تو آ!
رخ پہ پردہ گرانے والے آ
مجھ کو اپنا بنانے والے آ
گرم آنسو تجھے بلاتے ہیں!
ہم چراغ وفا جلاتے ہیں
آ غریبوں کا دل کشادہ ہے
جان جاں بول کیا ارادہ ہے؟
تجھ سے ملنے کی آرزو بھی ہے

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

اپنا انجام روبرو بھی ہے
تیرے گلشن میں رنگ و بو مجھ سے
تیرے صحرا کی آبرو مجھ سے
غم زدہ کائنات میں تنہا،
گم ہوں میں تیری ذات میں تنہا
دمِ عیسیٰ ہے ایک نعرہ ہُو
میں فقط میں ہوں اور تو ہے تو
تو نے بخشا مجھے بڑا اعزاز
تو نے مجھ کو بنا لیا ہم راز
کیا بتاؤں تجھے بتا نہ سکوں
پانا چاہوں تجھے تو پا نہ سکوں
تو حقیقت بھی ہے گماں بھی ہے
تو عیاں بھی ہے، تو نہاں بھی ہے
دار تیرا ہے یار تیرا ہے
عشق باقی رہا سو میرا ہے
تیرے ہی فن کا شاہکار ہوں میں
تو ہے مخفی تو آشکار ہوں میں!
اپنی ہستی میں گو میں خاکی ہوں
ہوں تو مٹی مگر بلا کی ہوں!

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

نام میرا ہی اشک فرقت ہے
دور رہ کر بھی تجھ سے قربت ہے
کون ہے تو بھلا کہاں ہے تو
ماورائے حدوث ہاں ہے تو
تو نے بخشا ہے مجھ کو قلب سلیم
کیوں نہ ہو تیرا فیصلہ تسلیم!
تو میرے پاس کب نہیں ہوتا
کشتہ میں بے سبب نہیں ہوتا
پھر بھی مجھ سے تو ہم کلام نہیں
رب ارنی مرا مقام نہیں
نحن اقرب نظر سے دور نہیں
انکساری ہے یہ غرور نہیں
میرے سر پہ ترا ہی سایا ہے
تو نے مجھ کو بہت رلایا ہے!
دل مہجور کی دعا سن لے
اپنے بندے کی التجا سن لے
سرنگوں ہو نہ جائے آن وطن!
کس لیے چپ ہیں پاسبان وطن؟

Cyber Library.Net All rights reserved. ©2002-2006

وہ زمانہ بھی کیا زمانہ تھا!
تجھ سے ملنے کا اک بہانہ تھا!
یہ وطن تیرے نام پر تھا بنا
جانِ عالم تجھے بھی یاد ہے کیا؟
بات کل کی ہے کب پرانی ہے
اک حقیقت تھی اب کہانی ہے
یہ حقیقت تھی اعتبار کی حد
جذبۂ لا اللہ پیار کی حد
دلی ، اجمیر چھوڑ آئے ہیں
آج ہم لوگ ہی پرائے ہیں
موج در موج قافلے آئے
نام تیرا فقط بچا لائے!
جان و عزت کے ساتھ مال گیا
دل مہجور ہنس کے ٹال گیا
اب غریب الدیار گھر میں ہیں!
منزلیں آج بھی سفر میں ہیں
کیا کریں ہم بتا کہاں جائیں،
ہم جہاں سے چلے ، وہاں جائیں

میرے غم خانۂ خیال میں آ
حسن کامل ذرا جلال میں آ
آ بھی جا اس غریب خانے میں
عمر گزرے نہ آزمانے میں!
آج ہم اشک بار بیٹھے ہیں
محو صد انتظار بیٹھے ہیں
ہو چکا جو ہوا ، ہوا سو ہوا!
اب مگر ہے مزاج بدلا ہوا!
چاہتا ہوں کہ راز افشا ہو!
تیرا ہلکا سا گر اشارہ ہو
گر اجازت ملے کروں اعلان
کانپ جائیں گے جس سے یہ ایوان

کہہ رہی ہے یہ دور کی آواز

آج ان خداؤں سے کہنا
جھوٹے ان پارساؤں سے کہنا
رخ ہواؤں کا اب بدلتا ہے
آنے والا کسی سے ٹلتا ہے؟
ٹوٹنے کو خرد کا ہے افسوں

چاند تاروں پہ کمندِ جنوں!
شیشہ و جام اب نہیں درکار
آنے والا ہے کوئی جانِ بہار
ہے شہیدوں کی سرزمیں یہ وطن
اب سلامت رہے گا یہ گلشن
اس وطن پر نگاہ ہے اس کی
یہ زمیں جلوہ گاہ ہے اس کی!
دین کو جس نے نورِ عین دیا!
یعنی اپنا جگر حسینؑ دیا!

سن رہا ہوں میں دور کی آواز

اک نیا معرکہ بپا ہو گا!
کیا بتاؤں میں اور کیا ہو گا
اب جنوں ناظمِ چمن ہو گا!
چاکِ دامانِ مکر و فن ہو گا
راہبر ایک دیدہ ور ہو گا
بن کے ابرِ بہار آئے گا
دافعِ انتظار آئے گا!
رنگ آ کر فضا میں بھر دے گا

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

جتنے مشکل ہیں کام کر دے گا
پھر نہ ہو گی یہ روز کی تقسیم
ہو سکے گی نہ دین میں ترمیم !
آنے والے کمال کے دن ہیں
عظمت ذوالجلال کے دن ہیں

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

February 09, 2011

Door Ki Awaz - Poetic Prediction by Wasif Ali Wasif (R.A.) (Book: Shab-e-Charagh)

Poetic Prediction by Wasif Ali Wasif (R.A) about Pakistan Future (*Sun Raha Hun Mein Door Ki Awaz*)

سن رہا ہوں میں دور کی آواز

اک نیا معرکہ بپا ہو گا!
کیا بتاؤں میں اور کیا ہو گا
اب جنوں ناظم چمن ہو گا!
چاک داماں مکر و فن ہو گا
راہبر ایک دیدہ ور ہو گا

بن کے ابر بہار آئے گا

دافع انتظار آئے گا!

رنگ آ کر فضا میں بھر دے گا

جتنے مشکل ہیں کام کر دے گا

پھر نہ ہو گی یہ روز کی تقسیم
ہو سکے گی نہ دین میں ترمیم !
آنے والے کمال کے دن ہیں
عظمت ذوالجلال کے دن ہیں

From Book: Shab-e-Charagh

This Blog
Linked From Here

April 02, 2012

Future Predictions By Wasif Ali Wasif (RA) - Book Farmaesh

Emergence of Real Leader & Golden Age of Islam

(From Book: Farmaesh, Biography of Wasif Ali Wasif, Chapter **Peshgoiyan**)
See **Urdu Post** of 15th Jan 2012
Translated by Baktar-e-Noor

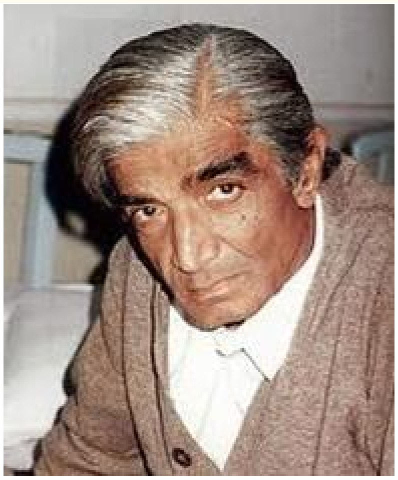

The way man cannot stop desiring; he can also not let go of his inherent curiosity about the future and things to come. His life is made up of hoping and planning about the future. But there are people who neither are salve to the future nor the past, they are very few.

There are those who are given to supposition and conjecture about the future, they bring about negative or positive results after careful calculations. These people do not trust anything less than their own knowledge and understanding.

Then there are those who are simpletons but are nevertheless curious. The pin their hopes on what others say about the future, such as fortune tellers or palmists – however, the people of faith are a world apart. When they join company of a saint they accept the fate Allah has ordained for them. In short, foresight or not, life will take its course (as per Will of Allah). What can be gained by knowing about the events of everyday life after all? It is the afterlife we should be worried about!

Wasif sahib (RA) says: "Revelation is a weak support for a saint" (as it can lead to misunderstanding or deception). Then one day he said, "It is better to meet sorrow then meeting Khidr Alehe Salam (for he may reveal something sorrowful ultimately at some point or the other of our lives to come).

Whether saints have anything to do with 'Prediction' or not, they certainly have something to do with looking into the future. They are apprised of certain events and places by Allah Himself (through visions, dreams or even while awake). That explains Iqbal's (RA) bewilderment when is introduced to the world of future but is forbidden to speak about it.

"Aankh jo kuch dekhti hai, lab peh aa sakta nahi

Mehv-e-hairat hoon dunya kya se kya ho jaye gi"

(What eyes are seeing; I dare not speak about it.

I wonder what the world will come to)

They are allowed a glimpse into time and space (which is not immediately theirs, either in detail or briefly). Some saints use to remain mum (on what is revealed to them) and some talk of the upcoming events in implicit or explicit manner. In our times it is Wasif Ali Wasif (RA) who, after Iqbal (RA) has taken up the task to wake up the Ummah from its dreary slumber by informing and warning them about the times to come. He reveals things about near and far future.

The 'Real Leader' to lead Humanity (to a better future) will emerge from this very region. This region of the East is going to be an ideal one, deemed so civilized in the world that followers of other civilizations will gladly adopt this civilization.

He says: "I am here to give glad tidings. The coming era is going to be the Golden Age of Islam. The sort of (exemplary) society you used to read about in the books will be established in near future. It is going to happen very soon, in your own lifetime. It is going to be utter relief after a little pain. The 'Real Leader' to lead Humanity (to a better future) will emerge from this very region. This region of the East is going to be an ideal one, deemed so civilized in the world that followers of other civilizations will gladly adopt this civilization. When he tasked one of his disciples with some important mission about the days to come, he told him: "....Soon, a great event is about to unfold. To make it happen, **Allah (SWT**) has chosen me this time. **There will be another man as well to fulfill this mission. He will emerge from either Pakistan or India. He has been born, but just needs to show himself. Wait for his emergence...and give him a warm welcome."**

In 1990, a delegation left for India which included two of his disciples. Prior to departure they came to pay respects to him (Wasif Ali Wasif). He instructed them to take his message to Hazrat Bakhtiar Kaki (RA) & Hazrat Nizamuddin Awliya (RA) and bring back their replies as well. The men visited the shrines of both saints and respectfully delivered the message as instructed.

"The reply reached Wasif sahib (RA) even before it reached the duo itself. The message pertains to the times to come... (it discusses) permanent solutions of

the conflicts between the nations of Sub-continent. About the change in religious, geographical, social, economical and cultural dimensions...about an elevated era, the age of prosperity and progress....Age of Islam!"

During winters his tuberculosis used to get worsened. He was very sick in Dec 1986. Prof. of Medicine Dr. Ees Muhammad prescribed some medicine which resulted in some relief. In one such cold night he had to see Justice Zia Mehmood Mirza who was amongst his first pupils and so was his wife. They both married according to the wishes to Wasif sahib. The couple wanted to seek advice regarding the future of their children. Despite his illness he got ready to visit them at their home at G. O. R. He left for the home a car in a foggy night. The car entered G. O. R. via jail R. and Race Course Park Traffic Signal. He was very ill at that moment; his eyes were closed as if sleeping. Then he suddenly said, "Is it PM House?" then opened his eyes and said: "Oh! I was wrong, it was CM House, well, no problem anyway, it was right thing to say PM House too". It was the era of General Zia ul Haq. Nawaz Shairf was CM Punjab then and had his office on 7-Club Rd. He (Wasif Sb) said it right in front of 7-Club Rd.

That means, before the advent of happy times, people will face turbulent times.

In 1992, one of his admirers came to Lahore to see him. He remained with him till late night strolling around the city, chatting with him. He departed for home when it got late and when they reached Samanabad Chowk, he said to that admirer: "People are going to miss these days in the times to come. The time is coming when people will be struggling for the fulfillment of their legitimate needs, they will even suffer for food". That means, before the advent of happy times, people will face turbulent times, this has also been pointed out in above prediction.

In the past he rightly prophesied about the Oil crises which came true in 70s and all West froze it its tracks. **He predicted the disintegration of Russia and decline of America as a superpower.** USSR is no longer here, while US has yet to meet its fate. Whatever he said about the politicians of country became true. Taj Company and other financial companies' scandals were also predicted by him. In the future, media will lash out about another scam relating to financial institutions. There are some predictions of which I dare not speak of, but he did foretell about some things in an implicit manner so that people may prepare themselves for the future.

There are many references found in his books about the times to come. A few instances are mentioned below:

1. Dil Darya Samandar:

A person who is able to translate individual pain into collective awakening is the true leader of the nation. He who unites the minds and thoughts of people becomes the leader. And when minds are united, they eventually act in unison. In other words, when Iqbal (RA) emerges, Jinnah (RA) has to emerge as well Wasif Sb (RA) is standing where Iqbal (RA) was and awaiting a Jinnah (RA). **It points out to the prediction that a rider will appear. The true leader will emerge from this region and the Golden Era of Islam will begin.** Today's restlessness needs to be channeled; this restlessness means to find a way out of all confusion. But this should be borne in mind that good or bad, this restlessness cannot wait for long, it will turn into something either good or bad too. (Iztirab 87)

An important juncture has come in our national and political lives and situation is getting mind boggling by the minute. The wise should consider how they make their decisions. We cannot make short term decisions as we do not have the luxury of indecision for Time brings forth its own judgment.

The mighty are being promoted and suppression is being supported. The superpowers of the world have planned the destruction of Humanity. In the name of prosperity and progress, the programme to inflict devastation is underway. The Humanity is scared witless! Perhaps this civilization is breathing its last. (Tanhai 129)

I can see the reign of happiness, festivity is everywhere and Samson appears to have grown his hair. O Allah! Reveal to all what has happened, what is happening and what is to come! (Yaad 189)

Does Heavens have nothing left for us except fears and compulsions? Have all the prizes been distributed already? (Zameen Asman 193-194)

Those who speak only the language of power are pushing the world towards annihilation. (Taqat 202)

2. Qatra Qatra Qulzam:

Very casual and ordinary things are happening on our side, only that no one is able to fathom their extraordinary results. Such as, casual delay in implementation of Islam, ordinary democratic practices of casual disregard of trust and faith (of the nation), casual negligence, ordinary routine of ordinary flights of aircraft from Afghanistan and a casual trend of carelessness…it all may very well be a sign of something extraordinary! Do not consider ordinary and casual things to what they appear to be! (Mamuli Baat 89)

Only an eagle can make the dream of an eagle come true, because vultures aren't made of the mettle to make it happen! (Parwaaz hai dono ki issi aik fiza main 118)

There are billions of us, yet all alone, living in chaos, blaming each other for our ills, torturing each other with injustice, selfishness, materialism, lust and greed for riches and power. Indeed we are at great peril. (Peril 174)

Today, though rife with a plethora of leaders, the nation still requires a 'Man of Knowledge', a true follower of the followers of **Rasul Allah (Sal Allaho Alehe Wassallam)**. The true leader is the one who is gifted with a vision and is also aware of the hidden truth!! (Qayadat 181)

Wasif Ali Wasif (RA) has written a essay named **'Lab peh aa sakta nahi'** (The Unspeakable Truth) in his book Qatra Qatra Qulzam. In this chapter he has daringly revealed the situation of our nation and what future bodes for us. Some excerpts from that essay are as follows:

If we, the Muslims of Pakistan analyze our situation in context of the general situation of the Muslims of the world, we may get to the bottom of it. Let us reflect what is happening to the Muslims world over. How fare the Indian Muslims; refugees in their own land? What happened to Iran? What Iraq is facing and what our neighbor Afghanistan is going through? Muslims of Lebanon, Palestine and Africa; what has been thrust upon them?

It is not hard to understand this situation. We are yet a land of (relative) peace and serenity, but the question is…why and for how long? What is so special about us, are we some blue eyed children? What is it that differentiates us from the rest of Muslims? What if our turn is about to come and we are too absorbed in ourselves to realize it? Well, this is the 'News' which is attributed to the 'Vision'!!

The situation on our borders is not bad, but it is not satisfactory either. Anything may happen in this situation at any moment (as blood thirsty enemies are on our eastern and western borders now). May Allah forbid that anything bad happen, but it can happen nonetheless!

Afghanistan is no less then us when it comes to the love of Islam and we are no more than any enemy when it comes to strength, the outcome can be anything!

The coming times could be different from the past. If something bad happens to us, God forbid, then there is no place for us to find refuge, we are besieged from all sides. We cannot seem to find anything in our account with which we could bargain for immunity from a calamity. What we have left; is trust in Allah only who is the Lord of all Muslim (good or bad). Now, the future depends only on Unity, which unfortunately is scarce among us.

We will have to walk the talk rather than depending on mere speeches, arguments and statements. We should jump into the realm of practical from theoretical. Unison in deeds and unison character is the only way to salvation for us.

When the poet of Islam, Iqbal (RA) said:

"Watan ki fikr kar naadan, museebat anay wali hai" (Watch out for what is to befall the nation O ignorant one!)

He might have addressed any era, perhaps our very era! A poet with insight can see through the impediments of time and space. He can deliver a message to any era from his point of time. Iqbal saw…the ones to come and the ones to go. Someone else used Iqbal to convey the message. He himself says:

"Nikli to lab e Iqbal say hai na janay kis ki hai yeh sada"

(Although Iqbal has uttered it, but don't know whose voice it is)

We need to realize it and realize well!

Our fears are not unfounded. The coming times are not that pleasant and we must not await it in slack abandon. Much could happen indeed!!

We all are in the same boat, one Ummah; there is no doubt about it. It is time to realize (our situation to amend our ways) and pray so that the (upcoming) punishment is revoked, and the event which I dare not describe may not occur.

3. Harf Harf Haqeeqat:

For a story there should be a central idea, for e.g. the story of Pakistan wherein the central idea is given by Iqbal (RA). There should be a protagonist too like Quaid e Azam (RA), a beginning such as 1947. There should be a theme, like our atmosphere. Then there has to be a climax. Climax is the highest point which does not remain forever. Every ruler deems his

reign to be the height (of prosperity), not knowing there is decline after the climax. Thank Goodness Pakistan has yet to achieve that height. We are still midway. (Kahani 71)

Once this nation awakes from slumber, the leadership of nations will be awarded to it. So do not indulge in the opulence of present lest you forget the duties for the future. The time has come when Iqbal's (RA) dream is realized and Quaid's (RA) hard work is repaid so that the martyrs of the nation may rest in peace. (Aadha rasta 93)

It is only a matter of attention by **'Someone'**...even if that attention is attracted by chance (upon our affairs) the tide will turn...revolutions will erupt...non existent will start to exist and existing will cease to be.... the unseen will come to the fore an the obvious will go into obscurity. That attentive eye to turn impossible into possible just may land on us any moment.

If the eyes are aching for the vision, the spectacle will be even more willing to show itself... The herald is carrying a great news around.... Hark! **'Someone'** from right amongst you will start speaking, so keep your eyes peeled! (Naseehat 213)

When Wasif Sb came to Islamabad for the last time, he went to see Mr. Sadiq Lodhi in Rawalpindi. During the gossip Lodhi asked him "Wasif Sb, what will become of all of this you have established? Have you thought anything about it? He replied, "I am not the first one to say it all, whatever happened to the people like me before me, will happen to me as well."

"Karwan kooch kar gia Wasif
Karwan ka ghubar baqi hai"

(Though the caravan has left, yet the dust still hangs in the air)

It meant that so many people are saying same thing, don't know if Wasif Sb has given acceptance to them!

During a private conversation he said, "Like Iqbal, the West will acknowledge me first."

***

September 26, 2011

Future of America? Enemies Can Never Undo God's Command & Pakistan (Wasif Ali Wasif R.A.)

امریکا کون ہوتا ہے؟ وہ تو خود پانی میں ڈوبنے والا ہے

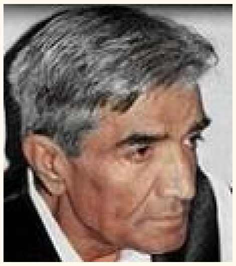

Wasif Ali Wasif (R.A.) was one 'Darvesh' who had been told by Saints about the upcoming events. His himself was divinely blessed with the knowledge of reality. Below one is an important excerpt from Book Guftugoo-5

Media and Enemies' Alliances against Pakistan can never break this country and What Saints say about Future of America?

'فقراء بتاتے ہیں کہ امریکا میں پانی کا درجہ بلند ہو جائے گا '

From Book: Guftugoo-5, Page 238-239

سوال :-

حضورا اس زمانے میں جو ابلاغِ عامہ یعنی ریڈیو' اخبار اور ٹیلی ویژن ہیں ان پر مشرق اور مغرب کا بہت اثر ہے ۔ اس طرح تو ملک بہت کمزور ہوتا جارہا ہے!

جواب :-

ان کا اثر فرد کے اندر جذب ہونے کی بات نہیں ہے۔ میں جو بات کر رہا ہوں وہ امر کی بات ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ ابلاغِ عامہ سے ملک بنتے یا ٹوٹتے ہیں۔ ملکوں کو ان اخباروں نے نہیں بنایا' ٹیلی ویژن نے نہیں بنایا' ابلاغِ عامہ نے نہیں بنایا' اور جمہوریت نے بھی نہیں بنایا۔ جس نے بنایا ہے' جب تک اس کا ارادہ توڑنے کا نہ ہو تو تب تک یہ ٹوٹنا نہیں ہے۔ یہ ملک اللہ کے فضل سے رہے گا۔ اس میں شہیدوں کا لہو ہے' ہزار ہا لاکھوں شہیدوں کا خون اس کی تعمیر میں شامل ہے' اب آپ ابلاغِ عامہ کو چھوڑ دو کہ اگر یہ کہیں کہ ملک ٹوٹ رہا ہے تو یہ ٹوٹ جائے گا۔ اگر ابلاغ عامہ پر مغرب کا اثر ہے' امریکہ کا اثر ہے' ہندوستان کا اثر ہے روس کا بھی اثر ہے اور سارے لوگ مل کر توڑنا چاہتے ہیں مگر سارے مل کے آئیں تب بھی نہیں توڑ سکتے۔ آپ کا یہ خیال Negativity کی طرف جاتا ہے' منفی رجحان رکھتا ہے۔ آپ کو چاہئے کہ آپ یہ کہو کہ جب تک ہم زندہ ہیں' پاکستان کیسے ٹوٹ سکتا ہے' چاہے اس پر امریکہ کا اثر ہو' چاہے اس پر ہندوستان کا اثر ہو اور چاہے اس پر چین کا اثر ہو۔ تو اگر کوئی اس ملک پر اللہ کے نام پر جان قربان کرنے والا ہے تو ملک کو وہ بچائے گا یا یہ خود ہی بچ جائے گا۔ یہ تو محسوس کرنے والی بات ہے' آپ کہتے ہیں کہ جیسا اخباریں چاہتی ہیں ویسے ہو جاتا ہے اور امریکہ جو کچھ چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے' امریکہ کون ہوتا ہے؟ امریکہ تو خود پانی میں ڈوبنے والا ہے' امریکہ خود پریشان حال ہے۔ وہاں کی زندگی تو کوئی زندگی نہیں ہے' وہاں کی پریشانیاں اتنی زیادہ ہیں اور وہاں بہت سے واقعات تباہ ہونے والے ہیں۔ فقراء بتاتے ہیں کہ امریکہ میں پانی کا درجہ بلند ہو جائے گا۔ ابلاغِ عامہ کیا کریں گے۔

English Translation of Above Excerpt:

Question: Sir, In these days, media (radio, newspaper, Television) is mostly controlled (influenced) by East and West. Due to this, Pakistan is becoming weaker?

Answer: It is not important how much a person is influenced by media. **What I am saying, important thing is, The Command (Order) of God**. Media never makes or breaks a country. It never happens like this. Countries are neither created by newspaper, TV or media, and nor by democracy so this country can never break except the will of God. **This country will be going to stay by the Grace of God. Its creation has blood of thousands of Martyrs**. Now leave this media, if they say 'Pakistan is breaking or will break'. If media is influenced by West, if it is influenced by America, if it is also influenced by India and Russia, and they all want to break Pakistan but **they can never break Pakistan even they come in alliance.** Your question is taking you to negativity and pessimism. You should say '**Until we have a last drop of blood, Pakistan can never break** even it is influenced by America, India or China as well'. So anybody who is willing to sacrifice himself on Country in the name of Allah, he will try to save this country, or it will save itself. This is how much a person feels. You say whatever the media wants. It happens, whatever the America wants, it happens. **Who America is? America is going to be drowned in water, America is itself very worried. There is no life there. Their problems are too much and there are many events in America which are disastrous. Saints tell: Water level will become high in America. What the media will do then.**

February 09, 2012

Gumanon Ka Lashkar, Yaqeen Ka Sabat (Sahib-e-Yaqeen Wasif Ali Wasif RA)

الٰہی! ہمیں عطا کر، پھر سے کوئی صاحبِ یقین راہنما...واصف علی واصفؒ

صاحبِ یقین

"گمانوں کے لشکر میں یقین کا ثبات ایسے ہی ہے، جیسے یزیدی فوج کے سامنے امام حسینؓ کا ایمان،
تاریکی کے حصار میں روشنی کا گلاب، یقین بے گمان کا کرشمہ،دولتِ لازوال کا معراجِ کمال"

From Book: Qatra Qatra Qulzam

گمانوں کا لشکر، یقیں کا ثبات

اللہ نے یتیم کو کھانا کھلانے کا حکم دیا ہے۔ ہم یہ نہیں پوچھ سکتے کہ اللہ نے اسے یتیم ہی کیوں کیا ہے۔ اللہ اسے خود ہی کیوں نہیں کھانا عطا کرتا۔ شکوک و شبہات کی دنیا میں سوال ابھرتے ہیں۔ یہ کیوں، ایسا کیوں نہیں، ایسے ہونا چاہیے تھا۔

شک، ایمان کی نفی ہے۔ وسوسہ یقین کا گھُن ہے۔ اگر عاقبت اور خدا پر یقین نہ ہو، تو خیال پراگندہ ہو جاتا ہے۔ پراگندہ خیال سماج میں انتشار پیدا کرتا ہے۔ جب تک انسان کو اپنے عقیدے پر مکمل اعتماد اور اعتقاد نہ ہو، وہ حقیقت کو کیسے تسلیم کر سکتا ہے۔

یقین سے محروم انسان صرف سوال ہی کرتا رہتا ہے کہ اللہ نے یہ کیوں کیا، ایسے کیوں نہیں۔ صاحبِ یقین یتیم کو کھانا کھلاتا ہے اور اسے اپنے لیے سعادت سمجھتا ہے۔ عقیدے کو ثابت نہیں کیا جا سکتا، اسے تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ اللہ کا ثبوت اپنی ہی پیشانی میں ذوقِ سجدہ کی شکل میں ملتا ہے۔ اگر ذوقِ جبیں سائی نہ ہو، تو عقیدوں کے محل مسمار ہو جاتے ہیں۔ مابعد پر صرف اعتماد ہی کیا جا سکتا ہے اس کی حقیقت کو ثابت کرنا مشکل ہے۔

آج کے انسان اور مسلمان کے لیے یہ مرحلہ مشکل ہے کہ وہ اپنے عقیدے کو محفوظ رکھے۔ عقیدہ قدم قدم پر ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ اللہ ہی رزق دینے والا ہے۔ ہم سوچتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ رزق کی تقسیم نامنصفانہ ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے

۹۰

کہ اللہ نے کچھ انسانوں کو صرف غریب رہنے کے لیے پیدا کیا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ اللہ جس نے سب کے لیے یکساں زندگی پیدا کی، سورج کی روشنی سب کے لیے ہے، سب انسانوں کو ایک ہی صورت عطا ہوئی، پیدائش ایک جیسی اور موت بھی سب کے لیے یکساں۔ اُس کے خزانے سب کے لیے ہیں، لیکن معاشی ناہمواری کا سبب کیا ہے؟ کون ہے جو حق سے زیادہ حاصل کرتا ہے اور کون ہے جو حق سے محروم رہتا ہے۔

ستم کی بات تو یہ ہے کہ امیر آدمی اپنی دولت کو اللہ کا فضل بیان کرتا ہے۔ امیر انسان ناجائز ذرائع سے دولت کماتا رہتا ہے اور ساتھ ہی اعلان کرتا رہتا ہے کہ اس کی عبادت منظور ہوگئی، اللہ نے رحم فرما دیا۔ وہ بڑا مہربان ہے۔ یتیم کا مال کھانے والا حج کرتا ہے اور خدا کے گھر میں داخل ہوتا ہے، بڑے یقین کے ساتھ۔ اللہ کا حکم نہ ماننا اور اس کے روبرو ہونا اُس کے دُوبدو ہونے کے برابر ہے۔ امیر آدمی کا غلط یقین، غریب انسان میں وسوسہ پیدا کرتا ہے۔ غریب سے عبادت کی دولت بھی چھن جاتی ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ اللہ تو بس امیر آدمی کا اللہ ہے۔ امیر کی نافرمانیوں کو سزا دینے کی بجائے انہیں انعام دیتا ہے۔ غریب کو صرف غریبی برداشت کرنے کا درس دیا جاتا ہے۔ یہاں سے عقیدے میں دراڑ پڑتی ہے۔ امیر کی دولت اور دولت کی نمائش غریب کو اللہ کی رحمت سے مایوس کر دیتی ہے، لیکن عقیدہ پختہ ہو تو انسان ہر حال سے گزر جاتا ہے۔ وہ مایوس نہیں ہوتا۔

گمانوں کی تاریک راتوں میں یقین کے چراغ جلتے ہی رہتے ہیں۔ دولت مند انسان میں اگر خوفِ خدا نہ ہو، تو اُس کی عاقبت فرعون جیسی ہوتی ہے۔ غریب کا یقین محفوظ رہے، تو اُس کے لیے رحمتیں ہیں۔ رزق صرف پیسہ ہی نہیں، ایمان بھی رزق ہے۔ مال فنا ہو جاتا ہے، لیکن ایمان قائم رہتا ہے، ہمیشہ کے لیے۔

اللہ کو ماننے والے ہر حال میں راضی رہتے ہیں۔ وہ صحت اور بیماری دونوں میں اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ صاحبِ یقین ہر حال میں صاحبِ یقین ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اس دنیا میں اللہ کریم نے ہر رنگ کے جلوے پیدا فرمائے ہیں۔ امیر کے لیے الگ بیماریاں ہیں۔ اُس کے الگ اندیشے ہیں۔ اُس کی عاقبت الگ مخدوش ہے۔ غریب انسان کے لیے غریبی باعثِ ندامت نہیں۔

امیر غریب کی بحث نہیں، ہر انسان بیک وقت امیر بھی ہے اور غریب بھی۔ جو اپنے نصیب پر خوش ہو، وہی خوش نصیب ہے۔ جس انسان کی آرزو حاصل سے زیادہ ہو، وہ غریب ہی ہے۔ دیکھنے والی بات صرف اتنی ہے کہ کون اپنے حال پر مطمئن ہے۔ کون ہے جو اپنی حالت پر راضی ہے۔ کون ہے جو اپنے ماحول میں صاحبِ یقین ہے۔ کون ہے جو گُمانوں کے لشکر میں گھرا ہے۔ کس کا دل اُس کی یاد سے آباد ہے۔ کون ہے جو عارضی زندگی پر مغرور ہے۔ کیا صرف دولت ہی نے انسان کو اپنے رب کے سامنے مغرور کر رکھا ہے۔ امیر، غریب، ختم نہیں ہو سکتے۔ عقیدے کے قیام کے ساتھ بھی یہ طبقے قائم رہتے ہیں۔ زکوٰۃ دینے والا تب ہی ہے، جب لینے والا ہو۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ کون ہے، جو امیر ہو کر خوفِ خدا رکھتا ہے اور کون ہے جو غریبی میں یقین کی دولت سے مالا مال ہے۔ تخلیق میں رنگینی اور حُسن اِسی وجہ سے ہے کہ کوئی کسی کے برابر نہیں۔ کوئی کسی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ کوّا، کوّا رہے گا اور مور، مور۔ اچھا امیر بھی بہت اچھا ہے، بُرا غریب بھی بہت بُرا۔ اللہ کے ہاں تقویٰ کی عزت ہے۔

یہ کتنے غور کی بات ہے کہ جس انسان پر اللہ درود بھیجتا ہے، اُس کو یتیمی اور غریبی سے گزرنا پڑا۔ عجب بات ہے کہ نبیوں کے نبیؐ ہیں، پیغمبروں کے پیغمبرؐ۔ دنیا کے ہر انسان سے زیادہ معزز ہیں اور وادیٔ طائف سے زخمی ہو کر نکلتے ہیں اور اللہ آپ کے ساتھ ہے۔ بات تقرب کی ہے، تعلق کی ہے۔ ثروت و دولت کی نہیں۔ اگر گھر میں

چراغاں ہو اور دل میں تاریکی، تو کیا حاصل۔ اگر غریبی میں سرمایۂ یقین مل جائے، تو ایسی غریبی پر ہزار خزانے قربان۔

آج کا دور سائنس اور فلسفے کی وجہ سے بے یقینی کا شکار ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ کثرتِ مال کے اندر تنگیٔ حال موجود ہے۔ انسان کو غافل کر دیا ہے' کثرتِ مال نے۔ حتیٰ کہ وہ قبر میں جا گرتا ہے اور پھر اُن مسرتوں پر افسوس ہوتا ہے' جو غریب کو اُس کے حق سے محروم کر کے حاصل کی گئیں۔

آج کا ذہن شبہات کی آماجگاہ ہے۔ شکوک پرورش پا رہے ہیں، گمان پل رہے ہیں۔ دل سوز سے خالی ہو گیا ہے۔ انسان خدا سے دور ہوتا جا رہا ہے، کیونکہ وہ دولت کے دیوتا کا پجاری ہے۔ کوئی انسان دو آقاؤں کا غلام نہیں ہو سکتا۔ آج کا انسان کئی آقاؤں کا غلام ہے۔ دولت کا غلام، اسلحے کا غلام، جمہوریت کا غلام، ہر خواہش کا غلام۔ انسان اپنی آرزو کے آگے سجدہ کرتا ہے، خدا کے آگے نہیں جھکتا۔ وہ ایک سجدہ جو ہزار سجدوں سے نجات دلاتا ہے' آج کے انسان کو حاصل نہیں ہوا۔

لاکھوں مساجد میں صبح شام، دن رات، لاؤڈ سپیکروں پر اسلام پھیلایا جا رہا ہے اور تاثیر کا یہ عالم ہے کہ معاشرہ پراگندہ ہے۔ کیا نہیں ہو رہا۔ کیا نہیں ہو چکا۔ مبلغ یقین سے محروم ہو، تو تبلیغ تاثیر سے محروم ہو جاتی ہے۔ آج بے یقینی ایک وبا کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ جس انسان کو اپنے آپ پر یقین نہ ہو، وہ خدا پر کیا یقین رکھے گا!

ہم محروم ہو گئے، اُن حقیقی مسرتوں سے جو یقین اور صرف یقین سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ جو شخص روزہ نہ رکھے' وہ عید کی مسرت کیسے حاصل کرے۔ عید کی خوشی دولت سے حاصل نہیں ہوتی، یقین سے ہوتی ہے۔ روزے کے انکاری جب عید مناتے ہیں' تو اُن کے چہرے بے نور ہوتے ہیں، اُن کے دل بے حضور ہوتے ہیں۔ روزے دار کا چہرہ تابدار ہوتا ہے۔ اُس کا دل حقیقی مسرتوں سے ہمکنار ہوتا ہے۔ اُس کا سینہ یقین

سے پُرنور ہوتا ہے۔ اُس کی آنکھ میں سُرور ہوتا ہے۔ اُس کے لیے عید کی نماز سجدۂ نیاز ہے، بے نیاز کے حضور۔

دنیا کی تاریخ کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو اس میں یقین اور شکوک کے معرکے نظر آتے ہیں۔ صاحبِ یقین آگ میں چھلانگ لگاتا ہے اور صاحبِ گُمان دیکھ دیکھ کر حیران ہوتا ہے کہ آگ گلزار کیسے ہو گئی۔ یقین کے جلوے ایمان والوں کا اثاثہ ہے۔

صاحبِ یقین خوف و حُزن سے آزاد ہے۔ اسے نہ آنے والے کا ڈر ہے، نہ جانے والے کا ملال۔ وہ صرف اپنے مالک کے عمل کو دیکھتا ہے۔ دیکھتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔ وہ شکر کرتا ہے کہ اسے شکر کرنے والا بنایا گیا۔

صاحبِ یقین خرد کی گتھیاں بھی سلجھاتا ہے اور گیسوئے ہستی بھی سنوارتا ہے۔ صاحبِ گُمان اپنے وسوسوں کی نذر ہو جاتا ہے۔ اسے نہ یہ زندگی راس آتی ہے نہ وہ زندگی، جس کے بارے میں اسے شک ہے۔ وہ اندر سے ٹوٹتا رہتا ہے اور پھر شکستہ جہاز کو کوئی ہوا بھی راس نہیں آتی۔

یقین کی طاقت پتھروں سے نہر نکالتی ہے۔ موت سے زندگی نکالتی ہے۔ یقین کچے گھڑے کو پکا رنگ دیتا ہے اور گُمان محلات میں رہ کر لرزتا ہے، خوفزدہ ہوتا ہے، سراسیمہ رہتا ہے۔

یقین کے ساتھ اللہ ہے اور گُمان کے ہمراہ شیطان۔ آج کی دنیا میں صاحبِ کرامت ہے وہ انسان، جو صاحبِ یقین ہو۔ آج کے دور کی آگ سرمایہ پرستی کی آگ ہے، ہوس پرستی کی آگ ہے، خود پرستی کی آگ ہے۔ آج کا ابراہیم وہ انسان ہے، جو اس آگ میں گلزار پیدا کرتا ہے۔ جس کی نگاہ خیرہ نہیں ہوتی۔ جس کی آنکھ میں یقین کے جلوے ہیں، جس کے دل میں اعتماد ہے اُس ذات پر، جو اُس کی مسجود ہے، اُس کی محبوب ہے۔ جو ہمہ حال موجود ہے۔

ہم من حیث القوم بھی یقین سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔ ہم میں بلند فکری کا فقدان ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ ہم آپس میں بحث مباحثہ کرتے ہیں، الجھتے ہیں صوبوں کی بحث ہے، زبان کی بحث ہے۔ اقتدار کی ہوس نے ہمیں یقین سے محروم کر دیا۔ ہم کوشش کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھے ہیں۔ نصیب پر اعتماد نہیں۔ گدھا ہزار کوشش کرے، گھوڑے کا نصیب نہیں حاصل کر سکتا۔ ہم دوائی کو صحت سمجھتے ہیں اور صحت کو زندگی کا دوام۔ ہم بھول جاتے ہیں کہ اس فنا کے دیس میں کسی چیز کو قیام نہیں۔ نہ صحت ہمیشہ رہ سکتی ہے، نہ زندگی۔ ہمیں یقین کیوں نہیں آتا۔ ایک عارضی، مقررشدہ قیام کے بعد نہ فرعون رہ سکتا ہے نہ موسیٰؑ۔ نہ کمزور ٹھہر سکتا ہے نہ توانا۔ ہم اُس زندگی کے لیے جوابدہ ہیں جو ہمیں ملی۔ ہم دوسروں کے جوابدہ نہیں ہیں۔ کوئی کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ کسی سے وہ سوال نہیں ہوگا، جو اُس سے متعلق نہ ہو۔ ہمیں اپنی پیشانی اور اپنے مسجود سے غرض ہے۔ اپنے ایمان اور اپنے یقین سے کام ہے۔

ہمیں اپنے وسوسوں سے نجات چاہیے۔ ہمیں اپنے دل سے اپنے عقیدے پر اعتقاد کرنا ہے۔ خدا سے دولتِ یقین کا سوال کرنا ہے۔ الٰہی! ہمیں پھر سے وہی یقین دے۔ ہمیں پھر سے اپنا بنا۔ ہمیں پھر وہی جلوے دکھا۔ ہمارے دلوں کو پھر سے نورِ ایمان عطا کر۔ ہمیں ہمارے گمانوں سے بچا۔ ہم شبہات کی دلدل میں پھنس گئے ہیں۔ ہم شکوک کے تاریک راستوں پر آ نکلے ہیں۔ الٰہی! ہمیں عطا کر، پھر سے کوئی صاحبِ یقین راہنما۔ ہم اپنی آرزوؤں کی کثرت کا شکار ہو گئے ہیں۔ یقین کی وحدت عطا فرما۔

یقین کبھی متزلزل نہیں ہوتا۔ اُس کے پاؤں ڈگمگاتے نہیں۔ اُس کے اعتقاد میں لغزش نہیں آتی۔ اسے کوئی دبدبہ ڈرا نہیں سکتا۔ اسے کوئی پیشکش لُبھا نہیں سکتی۔

گمانوں کے لشکر میں یقین کا ثبات ایسے ہے، جیسے یزیدی فوج کے سامنے امام حسینؓ کا ایمان۔

تاریکی کے حصار میں روشنی کا گلاب، یقینِ بے گماں کا کرشمہ، دولتِ لازوال کا معراجِ کمال۔

March 04, 2011

Hope, Change and Unity by Wasif Ali Wasif (Kiran Kiran Sooraj - Aphorism)

Some Hopeful Quotes from Book Kiran Kiran Sooraj

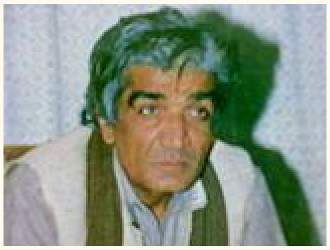

دور سے آنے والی آواز بھی اندھیرے میں روشنی کا کام دیتی ہے۔

Read Wasif Ali Wasif Poetic Predictions: **Sun Raha Hun Mein Door Ki Awaz**

جس طرح موسم بدلنے کا ایک وقت ہوتا ہے۔ اسی طرح وقت کے بدلنے کا بھی
ایک موسم ہوتا ہے۔ حالات بدلتے ہی رہتے ہیں، حالات کے ساتھ حالت بھی
بدل جاتی ہے۔ رات آجائے تو نیند بھی کہیں سے آ ہی جاتی ہے۔ وہ انسان کامیاب
ہوتا ہے۔ جس نے ابتلا کی تاریکیوں میں امید کا چراغ روشن رکھا۔ امید اس خوشی کا
نام ہے جس کے انتظار میں غم کے ایام کٹ جاتے ہیں۔ امید کسی واقعہ کا نام
نہیں۔ یہ صرف مزاج کی ایک حالت ہے۔ فطرت کے مہربان ہونے پر یقین کا نام
امید ہے۔

باطن ایک علم ہے جس کو عطا ہو جائے وہ اسے باطن نہیں کہتا بلکہ ظاہر ہی کہتا ہے ۔علم باطن سے ظاہر میں آتا رہتا ہے ۔اسی طرح وہ غیب جس کا علم عطا ہو جائے وہ غیب نہیں کہلاتا ،غیب وہ علم ہے جس کا علم بندے تک نہیں پہنچتا ۔یہ صرف اللہ کے پاس ہے ۔ایسے غیب کا تذکرہ بھی نہیں ہو سکتا ،اور اللہ کے لیے کچھ غیب نہیں ۔

سب سے بری نیکی یہ ہے کہ نیک لوگ فی سبیل اللہ اکھٹے ہو جائیں ۔علماو مشائخ اکھٹے ہو جائیں ۔جب تمام جماعتیں اکھٹی ہو گئیں تھیں تو نظام مصطفٰے وہیں قائم ہو گیا تھا ۔الگ ہو گئے تو سفر طویل ہونے لازمی ہیں ۔اسلام میں سب سے بڑی نیکی اجتماع ہے ۔اختلاف مٹاءو ۔جیسے بکھرے ہو ویسے سمٹو ۔کلمہ طیب ہی کلمہ توحید ہے ۔کلمے کی وحدت سے ایک بار پھر وہ زمانہ آسکتا ہے ۔جس کا سب کو انتظار ہے ۔ہم خود اپنی راہ میں رکاوٹ ہیں ۔توحید جہاں اللہ کی وحدانیت ہے ۔وہاں ملت کی وحدت کا بھی نام ہے ۔۔۔یہی توحید تھی ،جس کو نہ تو سمجھا نہ میں سمجھا ۔۔

طریقت کے تمام سلاسل اپنے، اپنے انداز میں بالکل صحیح ہیں۔ لیکن ملت اسلامیہ کی فلاح اسی میں ہے۔ کہ وہ ایک عظیم وحدت بن کر ابھرے۔ مسلک اسلام سے ہے۔ اسلام نہیں۔ اسلام، اسلام ہے۔

جو سچا نہیں، وہ کسی سچے کا انتظار نہیں کرسکتا۔

ہر فرد کے دل میں قوم کی خدمت کا جذبہ ہونا چاہیے۔ جذبہ نیت سے ہے۔ نیت ایک علم ہے۔ اور علم کے لیے ایک عمل ہے۔ عمل کے لیے میدان عمل ہے۔ اور میدان عمل میں شریک عمل نیک نیت لوگ ہوں۔ تو انجام عمل صحیح ہوگا۔ ہم سفر ہم خیال نہ ہو تو کامیابی نہ ہوگی۔

اسلام وحدۃ المسلمین کی داستان ہے۔ مسلمان اکھٹے نہ ہوئے تو دین اسلام سے خارج کر دیے جائیں گے۔ مسلمانوں کا منظّم اجتماع ہی اسلام کا عروج ہے۔

ایک کافر اپنے کفر پر نازاں پھرتا ہے۔ ایک مومن اپنے ایمان پر فخر کیوں نہیں کرتا۔

December 16, 2011

No Need to Despair (A Saint's Message to Wasif Ali Wasif on Fall of Dhaka)

کبھی مایوس نہ ہونا...سب ٹھیک ہو جائے گا

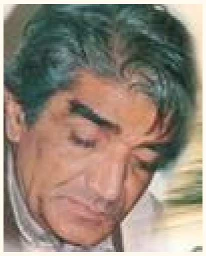

Sufi-e-Basafa and Darvaish Wasif Ali Wasif RA got depressed on Fall of Dhaka (16, Dec 1971) but a Saint appeared and told him **'No need to be depressed, Are you more worried than us?.... Everything will be corrected'.**

Below excerpt is taken from his **Book: Harf Harf Haqiqat** (Essay, Saeel ko Jhirki Na Dena, Pages 64 to 66) and Book contains his essays & columns written before his death from 1991-1993.

سائل بڑے راز کی بات ہے...... وہ بظاہر کچھ مانگنے کے لئے آتا ہے لیکن دراصل وہ کچھ دینے کے لئے آتا ہے...... ہم پہچان نہیں سکتے۔ ہم غافل ہوتے ہیں...... مغرور ہوتے ہیں...... اس لئے اس پیغام سے محروم رہتے ہیں جو صرف سائل کے ذریعہ ہم تک پہنچتا ہے۔

ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک سائل ہمیں ملا...... یہ ان دنوں کی بات ہے جب ڈیپریشن سے ہماری نئی نئی آشنائی ہو رہی تھی...... ہم ایک شام' ایک اداس شام' ایک باغ میں تنہا غور کر رہے تھے...... سورج ڈوب چکا تھا اور ڈوبنے والا اپنے بعد فضا میں ایک گہری سرخی چھوڑ چکا تھا...... اتنے میں ایک سائل میری طرف آتا ہوا دکھائی دیا...... میں اسے دیکھے بغیر ہی اسے ناپسند کرنے لگا...... وہ اس بات سے بے نیاز کہ میں اس کی طرف متوجہ نہ تھا۔ بولا "سائل کی طرف' آنے والے کی طرف توجہ تو کرنی چاہئے"...... میں نے اس کی طرف دیکھا اور کچھ سمجھے بغیر پوچھا...... "آپ کیا چاہتے ہو"...... وہ بولا "ہمارا تو وہی سوال ہے پرانا...... کچھ مدد کرو"۔ میں اس کی شخصیت اور اس کے اندازِ گفتگو کے اثر میں آتا چلا گیا...... میں نے اس کی مقناطیسی شخصیت کے رعب میں آکر اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور بڑی احتیاط سے ایک پانچ روپے کا نوٹ نکالا اور اس سے کہا "بابا جی قبول فرماؤ...؟" بابا مسکرایا اور بولا "بیٹا! اسے تو میں قبول کرتا ہوں لیکن میری بات غور سے سنو...... میں بھیجا گیا ہوں تمہیں یہ بتانے کے لئے کہ تم جس کو پریشانی سمجھ رہے ہو' یہ تو ایک اچھے دور کا آغاز ہے...... جب یوسف علیہ السلام کنویں میں گرائے گئے تو انہیں معلوم نہیں تھا کہ یہ نئے سفر کا آغاز ہے...... پیغمبری کا سفر' بادشاہت کا سفر...... جہاں ایک دور ختم ہوتا وہیں سے دوسرے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ کبھی مایوس نہ ہونا...... اور سائل کو کبھی جھڑکی نہ دینا۔ سائل محسن بھی ہوتا ہے' معلم بھی"......

بابا بولتا جا رہا تھا اور لفظوں کے چراغ من میں اجالا پیدا کر رہے تھے...... میرے بارے میں کچھ باتیں ایسی فرما رہے تھے جو صرف میں ہی جانتا تھا...... میں چاہتا تھا کہ وہ یونہی بولتے چلے جائیں...... لیکن وہ اچانک چپ ہو گئے...... میں نے کہا "مزید ارشاد"۔ بولے "نہیں"...... میں نے کہا "کیوں"...... بولے "جس طرح تیری جیب میں پڑے ہوئے دو سو روپے میں سے میرے لئے صرف پانچ روپے تھے' اسی طرح میرے علم میں سے تمہارا اتنا ہی حصہ تھا"...... میں نے کہا "آپ سے پھر کب ملاقات ہو گی؟"...... بولے "ہو گی' ضرور ہو گی۔ ہاں تم اپنا پتہ تو بتاؤ...... ہم تو سیلانی لوگ ہیں"...... بابے نے جیب سے ایک سنہری رنگ والا پوسٹ کارڈ سائز کا کارڈ نکالا...... میں نے اپنا پتہ لکھ دیا۔ دستخط کر دیئے۔ روشنی ختم ہو چکی تھی...... بابے نے کہا "اچھا بیٹا اب میرے پیچھے نہ آنا۔ میں جا رہا ہوں"...... بابا ایک طرف کو ہو لیا...... لیکن میں اس کے پیچھے چل پڑا...... مگر کہاں تک...... بابا غائب ہو چکا تھا...... ڈیپریشن ختم ہو چکا تھا...... نئے عنوان ظاہر ہو رہے تھے...... بابا فقیر سرشار کر گیا......

بات ختم ہو گئی' لیکن بات ختم نہیں ہوئی...... سقوطِ ڈھاکہ پر بھی پھر ڈیپریشن کا شکار ہوا...... ایک شام نمازِ مغرب کے بعد مسجد سے نکلے...... گہری شام ہو چکی تھی...... میں نے دیکھا کہ میرے آگے آگے ایک بزرگ صورت انسان چل رہا تھا۔ لمبے بال۔ ننگے پاؤں...... ہاتھ میں تسبیح...... میں اس کے پیچھے ہو لیا...... کچھ دور جاکر وہ اچانک رک گیا اور پیچھے مڑ کر مجھ سے مخاطب ہوا۔ "میرے پیچھے کیوں آ رہے ہو...... میں نے پہلے بھی کہا تھا میرے پیچھے نہ آنا۔ تم باز نہیں آتے...... اچھا بولو کیا تکلیف ہے"...... میں نے کہا "کچھ نصیحت ہی"...... بولا "سائل کو جھڑکی نہ دیا کرو...... ہم لوگ محسن ہیں۔ معلم ہیں...... ڈیپریشن کی ضرورت نہیں...... تم ہم سے زیادہ فکر مند ہو؟...... سب ٹھیک ہو جائے گا"۔ اتنے میں بابے نے جیب سے ایک کارڈ نکالا اور کہا "مجھے اس پتہ پر پہنچا دو"...... میں نے کارڈ دیکھا...... میرا ہی نام' میرا پتہ اور میرے ہی ہاتھ کا لکھا ہوا...... دستخط میرے ہی' بقلم خود...... میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی...... آج سے پندرہ سال پہلے والا بابا میری نظروں کے سامنے آیا۔ لیکن یہ بابا وہ نہیں تھا۔ قطعاً مختلف...... میں اور حیران ہوا...... بابا بولا "حیران ہونے والی کوئی بات نہیں...... ہمارا چولا بدلتا رہتا ہے...... ہم صرف سائل ہیں۔ محسن' معلم...... ہماری شکل و صورت کچھ بھی ہو' ہم وہی ہیں۔ تمہیں عطا کرنے کے لئے آتے ہیں...... ہماری طرف غور کیا کرو...... ہم پیسے مانگتے ہیں تو صرف اس لئے کہ تم بخیل ہونے سے بچ سکو...... ہم تم کو سخی بنانے کے لئے آتے ہیں...... سخی...... اللہ کا دوست صرف سائل کے دم سے...... سائل کو جھڑکی نہ دو"...... بابا پھر غائب ہو گیا۔ ڈیپریشن ختم ہو گیا...... اندھیرے میں روشنی پھیل گئی...... مایوسیوں میں امید کے چراغ جل اٹھے۔ "کارساز ما بفکرِ کارِ ما"......

آج تک وہ سائل میری نظروں کے سامنے ہے۔ معلم...... محسن...... بخیل کو سخی بنانے والا۔ غیر اللہ کو حبیب اللہ بنانے والا...... جھڑکی کے لئے نہیں' ادب و احترام سکھانے کے لئے آتا ہے...... ہمارے دروازے پر اللہ کی رحمت دستک دیتی ہے اور کہتی ہے۔ خبردار! غافل نہ ہونا......

January 11, 2012

Pakistan Will Never Be Leased Out, Allah Will Protect Our Country (Wasif Ali Wasif RA)

گـا فرمـــائـے ضـرور اور گـا فرمـــائـے یمہربــان پـر ملک اللہ

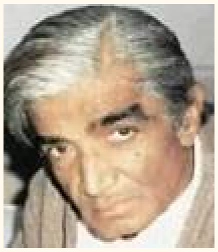

When negative forces comes out then 'Positive Forces' automatically comes into operation

کـا اس یوہ ہے ایبنـــا ملک نـے جس کـہ رکھـو یجار اعظم اسمِ یہی ہے محـــافظ

Sufi Basafa Wasif Ali Wasif (RA) belonged to same Order of Saints who are giving glad-tidings about the future of Pakistan. His spiritual stature (which is hidden from most of people) and predictions about Pakistan will be posted soon but in this alarming situation of our country, he is guiding us again. (Must read the below posted Extracts from Book Guftugu-5)

سوال :-

سر! ملک میں حالات بڑے خراب ہیں' آپ دعا فرمائیں!

جواب :-

دنیا میں آپ کا عمل ہونا چاہئے اور اللہ کا امر ہونا ہی ہے۔ دنیا میں دو قسم کے واقعات ہیں' یا نفی یا اثبات۔ جب منفی طاقتیں عمل میں آجائیں تو پھر Positive forces خود بخود عمل میں آجاتی ہیں۔ اللہ ملک پہ مہربانی فرمائے۔ اور وہ ضرور فرمائے گا۔

سوال :-

سر! ہمارا ملک تقریباً" غیروں کے قبضے میں آگیا ہے آپ اس سلسلے میں بھی دعا فرمایئے!

جواب :-

یہ جو کیفیت پیدا ہوئی ہے اس لئے ہوئی ہے کہ ہم اپنے Conf: licts کی وجہ سے کمزور ہو گئے ہیں۔ اس لئے لگتا ہے کہ ہمارا ملک دشمن کے نرغے میں آگیا ہے۔ یا ہم میں سے ایک ایک گروہ ان کے ساتھ Incude ہو گیا ہے یا دشمن سے کوئی خفیہ رابطہ ہو گیا ہے۔ یہ سوال بڑے دلوں میں' بڑے لوگوں میں پیدا ہوا ہے کہ کہیں دشمن چھا تو نہیں گیا۔ ۱۹۷۱ء میں بھی لوگوں کے دلوں میں سوال پیدا ہوا تھا کہ ایسا تو نہیں ہو گیا۔ جب انگریز نے نیا Country بنوایا تو سوال پیدا ہوا کہ کہیں انگریز نے تو پاکستان نہیں بنایا' کیونکہ ہندو اور مسلم پہلے دونوں کو لڑایا' اور پھر ملک الگ کرایا۔ اس طرح لوگ سوچتے رہے ہیں۔ فی الحال آپ یہ ضروری کام کرو کہ پاکستان بنانے والی قوت کو دریافت کرو۔ یہ دیکھو کہ کس نے ملک بنایا۔ اگر کسی Chance نے ملک بنایا ہے تو Chance سے نقصان بھی ہو سکتا ہے۔ مثلاً" ایک Favourable task سے ملک بن گیا اور پھر ایک Less favourable task سے کام خراب بھی ہو سکتا ہے۔ اگر ملک کسی مشیت کی وجہ سے بنا تھا تو

کیا یہ مشیت اب اسے چاہتی ہے۔ یہ ملک کچھ لوگوں کی نیکی سے بنا۔ دراصل اس وقت ملک پر جو انتشار کا بوجھ ہے اور سیاسی اختلاف کا بوجھ ہے' اس سے Common man میں ہر طرح کی Negative یا منفی سوچ پیدا ہو رہی ہے۔ ایسا وقت دعا کا وقت ہوتا ہے۔

وطن کی جان پر بن سی گئی ہے
بڑی دولت تھی ہاتھوں سے لٹی ہے

دراصل ملک کے بارے میں جتنا اندیشہ ہے' اتنا خطرہ نہیں ہے۔ اب آپ دیکھو کہ ایسا کیوں ہے؟ اس کی Reason یہ ہے کہ کسی ملک میں کسی کی بھی حکومت ہو' اس حکومت کو ایک چیز سب سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور وہ ہے حکومت کا قائم رہنا۔ اگر حکومت اپنے ملک کو کسی اور کے حوالے کردے گی تو خود قائم نہیں رہے گی۔ لہٰذا ملک کو کسی کے حوالے نہیں ہونے دیا جائے گا۔ تو یہ ہر حکومت کی بڑی ذمہ داری اور خواہش ہوتی ہے۔ اس معاملے میں حکومت کبھی Insincere یعنی غیر مخلص نہیں ہوتی بلکہ اکثر Inefficient ہوتی ہے' نا اہل ہوتی ہے۔ حکومت کبھی ملک کو دشمن کے حوالے نہیں کرے گی۔ یہ حکومت کی اپنی خواہش ہوتی ہے کہ ملک میں ان کی اپنی حکومت قائم رہے۔ اس کے لئے اب دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اہلیت والے لوگ مہیا کرے' تب تو بات بن سکتی ہے۔ وہ جو ایک دور ۱۹۶۵ء میں آیا تھا اب تک وہ دور واپس نہیں آیا' اللہ کی مہربانی اب بھی ہو سکتی ہے۔ ذرا سا اچھا دور آجائے تو پھر لوگ بیدار ہو سکتے ہیں' پھر آپ لوگ نعرہ حیدری بلند کردیں گے۔ اب بھی وقت آ جائے تو آپ لوگ سوئے نہیں رہیں گے۔ وہ

ایک وقت ہے جو آنے والا ہے۔ لیکن ابھی وہ وقت نہیں آرہا ہے۔ جس طرح موسم بدلنے کا ایک وقت ہوتا ہے' اسی طرح وقت بدلنے کا بھی ایک موسم ہوتا ہے۔ موسم اپنے وقت سے بدلتے ہیں اور وقت بھی اپنے موسموں سے بدلتا ہے۔ ابھی یہ وقت مسلمانوں کے اندر آیا نہیں ہے کہ خفیہ روح بیدار ہو جائے۔ جب وقت آ جائے گا تو آپ لوگ بیدار ہو جاؤ گے اور آپ لوگوں کی طاقت واپس آجائے گی اور ملک آباد ہو جائے گا' یہ ملک آباد رہنے کے لئے بنا ہے اور یہ ملک آباد رہے گا۔ آپ لوگ قطعاً" مایوس نہ ہوں اور مایوسی کی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ لوگوں کے پاس بہترین قسم کے فقیر' درویش' بزرگ' صاحبانِ تدبیر اور بڑے بڑے لوگ موجود ہیں اور موجود رہیں گے اور اس ملک کو ضائع نہیں ہونے دیا جائے گا۔ جس نے یہ ملک بنایا تھا' وہی اس کا محافظ ہے۔ آپ یہی اسمِ اعظم جاری رکھو کہ جس نے بنایا ہے وہی اس کا محافظ ہے۔ اس ملک کا بنانے والا اللہ ہے' اس نے اپنی مرضی سے بنایا اور اپنے کام کے لئے بنایا اور وہی اس کا محافظ ہے اور وہی اسے قائم رکھے گا اور یہ قائم رہے گا۔ لوگ یہ کہتے ہیں کہ Oh my country, you are leased out یعنی ملک کسی اور کے قبضے میں جا چکا ہے' مگر امید والا کہتا ہے کہ No it is not leased out یعنی ابھی ایسا نہیں ہوا۔ ابھی یہ آپ ہی کے پاس ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ Lease ہو گا بھی نہیں۔ آپ اطمینان رکھو اور آپ سکون کرو اور دعا کرو کہ آپ کو وطن کی خدمت کا کوئی موقعہ مل جائے۔ اس ملک کی خدمت دراصل اسلام کی خدمت ہے۔ اب آپ یہ بات یاد رکھنا کہ آپ کے وطن کی خدمت اسلام کی خدمت ہے۔

April 01, 2011

Pearls of Wisdom (Baat Se Baat by Wasif Ali Wasif)

Wisdom Quotes From Book: Baat Se Baat by Wasif Ali Wasif (R.A.)

Book has more than 1,000 Wisdom Quotes (*Aphorisms*), some of them related to Current Situation of Country, Fear, Hope, Dua, Islam, True Leadership and Change of Time are as below.

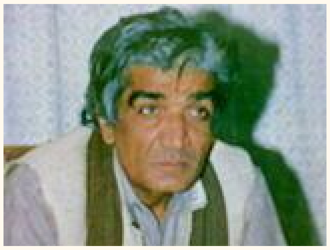

(1)

جب محروم اور غریب اس مقام پر پہنچا دیا جائے، کہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے لگے۔ تو وہ وقت امراء کے لئے آغاز عبرت کا وقت ہوتا ہے۔

(2)

جس دور میں انسان کو حقوق کے حصول کے لئے جہاد کرنا پڑے اسے جبر کا دور کہتے ہیں۔ اور اگر حقوق کے لئے صرف دعا کا سہارا ہی باقی رہ جائے تو اسے ظلم کا زمانہ کہتے ہیں۔

(3)

جب قائدین کی بہتات ہو جائے تو سمجھ لیجیے کہ قیادت کا فقدان پیدا ہو گیا۔

(4)

اب بھی دنیا کی امید اور انسان کے مستقبل کا امکان تہذیب مشرق میں ہے۔

(5)

مغربی تہذیب اپنے منطقی انجام کو پہنچ گئی ہے۔ ان کی کوئی لذت ایسی نہیں رہ گئی جو گناہ نہ ہو۔

(6)

سورج کو نمایاں ہونے کے لئے تاریکی درکار ہے۔

(7)

جتنے عظیم لوگ تھے وہ غیر عظیم زمانوں میں آئے۔

(8)

حال کے بدحال ہونے کے باوجود مستقبل کے خوشحال ہونے کی امید ترک نہ کرنی چاہیے۔

(9)

اگر عذاب آنے والا ہو، اور آیا نہ ہو تو یہ ہی وقت ہے دعا کا۔

(10)

دنیا کے عظیم رہنما وقت کے دیئے ہوئے معیار سے بلند ہوتے ہیں۔

(11)

ترقی یافتہ ممالک وہ ہیں۔ جو خوف پیدا کرتے ہیں۔ ترقی پذیر ممالک وہ ہیں۔ جو خوف زدہ رہنے پر مجبور ہیں۔ اور پسماندہ ممالک وہ ہیں، جنہیں خطرے کے احساس سے بھی آشنائی نہیں۔

(12)

اکثر اسلام سے محبت کرنے والے اسلام کے نفاذ کے ساتھ اپنا نفاذ بھی مشروط رکھتے ہیں۔

(13)

قیادتوں کی کثرت قیادتوں کی عدم موجودگی کی دلیل ہے۔

(14)

ہم بڑے فخر کے ساتھ اسلام کا پرچار کرتے ہیں۔ لیکن ہمیں اس بات کا بھی خوف رہتا ہے کہ ہم پر بنیاد پرستی کا الزام نہ آئے

(15)

اسلام صرف روایات کا نام نہیں۔ صرف احکام اور ارشادات کا نام نہیں۔ مسلمانوں کے متفقہ عمل کا نام بھی اسلام ہے۔

(16)

خواب کو حقیقت مان لیا جائے تو تعبیر کی حقیقت ایک اور خواب بن کے رہ جاتی ہے۔

(17)

اندیشہ امید سے ٹلتا ہے۔ امید رحمت پر ایمان سے حاصل ہوتی ہے۔

(18)

بڑی قومیں جب طاقت کی دھمکی دیتی ہیں۔ تو اس کا مفہوم مہذب دنیا کی مکمل تباہی کے قریب ہوتا ہے۔

(19)

مخبر کا انتظار کرو آپ میں سے ہی آپ کے آس پاس آپ جیسا انسان نہ جانے کب
کہاں بولنا شروع کردے، سماعت متوجہ رکھو۔

(20)

انتظار ایک منہ زور گھوڑے کی طرح ہے، اگر سوار کمزور ہو تو گر کر مر جائے گا۔ اور اگر
سوار شہسوار ہو تو آسودہ منزل ہو گا۔

(21)

مستقبل کا خیال رہے تو انسان جوان ہے اور اگر صرف ماضی کی یاد ہی باقی ہو تو انسان
بوڑھا ہے۔

(22)

ترقی یافتہ ممالک اپنی طاقت اس حد تک بڑھا چکے ہیں۔ کہ ترقی پذیر اور پسماندہ
ممالک کی آزادی کا مفہوم ختم ہو گیا ہے۔

(23)

ہم لوگ عجیب حال میں ہیں۔ گھر میں مادری زبان بولتے ہیں۔ محفلوں میں
اردو، دفتروں میں انگریزی اور عبادت عربی میں کرتے ہیں۔

(24)

غلامی خوف کا دوسرا نام ہے۔

(25)

اگر چڑیا مالک کے گھر میں پنجرے کے اندر بھوک سے مر جائے تو چڑیا کا بنانے والا آسمانوں سے قہر نازل کرتا ہے۔

(26)

میر کارواں وہ ہی ہے جو افراد کارواں میں یک جہتی، یک سمتی، یک نظری پیدا کرے

(27)

ہر نامور کسی نہ کسی طبقے میں بدنام کہلایا جاتا ہے۔ درویش دنیا داروں میں پسندیدہ نہیں ہوتا۔ اور دنیا دار درویشوں میں ناپسندیدہ رہتا ہے۔ سورج کی روشنی کو چمگادڑ، الو، اور ڈاکو ناپسند کرتے ہیں۔

(28)

طاقتور شے جس شے کو خوف زدہ کرتی ہے۔ دراصل خود اس سے خائف ہوتی ہے۔

(29)

میرے اللہ! میری دعا ہے کہ اقبال کے کلام سے مسجد قرطبہ کی نظم غائب ہو جائے۔ تاکہ میری یادیں احساس کی شدت و کرب سے آزاد ہو جائیں۔

(30)

چراغ صداقت آندھیوں اور اندھیروں کی یلغار میں ہمیشہ جلتا ہے۔

(31)

میں یہ دعا نہیں کرتا کہ دشمن مر جائے میں یہ دعا کرتا ہوں کہ دوست زندہ ہو جائیں۔

(32)

اگر خوف زدہ انسان بے خوف ہو جائے تو خوف زدہ کرنے والے کی طاقت کمزور ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

(33)

میرے اللہ :! ایک ایسی چیخ لگانے کی قوت دے کہ بے حسی کی قبر سے غافل مردے نیند کا کفن پھاڑ کر نکل آئیں۔ اور اپنی آنکھوں سے وہ منظر دیکھیں جو دیدہ بینا کو نظر آتا ہے۔

(34)

بادشاہ کو صرف نیک نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اہل بھی ہونا چاہیے۔

(35)

جاگنے والے زندہ ہوں۔ تو سونے والوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔
جاگنے والے نہ رہیں تو سونے والے بھی نہ رہیں گے۔
گڈریا سو جائے تو بھیڑیے ریوڑ کھا جاتے ہیں۔

(36)

لوگ فوری نتیجوں پر غور کرتے ہیں۔ اور اسطرح انتہائی نتائج سے بے خبر رہتے ہیں۔

(37)

ہم شاید جانتے نہیں کہ ہمارے فیصلوں کے اوپر ایک اور فیصلہ نافذ ہو جایا کرتا ہے۔ یہ وقت کا فیصلہ ہوتا ہے۔

(38)

مغربی تعلیم اسلامی نتیجہ کیسے پیدا کرے گی۔

(39)

اعلیٰ ظرفوں کا غصہ زمانوں کو بدل دیتا ہے۔

(40)

جب عظمت کا زمانہ آتا ہے تو اچھائی میں عظمت آتی ہے۔اور اس کے مقابل میں برائی میں بھی عظمت آتی ہے۔مثلاً حضور تشریف لائے، اور اس وقت ابو جہل بھی آیا۔

(41)

آپ کا جذبہ ایمان آزمانے کے لئے کفر موجود ہے۔
مسلمان، مسلمان کے خلاف جہاد نہیں فساد کرتا ہے۔

(42)

باخبر آدمی پریشان نہیں ہوتا۔

(43)

منافق اس انسان کو کہتے ہیں جو مومنوں اور کافروں میں بیک وقت مقبول ہونا چاہے۔

(44)

قوم کو تذبذب میں گرفتار کرنا ظلم عظیم ہے۔

(45)

تذبذب اس مقام کو کہتے ہیں۔جہاں آگے جانے کی ہمت نہ ہو۔اور واپس جانا ممکن نہ ہو۔

(46)

جس زندگی میں شوق ہوگا اس میں خوف نہیں ہوگا۔خوف دوزخ ہے۔شوق جنت۔ پیدا کرنے والے کی منشاء کے خلاف جو زندگی ہوگی، خوف زدہ ہوگی۔

(47)

ملکی معاملات کی بجائے شہنشاہ اپنے قصیدے سنتے ہیں اور ملک کو مرثیہ خوانوں کے حوالے کر دیتے ہیں۔

(48)

جب زمانہ امن ہو اور حالات جنگ سے ہوں تو عذاب ہے۔

(49)

منافق وہ ہے جو اسلام سے محبت کرے اور مسلمانوں سے نفرت۔

(50)

سیاست میں سب کچھ جائز ہے۔اور یہی بات عدل میں ناجائز ہے۔ہم اپنے نظام عدل کو خدائی نظام عدل کے مطابق بنائیں۔نہ کہ خدائی نظام عدل کو اپنے تقاضوں کے مطابق۔

(51)

اگر معاشرے میں باضمیر پیدا ہو گئے تو مردہ ضمیر ویسے ہی روپوش ہو جائیں گے۔

(52)

وہ ملک ترقی کرتے ہیں جہاں اداروں کے سربراہ نیک فطرت لوگ ہوں۔

(53)

جب تک عوام میں حق پسند، حق طلب، اور حق آگاہ لوگوں کی کثرت نہ ہو۔ جمہوریت ایک خطرناک کھیل ہے۔

(54)

عذاب کی انتہائی صورت یہ ہے کہ عذاب نازل ہو رہا ہو اور لوگ بدمستیوں اور رنگ رلیوں میں محو ہوں۔

(55)

جب زمانہ امن کا ہو، اور حالات جنگ جیسے ہوں تو سمجھو عذاب کا وقت ہے۔

(56)

ہم جسے تاریکی سمجھ رہے ہیں، یہی صبح کاذب تو صبح صادق کا آغاز ہے۔

(57)

وہ وقت دور نہیں۔ جب یہ وقت ختم ہو جائے گا۔

February 17, 2012

Quaid-e-Azam, Four Provinces of Pakistan & Spiritual Stature of Wasif Ali Wasif (RA)

ایک کا آپ تو ںیل کر ںیقی اگر پر دور اچھے والے آنے کیا آپ
ہے بگڑتا

'Imam Of The Time' Will Implement Islam In Pakistan (Wasif Ali Wasif R.A.)

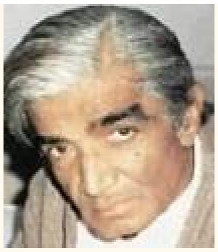

Wasif Ali Wasif (RA) was a Wali Allah, blessed with a lot of divine knowledge and knew the secrets of creation of Pakistan. According to him, Four provinces of Pakistan are in special order similar to the order of four basic elements. Read these thought provoking sayings about spiritual dimensions of **Quaid-e-Azam (RA)**, Pakistan and need of believe & trust on **Allah**.

پاکستان کے چار صوبے چاروں عناصر کی طرح ظہورِ ترتیب میں ہیں

روحانی و باطنی اور فکری حوالے سے قوم کو درسِ وحدت دیتے ہوئے حضرت واصف علی واصفؒ اپنی ایک مقبولِ عام کتاب" دل دریا سمندر" کے ایک مضمون" صاحبِ حال" میں بیان کرتے ہیں

جس طرح ہمارے ہاں طریقت کے سلاسل ہیں' چشتی' قادری' نقشبندی' سہروردی وغیرہ' اور ہر سلسلہ کا کوئی بانی ہے، اسی طرح قائدِ اعظمؒ سے ایک نئی طریقت کا آغاز ہوتا ہے، اور وہ طریقت ہے" پاکستانی" ۔اس طریقت میں تمام سلاسل اور تمام فرقے شامل ہیں۔ ہر" پاکستانی" پاکستان سے محبت کو ایمان کا حصہ سمجھتا ہے۔ ہمارے لئے ہمارا وطن خاکِ حرم سے کم نہیں۔ اقبال نے مسلمانوں کو وحدتِ افکار عطا کی، قائدِ اعظمؒ نے وحدتِ کردار۔ آج اگر قوم میں کوئی انتشارِ خیال ہے تو اس لئے کہ وحدتِ عمل نہیں۔ وحدتِ فکر و عمل عطا کرنا وقت کے صاحبِ حال کا کام ہے۔ صاحبِ حال بنانے والی نگاہ کسی وقت بھی مہربانی کر سکتی ہے۔ وہ نگاہ ہی تو مشکل کشا ہے۔ نہ جانے کب کوئی صاحبِ حال قطرۂ شبنم کی طرح نوکِ خار پہ رقص کرتا ہوا آئے اور قوم کے دل و نگاہ میں سماتا ہوا، وحدتِ عمل پیدا کر جائے اور ایک بار پھر...

ہاتھ آئے مجھے میرا مقام اے ساقی

قوموں کی زندگی میں نصف صدی کچھ زیادہ وقت نہیں ہے۔ یعنی وقت ہاتھ سے ابھی نکلا نہیں... اب بھی(بلکہ آج اور ابھی) وقت ہے کہ ہم تعلیمی نصاب کی سمت درست کر کے اگلے ایک یا دو عشروں تک قوم کی فکری حالت درست کر سکتے ہیں۔ بس فکر جاگ اُٹھا تو قوم جاگ اُٹھی۔ احساسِ زیاں بیدار ہونے کے بعد... کہ یہ قوم کے بیدار ہونے کی پہلی علامت ہے اور الحمد اللہ وہ مرحلہ طے ہو چکا... اب ضرورت ہے کہ استحکامِ پاکستان کے حوالے سے فکری انقلاب برپا کیا جائے۔ آپ کے بقول 'ملک کے چار صوبے چاروں عناصر کی طرح ابھی ظہورِ ترتیب میں ہی ہیں'

حضرت واصف علی واصفؒ کی تحریروں میں پاکستان اور پاکستانیت کا حوالہ ایک روحانی سلسلے کی حیثیت سے موجود ہے۔ " واصفیات" کی صورت میں ہمارے پاس" پاکستانیات" کیلئے بھی ایک فکری اساس موجود ہے۔ یہ فکری اساس ہمیں بحیثیتِ قوم متحد کر سکتی ہے... متحد رکھ سکتی ہے... اِس سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے.

(گفتگو 'پاکستان نور ہے، نور کو زوال نہیں' سے اقتباس)

واصف علی واصفؒ مزید فرماتے ہیں کہ

یقین تحقیق سے نہیں، تسلیم سے ملتا ہے۔ اس کے لئے کوئی اور نسخہ تجویز نہیں کیا جا سکتا۔ وسوسوں، اندیشوں اور شکوک و شبہات کے زمانے میں دولتِ یقین کا میسر آنا ہی بڑی کرامت ہے۔

آپ ایک آنے والے اچھے دور پر اگر یقین کر لیں تو آپ کا کیا بگڑتا ہے۔

ہم توڑنے والی قوت کی بجائے بنانے والی قوت پر کیوں یقین نہیں رکھتے.... اللہ ہمیں ہمارے دشمنوں سے بچائے اور ہمارا سب سے بڑا دشمن اندیشہ ہے جو ہمارے ایمان کو گھن کی طرح کھا رہا ہے.... ہم اللہ پر بھروسہ رکھیں تو ایمان' زندگی اور پاکستان سلامت رہے گا ۔ اگر انتظار ہی کرنا ہے تو کیوں نہ اچھے وقت کا انتظار کیا جائے۔

Visit http://www.wasifkhayal.com for more details.

Just for Information, Four Basic Elements (Fire, Air, Earth, Water) are arranged in order/stack (Hellenic Physics). Classical Elements

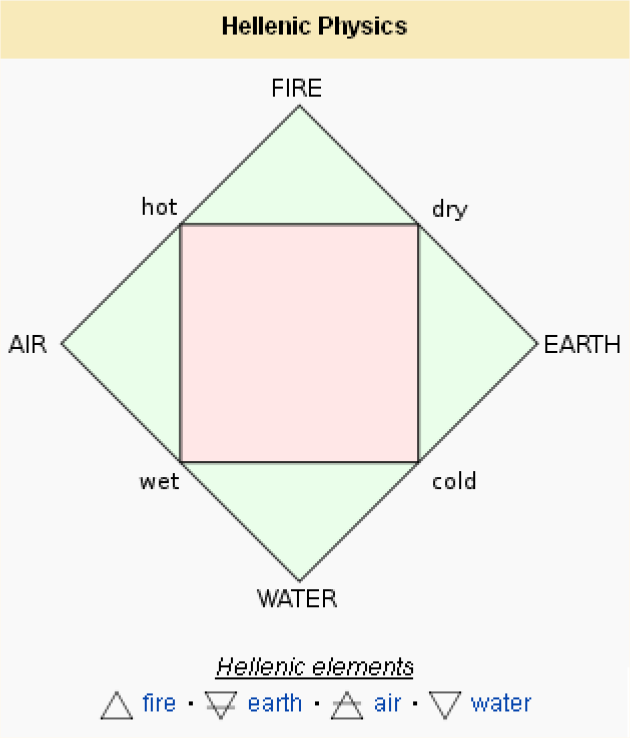

Spiritual Stature of Wasif Ali Wasif (Rehmatullah Alaih)

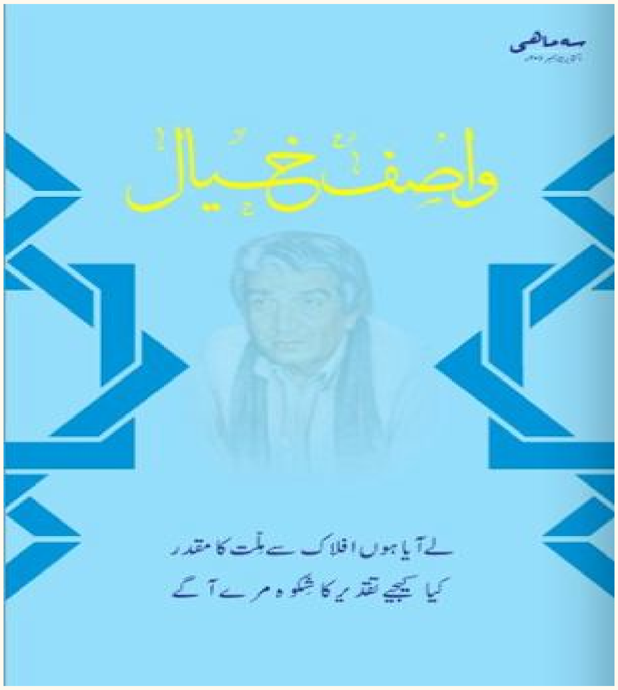

From Wasif Khayal Magazine: http://www.wasifkhayal.com/featured-articles/shab-e-beean/

واصف علی واصف ؒ کا روحانی مقام - چند واقعات

مضمون 'صاحبِ بیان' سے اقتباس

ریاض احمد چوہدری

واصف ؒ خیال سنگت' گوجرانوالہ کے زیرِ اہتمام ۱۶ جنوری ۲۰۱۱ء کو منعقدہ سیمینار کیلئے تحریر کیا گیا ریاض صاحب کا ایک مضمون۔ ناسازئ طبع کے باعث آپ سیمینار میں تشریف نہیں لا سکے۔ ریاض احمد چوہدری صاحب حضرت واصف علی واصف ؒ کی محفل میں حاضر باش مرید ہیں اور آپ ؒ کی شخصیت کے متعلق سب سے پہلی کتاب بعنوان "مجددِ طریقت سیّدنا واصف علی واصف ؒ" کے مؤلف بھی ہیں جو مشاہیرِ وقت کے تاثرات پر مبنی ہے۔

(نوٹ: مضمون طویل ہے، روحانی واقعات درج ذیل ہیں)

سوال یہ ہے کہ واصف ؒ صاحب کو یہ مقام کیسے حاصل ہوا؟ جو ہستیاں اللہ تعالیٰ کو جتنی عزیز ہیں' ان کی آزمائشیں بھی اتنی ہی کڑی ہیں۔ حضورِ پاک ﷺ کے ہاتھوں نورانی تاج ایسے ہی نہیں پہنا دیے جاتے۔ واصف ؒ صاحب کے ساتھ کیا کیا بیتی؟ داستان لمبی ہے۔ اتنا جان لیں کہ انہیں عشق کی بھٹی میں تپایا اور کندن بنایا گیا۔ یہاں تک کہ گوشت پوست تو کیا ہڈیاں بھی ایندھن کی طرح جلا کر راکھ بنا دی گئیں۔

یہ عشق ہے کیا؟ تصویر میں مصوّر کو دیکھنا۔ مخلوق کے پردے میں خالق کے نور کا دیدار۔ عشق قُربِ الٰہی کا شارٹ کٹ ... ہے۔ جیسے جیسے آپ کٹتے جاتے ہیں' سفر کٹتا جاتا ہے تا آنکہ کچھ بھی اپنا نہیں رہتا اور انسان

؎ ہم اس کے ہیں' ہمارا پوچھنا کیا

... کی تفسیر بن جاتا ہے اور بالآخر

؎ گھر میں محو ہوا اِضطراب دریا کا

کی تصویر۔ انسانی وجود کے در و بام میں کسی کے نام کی شمع فروزاں ہو جاتی ہے۔ ماضی، حال اور مستقبل کی تفریق اٹھ جاتی ... ہے اور نظر کے سامنے کوئی پردہ نہیں رہتا۔

جو حضرات اُن دنوں واصفؒ صاحب کے ساتھ تھے' حیرت انگیز باتیں سناتے ہیں۔ آپ بھی سن لیں' اب یہاں سے میرا بیان ختم ہو گیا ہے۔

ریاض صاحب! ایک روز بیٹھے بیٹھے اچانک تمہارے مرشد نے مجھ سے پوچھا: "رزاق! بتاؤ خانہ کعبہ کی تعمیر پہلے ہوئی تھی یا حضرت آدمؑ کی تخلیق پہلے ہوئی تھی؟ میں نے کہا: ملک صاحب! مجھے کیا پتہ؟ آپ ہی بتا دیں۔ واصفؒ صاحب نے فرمایا: خانہ کعبہ کی تعمیر پہلے ہو چکی تھی۔ فرشتے اس کا طواف کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: آدمؑ کا بُت بناؤ لیکن وہ نہ بنا سکے۔ ندا آئی: اوپر نہ دیکھنا' نیچے جو نقشہ نظر آئے اس کے مطابق بناؤ۔

فرشتوں کو جو نقشہ نظر آیا' اس کے مطابق بنا دیا۔ وہ کون سی ہستی تھی جس کا نقشہ فرشتوں کے سامنے آگیا تھا؟ وہ میرے آقا ﷺ کا نقشہ تھا۔ ساتھ ہی ندا آئی: میرے محبوب ﷺ! تیری اُمت اِس کا طواف کرے گی اور میرے فرشتے بیت المعمور کا طواف کریں گے جو خانہ کعبہ کے اوپر ہے۔ ایک لحظے کے بعد واصفؒ صاحب نے کہا: آقا ﷺ کی تخلیق آدمؑ سے بہت پہلے ہو چکی تھی۔

میں نے حیران ہو کر سوال کیا: واصفؒ صاحب! آپ کو یہ سب کچھ کس نے بتایا ہے؟ واصفؒ صاحب نے جواب دیا: اُس نے آپ ہی بتایا ہے۔

اسی طرح ایک روز ہم چائے پی رہے تھے کہ تمہارے مرشد نے چائے کا گھونٹ بھر کر پیالی رکھ دی اور کہا: بتاؤ **علامہ اقبالؒ کو حضور پاک ﷺ کی زیارت کب اور کہاں نصیب ہوئی تھی؟** پھر خود ہی کہنے لگے: جب وہ غازی علم الدین شہیدؒ کو لحد میں اُتار رہے تھے۔ نیچے لحد میں علامہ اقبالؒ اور پیر مہر علی شاہؒ صاحب تھے اور اوپر سے میت پکڑانے والے پیر جماعت علی شاہؒ اور دیدار علیؒ ابوالحسنات والے تھے۔ یہاں شہید کی قبر میں آقا ﷺ کی زیارت ہوئی تھی۔ حضور ﷺ نے اقبالؒ کو حکم دیا تھا: اقبال! پیچھے ہٹو' مرا محبوب آرہا ہے۔

میں نے پوچھا: ملک صاحب، آپ کو کس نے بتایا ہے؟

واصفؒ صاحب نے جواب دیا: میرے آقا ﷺ نے بتایا ہے۔ واصفؒ صاحب احتراماً سرکار ﷺ کا اسمِ گرامی زبان پر نہیں لاتے تھے' آقا ﷺ کہتے تھے۔

یار تمہیں ملک صاحب کی کیا کیا باتیں بتاؤں' میں تو ایک پوری کتاب لکھوا سکتا ہوں۔ نہ جانے واصفؒ صاحب کو اچانک کیا ہو جاتا تھا اور پھر وہ مجھ سے مخاطب ہو کر ایسا سوال کر دیتے تھے کہ میں چکرا جاتا تھا۔ ایک روز کی بات سنو۔ کہنے لگے:

"رزاق! امام حسین علیہ السلام کی شہادت کہاں ہوئی تھی، خیموں میں یا ریت کے میدان میں؟ وہ کون سا درخت تھا

"جہاں میرے امام علیہ السلام نے نماز نیت ہوئی تھی؟ وہ درخت کب تک قائم رہا؟

میں نے کہا: ملک صاحب! کیسی باتیں کرتے ہیں' ان باتوں کی مجھے کیا خبر' آپ ہی کرم نوازی فرمائیں اور بتا دیں۔

"واصفؒ صاحب نے فرمایا:" وہ درخت ۲۵۰ برس تک قائم رہا تھا

میں نے کہا: آپ کو اس کا علم کیسے ہوا ہے؟

"واصفؒ صاحب نے جواب دیا:" یہ مقام میرے امامؑ نے خود مجھے دکھایا ہے اور یہ ساری باتیں خود بتائی ہیں

یہاں واصفؒ صاحب کے دوست کا بیان ختم ہوتا ہے۔ ایک دو واقعات مجھ سے سن لیں۔ جب واصفؒ صاحب میو ہسپتال میں زیرِ علاج تھے، ایک روز میں حاضرِ خدمت ہوا تو کمرے میں ایک صاحب پہلے سے موجود تھے۔ میں ان کو نہیں جانتا تھا۔ دونوں حضرات باتیں کر رہے تھے۔ میں سلام عرض کرنے کے بعد واصفؒ صاحب کے قریب ہوا تو آپؒ نے ان صاحب سے کہا: ریاض کو ساری بات سناؤ۔

وہ صاحب کہنے لگے کہ میرا اپنے بھائی کے ساتھ جائیداد کا جھگڑا تھا۔ ایک روز دکان پر بیٹھے بیٹھے بات اتنی بڑھی کہ میں نے اپنے بھائی کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا لیا اور پستول لینے کے لیے گھر چلا آیا۔ الماری سے نکال کر پستول میں نے نیفے میں اُڑس لیا۔ جب گھر سے باہر نکلنے کے لئے دروازہ کھولا تو سامنے واصفؒ صاحب کھڑے تھے۔ واصفؒ صاحب نے کہا:" لاؤ پستول مجھے دے دو" میں نے پستول آپؒ کو پکڑا دیا اور اس طرح اپنے بھائی کو قتل کر کے پھانسی لگنے سے بچ گیا۔ واصفؒ صاحب کی کرم نوازی سے میری بیوی بیوہ ہونے سے اور بچے یتیم ہونے سے بچ گئے۔

وہ صاحب بات مکمل کر چکے تو واصفؒ صاحب نے فرمایا:" ریاض! میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے کہا گیا: تمہارا ایک جاننے والا اور "چاہنے والا غلط قدم اٹھانے والا ہے۔ جاؤ اور جا کر اسے تباہی سے بچا لو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی اور اسے بچا لیا

ایک واقعہ اور سنانا چاہتا ہوں جو اب بھی میرے رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے۔ ایک روز واصفؒ صاحب کی طرف جانے لگا تو ایک عزیزہ نے واصفؒ صاحب سے اولادِ نرینہ کے لیے دعا کروانے کی درخواست کی۔ حاضرِ خدمت ہوا تو واصفؒ صاحب اپنے دفتر میں اکیلے تشریف فرما تھے۔ سلام عرض کیا اور کرسی پر بیٹھنے سے پہلے وہ درخواست آپؒ کے گوش گزار کر دی۔ بات ابھی ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ ایک گرجدار آواز 'جو ہرگز واصفؒ صاحب کی نہیں تھی' سنائی دی۔ یوں لگا جیسے آواز کی ہیبت سے کمرے کے درودیوار بھی لرز رہے ہیں۔

"جاؤ' ہم نے بیٹا دیا"

میں سہما کھڑا رہا۔ پتہ نہیں کتنا وقت یونہی گزر گیا۔ پھر واصفؒ صاحب نے میز پر رکھے جگ کی طرف اشارہ کر کے پانی مانگا۔ میں نے گلاس بھر کر پیش کیا۔ آپؒ پانی پی چکے تو میں نے عرض کیا: واصفؒ صاحب! ابھی یہ کیا ہوا تھا؟ آپؒ تو اس طرح بات نہیں کرتے۔ یہ آپؒ کا لہجہ ہی نہیں تھا۔ واصفؒ صاحب نے دفتر سے گھر کے اندر جانے والے دروازے کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے پنجابی میں فرمایا: "ریاض! او، آپ ای بول گیا اے۔۔۔۔۔ میں تے ڈردے مارے اوتھے نکرے لگیا بیٹھا ساں

یہ ہیں ہمارے واصفؒ صاحب۔ جب تک ہم ہیں، ہمارے فیض رساں کی باتیں ختم نہیں ہو سکتیں، سلسلۂ کن کی طرح واصفؒ صاحب کے بیان کی بھی حد نہیں ہے۔ آخر میں واصفؒ صاحب کی ایک غیر مطبوعہ انگریزی نظم بھی سن لیجیے۔ عشق کی یہ سوغات آج کی محفل کا بھنڈارا ہے۔

Reference: http://www.wasifkhayal.com/featured-articles/shab-e-beean

July 22, 2012

Spiritual Era, Pakistan & The Awaited One (Secrets of Creation of Pakistan - Part 4)

ثیاحاد اور نســـبت یک یمہد امام، تیاہم یک پاکســـتان، دور یروحان
مبارکـــہ

(1)

Spiritual revolution in Pakistan will effect whole world

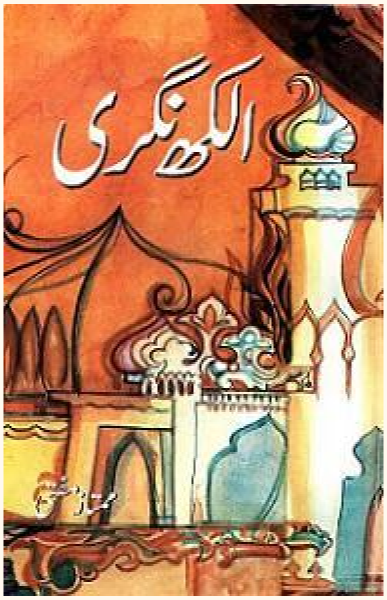

غفور ملک، عفت شہاب، قدرت اللہ شہاب (گود میں ثاقب شہاب)

Letter of Saint Advocate Ghafoor Malik from Book: Alakh Nagri by Mumtaz Mufti

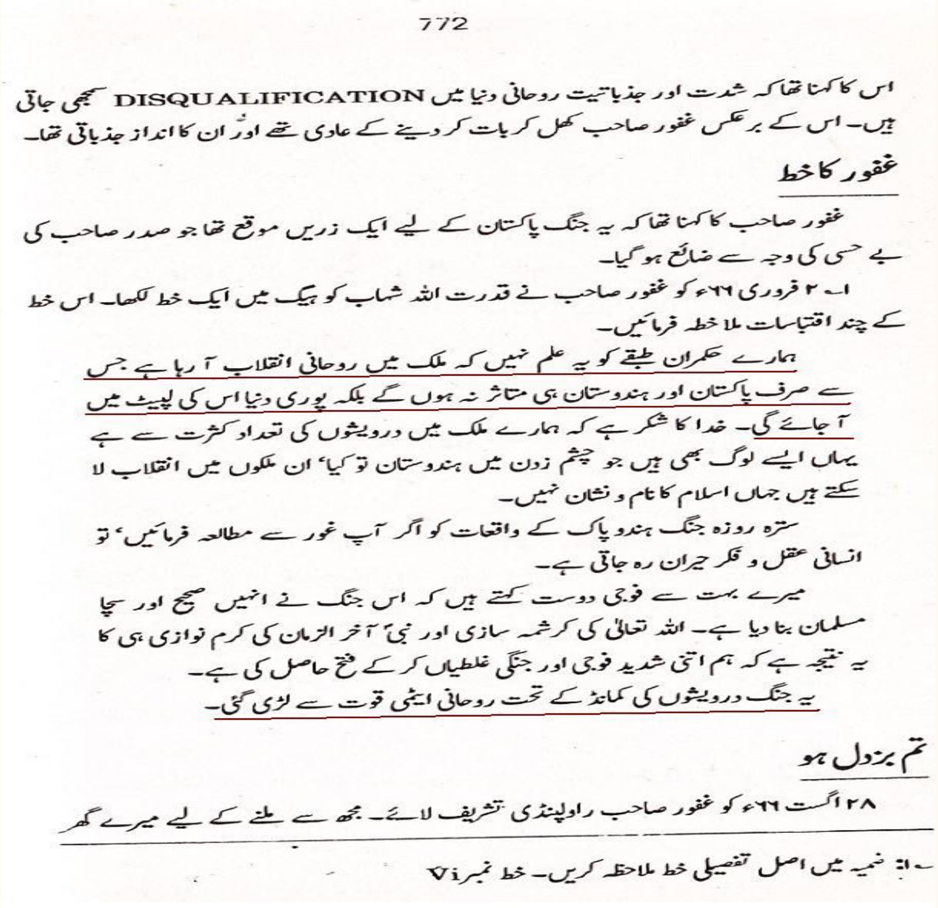

772

اس کا کہنا تھا کہ شدت اور جذباتیت روحانی دنیا میں DISQUALIFICATION سمجھی جاتی ہیں۔ اس کے برعکس غفور صاحب کھل کر بات کر دینے کے عادی تھے اور ان کا انداز جذباتی تھا۔

غفور کا خط

غفور صاحب کا کہنا تھا کہ یہ جنگ پاکستان کے لیے ایک زریں موقع تھا جو صدر صاحب کی بے حسی کی وجہ سے ضائع ہو گیا۔

اے ۲ فروری ۶۶ء کو غفور صاحب نے قدرت اللہ شہاب کو ہیگ میں ایک خط لکھا۔ اس خط کے چند اقتباسات ملاخطہ فرمائیں۔

ہمارے حکمران طبقے کو یہ علم نہیں کہ ملک میں روحانی انقلاب آ رہا ہے جس سے صرف پاکستان اور ہندوستان ہی متاثر نہ ہوں گے بلکہ پوری دنیا اس کی لپیٹ میں آ جائے گی۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمارے ملک میں درویشوں کی تعداد کثرت سے ہے یہاں ایسے لوگ بھی ہیں جو چشم زدن میں ہندوستان تو کیا، ان ملکوں میں انقلاب لا سکتے ہیں جہاں اسلام کا نام و نشان نہیں۔

سترہ روزہ جنگ ہندو پاک کے واقعات کو اگر آپ غور سے مطالعہ فرمائیں، تو انسانی عقل و فکر حیران رہ جاتی ہے۔

میرے بہت سے فوجی دوست کہتے ہیں کہ اس جنگ نے انہیں صحیح اور سچا مسلمان بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کرشمہ سازی اور نبیؐ آخر الزمان کی کرم نوازی ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ ہم اتنی شدید فوجی اور جنگی غلطیاں کر کے فتح حاصل کی ہے۔

یہ جنگ درویشوں کی کمانڈ کے تحت روحانی ایٹمی قوت سے لڑی گئی۔

تم بزدل ہو

۲۸ اگست ۶۶ء کو غفور صاحب راولپنڈی تشریف لائے۔ مجھ سے ملنے کے لیے میرے گھر

ے ا: ضمیہ میں اصل تفصیلی خط ملاحظہ کریں۔ خط نمبر Vi

Advocate Ghafoor From Book Haqeeqat-e-Abdal-o-Rijal-e-Ghaib By Prof. Syed Ahmad Saeed Hamdani

ممتاز مفتی نے "لبیک" میں ایک ایڈووکیٹ کا ذکر کیا ہے جو اہل خدمات میں سے تھے۔ ۱۹۶۵ء کی ہندوپاک جنگ میں وہ صدر ایوب مرحوم کو خطوط کے ذریعہ ہدایت بہم پہنچانے پر مامور ہوئے۔ الیکشن کے بارے میں انہوں نے ایوب کو لکھا تھا۔ "یہ طرز عمل اختیار نہ کیجئے' کامیاب ہو جاؤ گے لیکن بے عزتی ہو گی"۔ ۱۹۶۵ء کے سیزفائر سے بہت پہلے انہیں خبردار کیا کہ سیز فائر نہ کیا جائے اور اگر امر مجبوری ہو تو صرف چند گھنٹوں کے لئے۔ پھر تاشقند جانے سے پہلے انہیں لکھا گیا کہ وہاں نہ جائیں اور کچھ نہ کر سکیں تو نمائندہ بھیج دیں' نہیں تو باعث تذلیل ہو گا۔ لیکن صدر ایوب نے اس کے برعکس کیا۔ وہ ایڈووکیٹ صاحب جج پر تشریف لے گئے وہاں رُوحانیین کی ایک اعلیٰ کانفرنس میں شرکت کی۔ صدر ایوب کو ہٹانے کا فیصلہ ہوا۔ انہوں نے صدر موصوف کو اس سے بھی مطلع کر دیا۔" صدر ایوب نے ناراض ہو کر ایڈووکیٹ صاحب کے پیچھے پولیس لگا دی۔ ایڈووکیٹ صاحب کا تو کچھ نہ بگڑا لیکن ایوب خان کی صدارت کا تیر ضرور کمان سے نکل گیا۔"(۲۷)

(2)
Spiritual Era, Conquest of Kashmir & Dehli and Awaited Leader

From Book: Guftugu By Wasif Ali Wasif (r.a.)

۵۵

ہے' یہ وقت ہی اور ہے' یہ قصہ ہی اور ہے۔ ادھر تو عزت عام طور پر اسے ملے گی جو اندر سے ذلیل ہو گا۔ یہاں وہ انصاف نہیں ملے گا کہ دودھ اور پانی الگ ہو جائے' وہ انصاف یہاں کبھی نہیں ہوگا۔ یہاں پر تو دودھ میں پانی کی ملاوٹ ہوگی' چور پیدا ہو گا اور چوری کرے گا' دوست دھوکہ دے گا' اعتماد کو ٹھیس لگائی جائے گی' بچے باغی ہوں گے اور ایسے واقعات ہوتے ہی رہیں گے۔ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا ہے' تو اس سے بھی برا زمانہ آئے گا۔ ایک زمانہ آئے گا کہ بچوں میں دانائی پیدا ہو جائے گی اور ماں باپ حیران ہو جائیں گے۔ یہ وقت قریب آ گیا ہے کہ ماں باپ اپنے بچوں کی دانائی دیکھ کر حیران رہ جائیں گے اور بچے ایسا سوال کر دیں گے کہ والدین کو دن کے وقت تارے نظر آ جائیں گے اور حیران' پریشان ہو جائیں گے۔ تو یہ وقت ہے دعا کا۔ ایک ایسا زمانہ آئے گا جب کہ علم زیادہ پھیل جائے اور بہت جلدی باطن کا علم کھل جائے اور یہ کھلنا شروع ہو گیا ہے۔ تب مخفی چیزیں ظاہر ہو جائیں گی۔ اس لئے انصاف ضرور مانگو کہ ہمارا حق جو ہے وہی ہمیں مل جائے اور اس دنیا میں مل جائے اور آگے بھی مل جائے۔ ایک کہانی سن لو۔ ایک بادشاہ تھا' جب

یہ کتابوں میں پکا لکھا ہے کہ تمہاری تکمیل نہیں ہوتی اگر کشمیر اور دلی نہ ملے.

Read Online Book Guftugu 18

سوال:-

یہ کشمیر کے معاملے میں جو کچھ ہو رہا ہے تو پاکستان کے لیے تو کوئی خطرہ نہیں ہے؟

جواب:-

ہاں' خطرے کا موقع ہو سکتا ہے۔ خطرہ تو آپ پر پکا ہے' اور آپ صرف یہ دیکھیں کہ یہ ابھی ہے یا کل ہے' کل ہے یا پرسوں ہے۔ انڈیا کے ساتھ ایک بار آپ کا میدان تو بننا ہے۔ یہ تو کتابوں میں پکا لکھا ہوا ہے کہ کئی دفعہ یہ ہونا ہے اور تمہاری تکمیل نہیں ہوتی اگر کشمیر نہ ملے اور دِلّی نہ ملے۔ تو مدعا یہ ہے کہ یہ واقعہ کب ہوتا ہے؟ یہ خبر نہیں ہے۔ جب انڈیا کا مقدر کمزور ہوگا تو یہ اُس وقت ہوگا۔ اب یہ دیکھیں اُس کا مقدر کب کمزور ہوتا ہے۔ آپ کا مقدر تو تیز ہے کیونکہ آپ اللہ کا نام لینے والے ہیں' آپ بہت خراب ہو جائیں گے تب بھی آپ اللہ کے حبیب ﷺ پر درود ہی بھیجیں گے' تو آپ کبھی خراب نہیں ہو سکتے' مسلمان خراب نہیں ہو سکتے۔ خراب وہ ہے جو درود شریف پڑھنا بھول جائے۔ جب تک آپ درود شریف پڑھتے جا رہے ہیں آپ خراب نہیں ہو سکتے' یہ میری طرف سے فیصلہ ہے اور آپ لوگوں کے لیے اطلاع ہے کہ جس نے درود پڑھا وہ صحیح مسلمان ہے۔ اور کچھ کرو نہ کرو' درود شریف پڑھتے جاؤ۔ اللہ کا حکم ہے کہ جس نے درود پڑھا' جس دل میں حضور پاک ﷺ کی یاد آئی' اُس دل کے اندر۔ آگ کا کوئی سوال نہیں ہے۔ یہ پکی خبر ہے۔

اس لیے آپ کے مقدر ہمیشہ تیز ہیں۔ صرف آپ اس رشتے میں

منسلک ہو جائیں تو مقدر تیز ہے۔صرف آپ کو ایک بات چاہیے کہ ایک لیڈر ہو جو اس شعبے کے اندر آپ کو ہدایت بھی کرے' راستہ بھی دکھائے اور حالاتِ زمانہ کے ساتھ بھی چلائے۔وہ اللہ خود ہی کوئی انتظام فرما دے گا۔یہ آج کل' پرسوں یا کسی بھی وقت ہو جائے گا۔

سوال:-

کیا اُس لیڈر کا انتظار کیا جائے؟

جواب:-

تیرے آنے کا انتظار کروں
یا میں اپنا ہی بیڑہ پار کروں

تو آپ مہربانی کرنا' اپنا بیڑہ خود نہ پار کرنا بلکہ انتظار بہتر ہے۔ورنہ آپ کہیں گے کہ میں خود ہی چل پڑا۔ یہ وہ منزل نہیں ہے جہاں آپ خود ہی چل پڑیں۔ایک بندہ کہتا ہے کہ اُدھر سے آواز تو کوئی نہیں آئی حضور پاک ﷺ کی لیکن پھر میں نے خود ہی کہہ دیا کہ مجھے آواز آئی ہے۔یہ نہ کہنا' یہ بات یاد رکھنا' یہ کبھی نہ کہنا۔اس طرح کی نسبتوں کے اندر جھوٹ نہ بولنا۔اگر کبھی مشاہدہ نہ ہو' جیسے مشاہدہ کیا جاتا ہے' تو آپ مشاہدہ بنا کے پیش نہ کرنا' یہ جھوٹ بھی نہ بولنا۔گپ مارنے والا کہے گا کہ رات کو خواب آیا' بس کیا بتایا جائے......جس کو خواب میں بتایا جاتا ہے دراصل اُسے خواب میں گواہ بنایا

جاتا ہے۔ یاد رکھنا کہ کیا کہا؟ آپ نے خواب جس کو سنانا ہے وہ خواب میں ہی گواہ بنے گا' اُس کو بتانا نہیں پڑے گا۔ ایسا شخص اگر اُسے کہتا ہے کہ وہ کل والی بات' خواب والی بات ...... تو وہ کہتا ہے کہ جناب میں ابھی آپ کے پاس آتا ہوں۔ تو وہ دونوں گواہ تھے اور دونوں آشنا تھے۔ جب یہ کہنا پڑ جائے کہ خواب میں کیا کیا دیکھتا ہوں' اگر یہ پیغمبر کہے تو صحیح ہے اور باقی کوئی اور کہے تو غلط ہے۔ آپ میری بات سمجھ رہے ہیں؟ تو یہ پیغمبر کہہ سکتا ہے اور باقی اور کسی کا حق نہیں ہے۔ کسی اُمتی پر کسی خواب کی نوعیت سے فوقیت نہ جتائی جائے۔ تو کوئی امتی کسی اور امتی پر خواب کی نوعیت سے اگر فوقیت جتائے تو یہ بات صحیح نہیں ہے۔ اب آپ دعا کریں۔ دعا یہ کریں کہ یا اللہ ہمیں اپنے فیصلوں پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرما' ہمیں ہماری خواہشات سے آزاد فرما' یا اللہ ہمیں ماضی کی جہالتوں کے نتیجے سے بچا' یا اللہ ہمیں مکمل طور پر معافی دے دے' تو آج کی معافی دے دے اور آج کل پرسوں سب کی معافی دے دے۔ ہمیں اپنے محبوبؐ کی محبت بخش۔ بس ہم ایک ہی خواہش کر رہے ہیں کہ آپ اپنے محبوبؐ کی محبت عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر مہربانی فرمائے۔ آپ حضور پاکؐ کی محبت رکھو اور آپؐ کے محبوبوں سے محبت کرو۔ اور آپ چلتے چلو' دل میں کوئی اندیشہ نہ رکھنا' نہ ماضی کا نہ مستقبل کا اندیشہ۔ جس نے خود بخود آپکو مسلمان بنایا اُس نے آپ کو ویسے

ہی یقین دلا دیا کہ مسلمان تو میں اپنی مرضی سے بنا رہا ہوں' اب میں نے تمھیں کیا عذاب میں ڈالنا ہے۔ اللہ سے پوچھو کہ آپ کو مسلمان کس نے بنایا تھا؟ وہ کیا کہتا ہے؟ اللہ کہتا ہے کہ میں نے خود بنایا تھا۔ ہمیں اُمت میں کس نے پیدا کیا؟ اللہ کہتا ہے میں نے پیدا کیا۔ یا اللہ انسان تو نے بنایا' مسلمان تو نے بنایا' اُمتی تو نے بنایا' اب ہمیں کیا کہتا ہے؟ اب تو ہم پار ہو گئے۔ کیا اس نے آپ کو عذاب دینے کے لیے بنایا تھا؟ اگر عذاب دینا ہوتا تو کافروں میں پیدا کرتا۔ لہٰذا یہ بات دل میں یاد رکھو اور یہ پکی خبر ہے کہ جس کو عذاب دینا ہوتا ہے' اُسے پہلے کافروں میں پیدا کیا جاتا ہے' جس کو عذاب دینا ہوتا ہے اُس کو پیسے کی محبت دی جاتی ہے' جس کو عذاب دینا ہوتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ اپنے مقابلے میں کھڑا کرتا ہے۔ اور جس پر رحم کرنا ہوتا ہے اُسے مسلمان پیدا کرتا ہے' اُمتی پیدا کرتا ہے' اپنے نیک بندوں کے ساتھ محبت کراتا ہے اور اپنے محبوبؐ کی محبت عطا کرتا ہے۔ اگر یہ چیزیں موجود ہیں تو بس اللہ کا کام ختم ہو گیا' کام پورا ہو گیا۔ بس آپ اس کے الفاظ کو تلاش کرو' انتظار کرو' جنت آپ کا انتظار کرے گی۔

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ و نور عرشہٖ محمد والہٖ و اصحابہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

(3)

نســـبت ىک الســـلام ہىعل ىمہد امام حضــرت

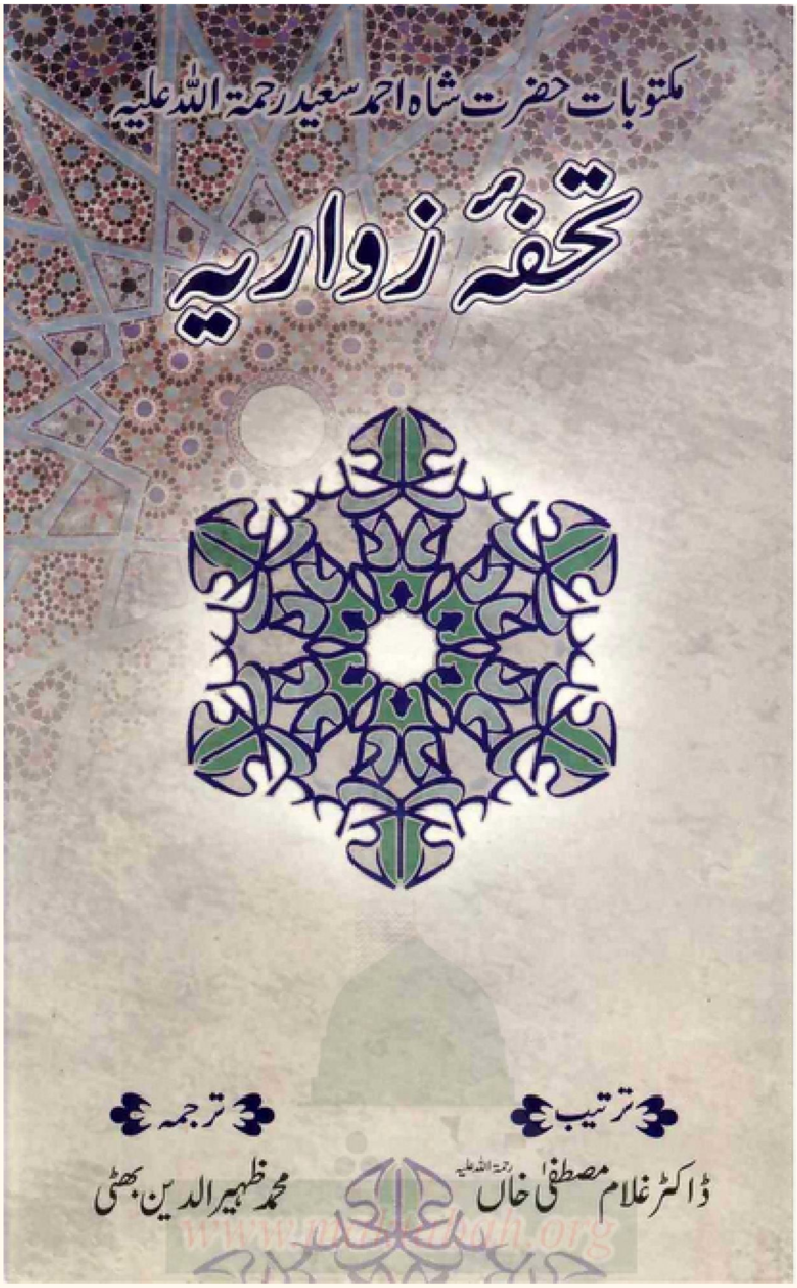

Download Book PDF here

Spiritual Lineage of Imam Mehdi (a.s) from Book Tohfa-e-Zawwariya

(Maktoobat Shah Ahmad Saeed r.a.)

نقل ہے کہ حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمایا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہماری اولاد سے نسبت حاصل کریں گے اور مجھے (حضرت شاہ غلام علی کو) کشفی نظر میں معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی اس بیٹے (حضرت احمد سعیدؒ) کی اولاد سے وہ نسبت حاصل کریں گے۔

یہ بزرگ (حضرت احمد سعید قدس سرہ) یکم ربیع الاوّل ۱۲۱۷ء (تاریخی نام "مظہرِ یزدان") مصطفیٰ آباد (رام پور) شہر میں پیدا ہوئے۔ بعد میں دہلی آئے، قرآن شریف حفظ کیا۔ دس سال کی عمر میں تیرھویں صدی کے مجدد حضرت مولانا عبداللہ المعروف شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ سے طریقت حاصل کی اور آپ سے کتبِ تصوف جیسے رسالۂ قشیریہ، عوارف المعارف، احیاء العلوم، مکتوباتِ شریف اور مثنوی مولانا روم پڑھیں اور ان کے حلقے سے استفادہ کیا۔ اپنے وقت کے علماء سے بھی کتبِ معقول و منقول پڑھیں۔ جیسے مولوی فضل امام اور مولوی رشید الدین خان علیہما الرحمۃ اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث کی سند حاصل کی۔ حضرت شاہ رفیع الدین محدث اور شاہ عبدالقادر محدث رحمۃ اللہ علیہما سے بہت زیادہ علمی استفادہ کیا۔ پندرہ سال تک حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ سے فیض یاب ہوئے اور ان کے منہ بولے بیٹے بن گئے۔ ان کی (۱۲۴۰ھ میں) ظاہری جدائی کے بعد اپنے والد ماجد سے معنوی کسب کیا۔ (۱۲۵۰ھ میں) اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد ارادت وارشاد کے سجادہ پر ان کے قائم مقام بنے۔ ہند وخراسان اور بلخ وبدخشاں سے طالبانِ حق نے آں جناب کی طرف رخ کیا اور فیض پایا۔ جب دہلی میں "رستخیز بے جا" (۱۲۷۴ھ) میں نمودار ہوئی تو آپ نے ملکِ ہند سے ہجرت کی اور ملکِ عرب کے طالبوں کو بہت زیادہ فیوض پہنچائے۔ آپ نے مدینہ منورہ میں رہائش اختیار کی۔ بالآخر آپ کا وصال ظہر اور عصر کے مابین بروز منگل ۲ ماہ ربیع الاول ۱۲۷۷ھ ہوا۔ اس مبارک شہر میں سیدنا ومولانا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قبّے کے پہلو میں قبلے کی جانب دفن ہوئے۔

نقل ہے کہ جب حضرت احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ بیس سال کے ہوئے تو حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ نے رسالے میں لکھا "حضرت احمد سعید فرزند ابوسعید علم وعمل، حفظِ قرآن مجید اور نسبت شریف کے احوال میں اپنے والد ماجد کے قریب ہیں۔"

(4)

Spiritual Importance of Pakistan

Hazrat Pir Mehr Ali Shah (Rehmatullah Alaih)

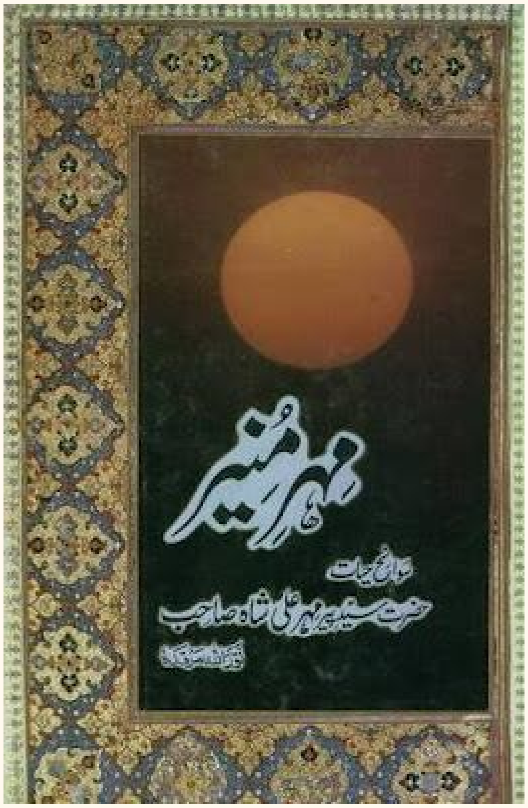

'Imam Of The Time' Will Implement Islam In Pakistan (Wasif Ali Wasif R.A.)

Download Book PDF here

Below Extracts from Book Mehr-e-Muneer, Pages 600 & onwards

استقرارِ پاکستان میں حضرتؒ کے افادات اور برکات کا حصّہ

بلاشبہ ہمارے حضرتؒ کے اِس غیر متزلزل مؤقف کا اعتراف کہ ہندو اور مسلمان دو الگ قومیں ہیں اور ان کا آپس میں تعاون ممکن نہیں، پاکستان کو وجود میں لانے کا باعث ہوا۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ ملّت کے احساسِ عمومی کی یہ رہنمائی آپ کے ہی خداداد رُوحانی تصرّف کا ثمرہ ہو، اور یہ خداداد استقرارِ سلطنتِ اسلامیہ اسی قطبِ دوراں کی کرامتِ استقامت اور اسی غوثِ زماں کے انفاسِ قدسیہ کی برکات کا انعام ہو۔

پاکستان کے لیے دُعا

مولوی ظفر علی خان صاحب حضرتؒ کے ساتھ اپنی تاریخی ملاقات میں جب خلافت اور ہجرت کی بحث میں کامیاب نہ ہوئے تو ذہنِ رسا نے انہیں ایک کام کی بات سجھائی۔ عرض کیا "میں تو اس دربار میں ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے سلطنت مانگنے آیا ہوں" فرمایا "میں دُعا کرتا ہوں، آپ بھی میرے ساتھ دُعا میں شریک ہوں" اور خاص توجہ سے دُعا فرمائی۔ اس ملاقات کی تفصیل بابِ پنجم میں آچکی ہے۔

پاکستان کی پیش گوئی

میاں محمد سعید صاحب قریشی افسر جیل خانجات بیان کرتے ہیں کہ عالمِ استغراق کے دوران ایک روز حضرت قبلۂ عالم قدس سرّہٗ نے جناب میاں محبوب عالم صاحب اور میرے روبرو فرمایا تھا کہ عنقریب اس ملک میں سب مسلمان ہوں گے اور مشرق کی طرف ہاتھ اُٹھا کر فرمایا کہ اُس طرف کے مسلمانوں کو مصیبت پیش آئے گی۔ چنانچہ ۱۹۴۷ء میں تقسیمِ ہندوستان پر ایسا ہی وقوع میں آیا۔

۱۹۶۵ء کی جنگِ ہندوستان کے متعلق خواب میں قبل از وقت فتحِ پاکستان کی بشارت

سید طاہر حسین صاحب عبداللہ پوری (ضلع شیخوپورہ) جو حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ شرقپوری کے مرید اور خاندانِ نقشبندیہ کے ایک مقبول درویش ہونے کے علاوہ حضرت قبلۂ عالم قدس سرّہٗ کی ذات سے غائبانہ ارادت رکھتے ہیں، ماہ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ (اگست ۱۹۶۵ء) میں عرس شریف حضرت غوث الاعظمؓ کے موقعہ پر گولڑہ شریف حاضر ہوئے۔ اور خواب میں حضرت قبلۂ عالم قدس سرّہٗ کی زیارت سے مشرف ہونے کا واقعہ بدیں تفصیل بیان کیا کہ "میں دیکھتا ہوں حضرت قبلۂ عالم گولڑوی قدس سرّہٗ ایک بلند مقام پر تشریف فرما ہیں اور وعظ فرما رہے ہیں۔ آپ کے برابر اسٹیج پر پانچ اور حضرات کرسیوں پر رونق افروز ہیں۔ سامنے میدان میں بے شمار مسلمان حاضر ہیں اور وعظ سُن رہے ہیں۔ میں بھی ان میں شامل ہوں۔ حضرتؒ آیت سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا الخ

[illegible]

(5)

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے تمام واقعات کی پیشگی اطلاع دے دی ہے اور ان احادیث میں بڑی بڑی تاکیدات اور نشانیاں ہیں.

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیشین گوئیاں

کتاب "ایام الصلح" میں مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیشین گوئیوں کے بیان میں لکھا تھا کہ "پیشین گوئیوں میں قبل از وقوع مُلہم کی رائے بھی خلافِ نفسُ الامر مائل ہو جاتی ہے۔ مگر ایسا قبل از وقوع ہی ہوتا ہے نہ بعد از وقوع۔" اِس کا جواب دیتے ہُوئے حضرتؒ فرماتے ہیں: "ازالۃ الخفاء میں شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے تصریح کی ہے کہ چونکہ سلسلۂ تکوین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی مبعوث ہونا مقدّر نہ تھا لہٰذا حکمتِ الٰہیہ کا اقتضا ہُوا کہ اُن واقعات کے احکام بھی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زبان مُبارک پر جاری ہوں جو قیامت تک ہونے والے ہیں اور اُن کے متعلّق حق تعالےٰ کی رضا یا عدم رضا بھی ظاہر ہو تا کہ نعمتِ الٰہی تمام ہو اور حُجت قائم۔ پس وُہ سب وقائع منکشف ہو گئے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بعض کی نسبت تو اس طرح خبر دی گویا کہ بہ چشمِ ظاہر دیکھ رہے ہیں اور بعض کی نسبت بہ تقریبات اطلاع دی تاکہ بعد آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اُمّتِ مرحُومہ تاریکی میں نہ رہے۔ انتہےٰ۔ میں کہتا ہُوں احادیثِ نزُول میں بھی بڑی بڑی تاکیدات اور بیان نشانات سے اِس لیے ارشاد فرمایا گیا ہے تاکہ اُمّتِ مرحُومہ جھُوٹے مسیحوں سے بچے اور کشفِ عینی والی پیشین گوئیوں کی یہی علامت ہے کہ اُن میں بڑی توضیح و تشریح و تاکید و بیانِ حلفی سے کام لیا جاتا ہے بخلاف کشفِ اجمالی کے کہ اُن میں بایں طرز بیان نہیں کیا جاتا۔ نزولِ مسیح وغیرہ اشراط السّاعۃ والی پیشین گوئیاں بوجہ ہونے اُن کے مناطِ احکام و رضا و عدم رضا و کفر و ایمان نہایت مہتم بالشّان ہیں۔ اُن کو مقیس علیہا ٹھہرانا دُوسری اقسام کے لیے جہالت ہے۔

Maulana Rumi (r.a.) says in Masnavi (Pages 617-618 of Book Mehr-e-Muneer)

چند باشی عاشقِ صورت بگو   طالبِ معنی شو و معنی بجو

ترجمہ ___ تو کب تک صورت کا عاشق رہے گا۔ معنی کی طلب اور تلاش کر

صورتِ ظاہر فنا گردد بداں   عالمِ معنی بماند جاوداں

ترجمہ ___ یہ جان لے کہ ظاہری صورت تو فنا ہو جائے گی لیکن معنی کی دُنیا ہمیشہ رہنے والی ہے

گُفت المعنیٰ ھُوَاللہ شیخِ دیں   بحرِ معنی ہاست ربّ العالمیں

ترجمہ ___ شیخِ دیں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ معنی ہی معنی ہے۔ اُس کی ذاتِ پاک معانی کا ایک سمندر ہے

(5)

Hadith about Arrival of Imam Mehdi (a.s)

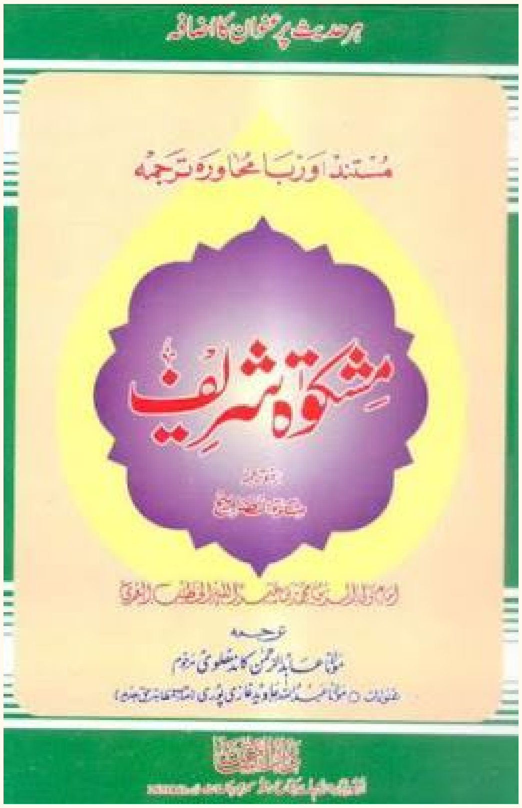

Hadith about Arrival of Imam Mehdi (a.s) from Mishkat Shareef, Vol 3
(Download here)

امام مہدی کے ظہور کی پیش گوئی

۵۲۲۰ وعن ام سلمة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يكون اختلاف عند موت خليفة فيخرج رجل من اهل المدينة هاربا الى مكة فيأتيه ناس من اهل مكة فيخرجونه وهو كاره فيبايعونه بين الركن والمقام ويبعث اليه بعث من الشام فيخسف بهم بالبيداء بين مكة والمدينة فاذا رأى الناس ذلك اتاه ابدال الشام وعصائب اهل العراق فيبايعونه ثم ينشأ رجل من قريش اخواله كلب فيبعث اليهم بعثا فيظهرون عليهم وذلك بعث كلب ويعمل في الناس بسنة نبيهم ويلقي الاسلام بجرانه في الارض فيلبث سبع سنين ثم يتوفى ويصلي عليه المسلمون رواه ابو داود۔

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ایک خلیفہ (بادشاہ) کے مرنے پر اختلاف واقع ہوگا پھر ایک شخص مدینہ سے نکلے گا اور مکہ کی طرف بھاگ جائے گا۔ مکہ کے لوگ اس کے پاس آئیں گے اور اس کو گھر سے باہر نکال کر لائیں گے اور حجر اسود و مقام ابراہیم کے درمیان اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس کو اپنا خلیفہ بنالیں گے حالانکہ وہ شخص اس سے ناخوش ہوگا (یہ شخص امام مہدی ہوں گے) پھر شام (کے بادشاہ کی طرف سے) اس کے مقابلہ کے لئے ایک لشکر بھیجا جائیگا جس کو مکہ و مدینہ کے درمیان مقام بیدا پر زمین میں دھنسا دیا جائیگا۔ جب لوگوں کو خبر پہنچے گی اور یہ حال معلوم ہوگا تو شام کے ابدال و عراق کے بہت سے لوگ اس کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ پھر قریش میں سے ایک اور شخص پیدا ہوگا جس کی ننھیال قبیلہ کلب میں ہوگی۔ یہ شخص بھی اس شخص کے خلاف لشکر بھیجے گا اور اس لشکر پر امام کا لشکر غالب آئے گا اور یہ فتنہ لشکر کلب کا فتنہ ہے۔ امام لوگوں کے درمیان اپنے پیغمبر (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے احکام کے مطابق عمل کریں گے۔ اور اسلام اپنی گردن زمین پر رکھ دے گا (یعنی قائم و استوار ہو جائیگا) امام سات برس تک قائم رہیں گے اور پھر وفات پا جائیں گے اور ان کے جنازہ پر مسلمان نماز پڑھیں گے۔ (ابوداود)

(6)

Some More Ahadith-e-Mubarika about Imam Mehdi (a.s)

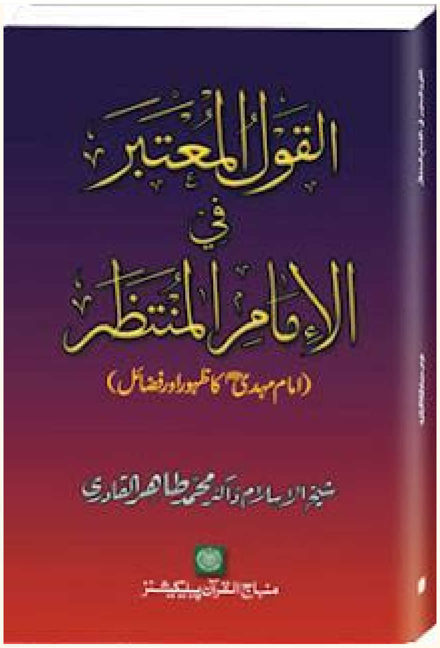

(1)

٦ ـ عن أبی الجلد قال: تکون فتنة بعدها فتنة، الأولی فی الآخرة کثمرة السوط یتبعها ذباب السیف، ثم یکون بعد ذلک فتنة استحل فیها المحارم کلها، ثم تأتی الخلافة خیر أهل الأرض وهو قاعد فی بیته۔(٢)

حضرت ابو الجلد سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ایک فتنہ (برپا) ہوگا جس کے بعد ایک (اور) فتنہ ہوگا۔ پہلا (فتنہ) دوسرے (فتنہ) کے ساتھ بالکل ویسے ہوگا جیسے کوڑے کا تسمہ۔ پھر اسکے بعد تلواروں کی دھاریں ہونگی۔ اس کے بعد پھر ایک (اور) فتنہ ہوگا جس میں تمام محارم (اللہ کی حرام کردہ چیزوں) کو حلال کر دیا جائے گا۔ پھر تمام زمین والوں میں سب سے بہتر شخص کے ذریعے خلافت آئے گی جبکہ وہ (خلیفہ) اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے ہونگے۔

(٢) i- ابن ابی شیبہ، المصنف، ٧:٥٣١، رقم: ٣٧٧٥٤
ii- سیوطی، الحاوی للفتاوی، ٢:٦٥

(2)

۴۔ عن علیؓ عن النبیﷺ قال قال رسول اللہﷺ المھدی منا اھل البیت یصلحہ اللہ تعالیٰ فی لیلۃ۔(۱)

حضرت علی ؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسولِ اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (امام) مہدی میرے اہلِ بیت سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے ایک ہی رات میں صالح بنا دے گا (یعنی اپنی توفیق و ہدایت سے ایک ہی شب میں ولایت کے اس بلند مقام پر پہنچا دے گا جو اس کے لئے مطلوب ہوگا۔

(۱) i۔ ابن ماجہ، السنن،۲:۱۳۶۷،رقم:۴۰۸۵

ii۔ احمد بن حنبل، المسند،۱:۸۴،رقم:۶۴۵

iii۔ ابو یعلی، المسند،۱:۳۵۹، رقم:۴۶۵

iv۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۷:۵۱۳،رقم:۳۷۶۴۴

v۔ بزار، المسند،۲:۲۴۳،رقم:۶۴۴

vi۔ دیلمی، الفردوس،۴:۲۲۲،رقم:۶۶۶۹

(3)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ ایک خلیفہ کی وفات کے وقت (نئے خلیفہ کے انتخاب پر مدینہ کے مسلمانوں میں) اختلاف ہوگا ایک شخص (یعنی مہدی اس خیال سے کہ کہیں لوگ مجھے نہ خلیفہ بنا دیں) مدینہ سے مکہ چلے جائیں گے۔ مکہ کے کچھ لوگ (جو انہیں بحیثیت مہدی پہچان لیں گے) ان کے پاس آئیں گے اور انہیں (مکان) سے باہر نکال کر حجرِ اسود و مقام ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت (خلافت) کر لیں گے (جب ان کی خلافت کی خبر عام ہوگی) تو ملکِ شام سے ایک لشکر ان سے جنگ کے لئے روانہ ہوگا (جو آپ تک پہنچنے سے پہلے ہی) مکہ و مدینہ کے درمیان بیداء (چٹیل میدان) میں زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا (اس عبرت خیز ہلاکت کے بعد) شام کے ابدال اور عراق کے اولیاء آ کر آپ سے بیعتِ خلافت کریں گے۔ بعد ازاں ایک قریشی النسل شخص (یعنی سفیانی) جس کی ننہال قبیلۂ کلب میں سے ہوگی خلیفۂ مہدی اور ان کے اعوان و انصار سے جنگ کے لئے ایک لشکر بھیجے گا۔ یہ لوگ اس حملہ آور لشکر پر غالب ہوں گے یہی (جنگ) کلب ہے۔ اور خسارہ ہے اس شخص کے لئے جو کلب سے حاصل شدہ غنیمت میں شریک نہ ہو (اس فتح و کامرانی کے بعد) خلیفہ مہدی خوب مال تقسیم کریں گے اور لوگوں کو ان کے نبی ﷺ کی سنت پر چلائیں گے اور اسلام مکمل طور پر زمین میں مستحکم ہو جائے گا (یعنی دنیا میں پورے طور پر اسلام کا رواج و غلبہ ہوگا) بحالتِ خلافت، (امام) مہدی دنیا میں سات سال اور دوسری روایات کے اعتبار سے نو سال رہ کر وفات پا جائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔

---

(۱) i۔ ابوداؤد، سنن، ۴: ۱۰۷، رقم: ۴۲۸۶
ii۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۳۱۶، رقم: ۲۶۷۳۱
iii۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۴۷۸، رقم: ۸۳۲۸
iv۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۷: ۴۶۰، رقم: ۳۷۲۲۳
v۔ ابویعلی، المسند، ۱۲: ۳۶۹، رقم: ۶۹۴۰
vi۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۳: ۲۹۵، رقم: ۶۵۶
vii۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۳: ۳۸۹، رقم: ۹۳۰
viii۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۳: ۳۹۰، رقم: ۹۳۱
ix۔ اسحاق بن راہویہ، المسند، ۱: ۱۷۰، رقم: ۱۴۱
x۔ ابوعمرو الدانی، السنن الواردہ فی الفتن، ۵: ۱۰۸۴، رقم: ۵۹۵

(7)

Only Solution (A Kaleem/A Hakeem)

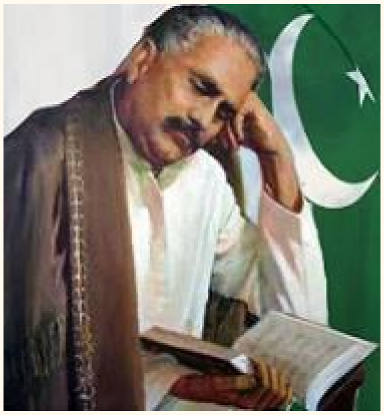

سرود رفتہ باز آید کہ ناید ؟ نسیمے از حجاز آید کہ ناید ؟
سر آمد روزگار ایں فقیرے دگر دانائے راز آید کہ ناید ؟

معانی :......سرود: خوشی کا نغمہ' گیت' نسیم: نرم اور ٹھنڈی ہوا' ناید: نہ آید' نہیں آتا ہے۔

ترجمہ :...... جو سرود چلا گیا پھر آتا ہے یا نہیں آتا۔ عرب کے خطہ حجاز مقدس سے پھر ٹھنڈی ہوا آتی ہے یا نہیں آتی ؟

معانی :......سرآمد: ختم ہو گیا' ہوگئی' روزگار: وقت' زمانہ' زندگی' دانائے راز: حقیقت سے واقف' مراد قوم کا مصلح۔

ترجمہ :...... اس فقیر کا آخری وقت آ گیا ہے (زندگی ختم ہوئی) کوئی دوسرا (میرے علاوہ) راز کو سمجھنے والا آتا ہے یا نہیں آتا۔

اگری آید آں دانائے رازے بدہ او را نوائے دل گرازے
ضمیر اُمتاں رامی کند پاک کلیمے یا حکیمے نے نوازے

معانی :......دانائے راز: راز کا جاننے والا' نوا: صدا' نغمہ' گداز: پگھلانے والا۔

ترجمہ :...... اگر وہ پوشیدہ باتوں کو جاننے والا آ جائے تو اسے دل کو پگھلانے والا نغمہ عطا کر۔

معانی :......نے نواز: بنسری بجانے والا' کلیمے: مراد حضرت موسیٰ' حکیمے: مولانا رومیؒ کی طرف اشارہ ہے۔ ان کی مثنوی کا پہلا شعر یوں ہے۔

بشنو از نے چوں حکایت می کند وز جدایہا شکایت می کند

ترجمہ :...... کوئی کلیم (اللہ سے کلام کرنے والا) یا کوئی بانسری بجانے والا صاحب حکمت (مولانا رومؒ کی طرف اشارہ ہے) امتوں کے ضمیر کو پاک کرتا ہے۔

Last Couplets of Allama Iqbal, Book Armaghan-e-Hijaz (Farsi)

قلندر میل تقریرے ندارد
بجز ایں نکتہ اکسیرے ندارد
ازاں کشت خرابے حاصلے نیست
کہ آب از خون شبیرے ندارد

یہ قلندر تقریر (لمبی بات) کی خواہش نہیں رکھتا
اس نکتے کے سوا کوئی اکسیر اس کے پاس نہیں
"اس ویران کھیتی سے کوئی پیداوار نہیں ہوگی
جسے کسی شبیرؓ کے خون سے پانی نہیں ملتا (سیراب نہیں کیا جاتا)

October 27, 2011

The 'Guide of the Time' Comes in Extreme Disastrous Situation (Wasif Ali Wasif RA)

ہے ہوتا چکا بگڑ ماحول طرف ہر جب ہے آتا تب شخص ساایا

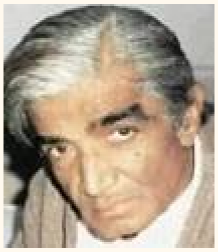

Wasif Ali Wasif (RA)'s reply to a question about awaited leader

"The Guide of Time comes with full power & authority in extreme chaotic/disastrous situation and brings drastic social changes by wiping out the social evils. He will revive the Message of Holy Prophet (PBUH). When that good time will come, everything will move in right direction"

A Extract From Book Guftugoo-9, Page 45, 46

سوال :۔

کیا ظہور مہدی علیہ السلام کا وقت قریب آ رہا ہے؟

جواب :۔

پہلے بھی میں نے یہ کہا تھا کہ اچھے آدمی کے لیئے اچھا وقت آنے والا ہے اور بُروں کے لیئے بُرا وقت آنے والا ہے۔ ہر دور میں ہدایت دینے والا آتا ہے اور ہر ہدایت دینے والا اپنا چارٹر لاتا ہے اور اپنی کرامتیں لاتا ہے۔ اب یہ کرامت ایسی ہے کہ جو Social Evils ہیں' جو سماجی برائیاں ہیں وہ اس آنے والے شخص کے حکم سے ٹلیں گی۔ اس کو آپ مہدی کہہ لیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا' مہدی زماں کہہ لو' اپنے دور کا ہدایت دینے والا کہہ لو۔ یہ ہدایت حضور پاک ﷺ کے دور سے متعلق ہے یعنی ہدایت وہی ہے جو چودہ سو سال سے چلی ہوئی ہے۔ تو اُنہوں نے ایک نسخہ رکھا ہوا ہے کہ جب ایسا وقت آ جائے تو پھر اس کی باری آ جاتی ہے اور اس کے پاس پوری طاقت ہوتی ہے اور وہ Well equipped, Well furnished ہوتا ہے' پوری طاقت اور انتظام رکھتا ہے۔

تو ایسا شخص تب آتا ہے جب ہر طرف ماحول بگڑ چکا ہوتا ہے۔ اور اس کے آنے سے ہی معاشرہ بدلتا ہے۔ آپ اس کا نام کچھ بھی رکھ لو' بہرحال صداقت کا وقت آنے والا ہے' اس وقت دنیا Sense میں نہیں چل رہی ہے' پچھلا Momentum چل رہا ہے' پچھلا دور چل رہا ہے۔ کیا اللہ موجود ہے؟ اللہ کہتا ہے کہ چوری نہ کرو اور اللہ دیکھ بھی رہا ہے مگر لوگ چوری کرتے جا رہے ہیں۔ اللہ کا حکم ہے کہ چوری نہ کرو لیکن انسان اپنے اکاؤنٹ سے خود چوری کر لیتا ہے۔ اس لیئے جب تک اللہ نظر نہ آئے انسان یہ کہے گا کہ اللہ نہیں دیکھ رہا جب کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ پرانے زمانے میں جو جھوٹی قسم کھاتا تھا وہ غرق ہو جاتا تھا مگر آج کل لوگ چند روپوں کے لیئے قرآن اٹھا لیتے ہیں اور جھوٹی قسم کھا لیتے ہیں۔ پھر بھی عذاب نہیں آتا۔ اس لیئے اب وہ وقت آنے دو جب سارے واقعات ٹھیک ہو جائیں گے۔

January 15, 2012

The Real Leader & Golden Era of Islam Is Coming (Future Predictions By Wasif Ali Wasif RA)

That Real Leader Will Appear From This Region

'وہ یہیں پاکستان یا ہندوستان سے آئے گا. وہ پیدا ہو چکا ہے بس ظاہر ہونا باقی ہے. آپ اس کا انتظار کرو....آپ اس کا استقبال کرنا'

'He will come from Pakistan or Hindustan. He has born but remains to appear. Your wait for him..... You Give Him Warm Welcome'

Biography of Wasif Ali Wasif (RA)

Published in 2009

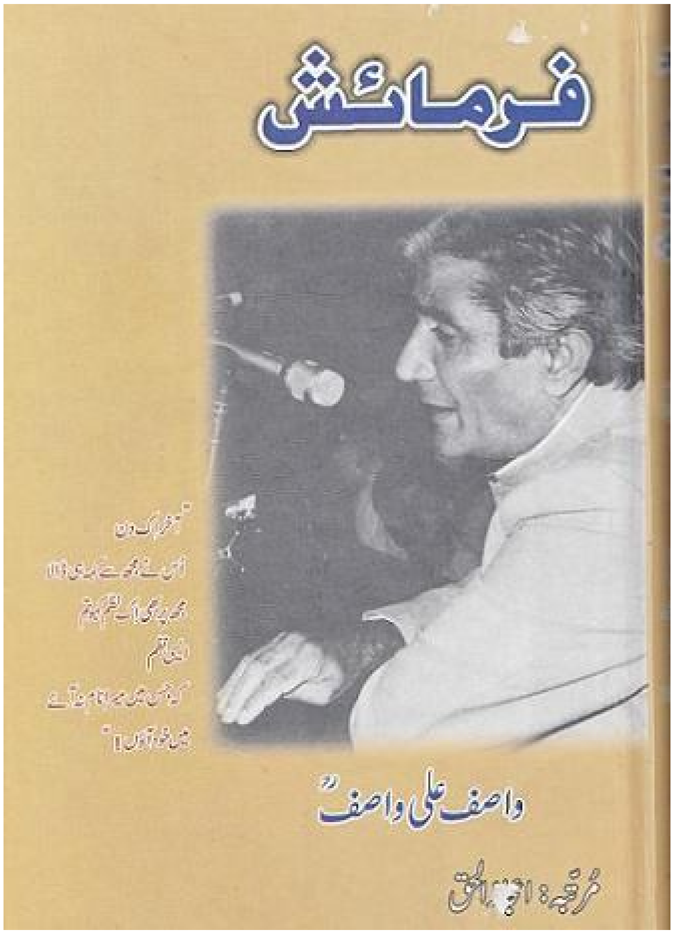

Wasif Ali Wasif (Rehmatullah Alaih) was great spiritual personality, blessed with the true knowledge of Islam and spirituality. He was one of those Saints who openly foretold the importance and secrets of Pakistan's Future in his writings and lectures. Here some glad-tidings **(خوش خبریاں)** are **(بشارتیں)** presented from Book 'Farmaeesh' written by Ijaz-ul-Haq (A friend and follower of Him)

Admin Note: According to Book Preface, Author Ijaz-ul-Haq Sahib has directly listened these sayings/events from Wasif Ali Wasif (RA) so he himself is a witness/reference of all these conversations. Wasif Ali Wasif (RA) passed away in 1993, His books contain predictions at many places, some of them are mentioned in below chapter also.

For our English readers, Please visit English translation of this post here

پیش گوئیاں

جس طرح آدم زاد خواہش سے باز نہیں رہ سکتا بعینہٖ وہ مستقبل کے بارے میں تجسس نہیں چھوڑ سکتا کہ آگے کیا ہونے والا ہے، کیا ہو سکتا ہے، کیا ہونا چاہیے۔ کبھی آس لگانا اور کبھی منصوبے بنانا، زندگی اسی سے عبارت ہے۔ وہ لوگ بہت کم ہوتے ہیں جو اس حصار کو توڑ کر نکل جاتے ہیں، یعنی جو ''نہ ماضی کا گلہ کرتے ہیں اور نہ ہی مستقبل کا تقاضا!'' وہ اور لوگ ہیں۔

کچھ لوگ ہوتے ہیں جو مستقبل کے بارے میں اندازے لگاتے رہتے ہیں یا مفروضے قائم کرتے رہتے ہیں، کچھ نہ کچھ جمع تفریق کے قاعدے آزماتے ہی رہتے ہیں۔ نتائج کبھی مثبت اور کبھی منفی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی ذات، اپنی عقل، اپنے علم کے علاوہ کسی اور شے پر اعتماد نہیں کرتے۔

کچھ لوگ بھولے بھالے ہوتے ہیں مگر تجسس انہیں بھی گھیرے رہتا ہے۔ وہ پھر دوسروں کے کہے سے مستقبل کی امیدیں لگاتے رہتے ہیں۔ کبھی فال نکال لی، کبھی رمل دیکھ لی، کبھی علم فلکیات سے حساب لگوا لیا، کبھی ہاتھوں کی لکیروں کی تعبیر پوچھ لی...... توکل والوں کا حساب ہی اور ہے۔ وہ کسی اللہ والے کے پاس گئے اور وہیں کے ہو رہے۔ اب ان کے حق میں جو بات بھی مقربِ خدا کی زبان مبارک سے صادر

ہوئی اُن کے لیے وہی اُن کا نصیب ٹھہرا۔ وہی اُن کا مستقبل ہے اور وہی اُن کا مابعد۔ جو حاصل ہو جائے وہی قبول ہے۔ غرضیکہ مستقبل کا علم ہو یا نہ ہو، زندگی نے بہر حال گزر ہی جانا ہے۔ روزمرہ کی معمولی باتوں کے جان لینے سے کیا حاصل، اصل ضرورت اگر ہے تو مابعد جاننے کی!

واصف صاحب کہتے ہیں، ''ولی اللہ کے لیے کشف ایک کمزور سہارا ہے۔''
اور پھر ایک روز یہ بھی فرمایا، ''خضر علیہ السلام کے ملنے سے بہتر ہے غم ملے۔''

اولیاء اللہ کا ''پیشگوئی'' سے کوئی تعلق ہو یا نہ ہو مستقبل بینی سے ضرور ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت خود انہیں کچھ مقامات اور واقعات سے آگاہ فرماتا ہے۔

آنکھ جو دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محو حیرت ہوں دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

کچھ مقامات کی سیر کرائی جاتی ہے، کچھ واقعات سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ یہ اللہ کے اپنے فیصلے ہیں۔ کچھ درویش خاموش ہو جاتے ہیں، کچھ درویش زمانے کے آنے والے حالات کے بارے میں کبھی اشاروں سے اور کبھی کھل کر بات کرتے ہیں۔ ہمارے زمانے میں جناب اقبال کے بعد محترم واصف صاحب امت کو خواب غفلت سے بیدار کرتے ہوئے آنے والے زمانوں کے بارے میں کچھ نہ کچھ اظہار کر رہے ہیں، کچھ مستقبل قریب کے بارے میں اور کچھ اس کے بعد کے زمانے کے لیے۔

کیا بتاؤں کہ کون ہے واصف
بات کس کے جہاں سے کرتا ہے

آپ فرماتے ہیں، ''میں خوشیوں کی خبریں دینے آیا ہوں۔ آنے والا دور دین اسلام کے حوالے سے سنہری دور ہو گا، جس طرح کا مثالی معاشرہ آپ لوگ کتابوں

میں پڑھتے آئے ہو، مستقبل قریب میں آپ ایسا معاشرہ عملی شکل میں دیکھو گے۔ یہ وقت بہت جلد آنے والا ہے۔ یہ واقعہ آپ لوگوں کی زندگی میں ہوگا۔ تھوڑی سی تکلیف کے بعد راحت ہی راحت ہے۔ روئے زمین پر انسانوں کی فلاح کے لیے حقیقی قائد اسی خطے سے ابھرے گا۔ مشرق کا یہ خطہ مثالی ہوگا۔ تہذیبی لحاظ سے ترقی یافتہ مانا جائے گا۔ دوسری تہذیبوں کے لوگ اس تہذیب سے متاثر ہوں گے اور اسے اپنائیں گے۔ اپنے کسی شاگرد کو آنے والے وقت کے لیے کوئی خاص فریضہ سونپا تو یہ انکشاف کیا، "۔۔۔۔بہت جلد ایک بڑا واقعہ ہونے والا ہے۔ اس Event کے لیے اس مرتبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب کیا ہے۔ اس مشن میں ایک آدمی اور بھی ہوگا۔ وہ یہیں پاکستان یا ہندوستان سے آئے گا۔ وہ پیدا ہو چکا ہے، بس ظاہر ہونا باقی ہے۔ آپ اس کا انتظار کرو۔۔۔۔ آپ اس کا استقبال کرنا۔"

1990ء میں ایک قافلہ (وفد) ہندوستان کے دورے پر روانہ ہوا۔ اس میں آپ کے دو عقیدت مند بھی شامل تھے۔ یہ دونوں روانگی سے پہلے آپ سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے فرمایا، "میری طرف سے ایک پیغام حضرت بختیار کاکیؒ اور حضرت نظام الدین اولیاءؒ کو دینا اور اس کا جواب بھی لانا۔ وہ دونوں آپ کے کہنے کے مطابق مزارات پر حاضر ہوئے اور آپ کا پیغام دوزانو ہو کر دیا۔ وہاں سے جواب بھی ملا جو واصف صاحب تک ان صاحبان کے بیان کرنے سے پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔ اس پیغام کا تعلق آنے والے زمانے سے ہے۔۔۔۔ برصغیر کے ملکوں کے مابین تنازعات کے مستقل حل کا ماجرا۔۔۔۔ کچھ مذہبی، جغرافیائی، تہذیبی، معاشی اور معاشرتی ردوبدل کی روداد...... اعلیٰ ارفع، ترقی یافتہ دور...... اسلام کا زمانہ!

موسم سرما میں آپ کو دمہ کی تکلیف بڑھ جایا کرتی تھی۔ دسمبر 1986ء میں بہت بیمار ہوئے تھے علاج کے لیے پروفیسر میڈیسن جناب ڈاکٹر عیس محمد صاحب نے

نسخہ تجویز کیا جس سے افاقہ ہوا۔ ایسے ہی سردیوں کی راتیں تھیں، آپ کو جسٹس ضیا محمود مرزا صاحب کے گھر جانا تھا۔ مرزا صاحب آپ کے اولین شاگردوں میں سے تھے۔ آپ کی بیگم صاحبہ بھی واصف صاحب کی شاگردرہ چکی تھیں۔ دونوں کی شادی بھی آپ کی مرضی سے ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنے بچوں کے بہتر مستقبل کے لیے آپ سے مشورہ کرنا تھا۔ آپ بیمار ہونے کے باوجود جسٹس صاحب سے ملنے ان کے گھر جی۔او۔آر میں جانے کے لیے تیار ہو گئے۔ کار میں بیٹھ کر ان کے گھر روانہ ہوئے۔ اس رات دھند بھی زیادہ تھی۔ گاڑی جیل روڈ کے راستے سے ریس کورس پارک والے اشارے سے جی۔او۔آر میں داخل ہوئی۔ طبیعت زیادہ خراب تھی۔ گاڑی میں آنکھیں بند کیے ہوئے تھے، ایسا لگتا تھا جیسے سو رہے ہوں۔ اسی حالت میں کہنے لگے، ''وزیراعظم ہاؤس آ گیا ہے؟'' پھر آنکھیں کھول کر کہتے ہیں، ''اوہو! میں غلط کہہ گیا، وزیراعلیٰ کہنا تھا۔ چلو کوئی بات نہیں وزیراعظم کہنا بھی ٹھیک ہے۔'' یہ جنرل ضیاالحق کی حکومت کا دور تھا۔ نواز شریف وزیراعلیٰ پنجاب تھے اور 7۔ کلب روڈ پر بیٹھتے تھے۔ یہ بات عین 7۔کلب روڈ کے سامنے کہی۔

1992 ء میں کسی دوسرے شہر سے آپ کا ایک عقیدت مند آپ سے ملنے لاہور آیا۔ رات گئے تک شہر میں ادھر ادھر پھرتے رہے اور اس عقیدت مند سے باتیں کرتے رہے۔ رات گہری ہونے پر آپ واپس لوٹ رہے تھے کہ سمن آباد چوک میں اس عقیدت مند سے اس طرح مخاطب ہوئے، ''آنے والے وقتوں میں لوگ اس زمانے کو یاد کیا کریں گے۔ آج کے زمانے کو اچھا کہا کریں گے۔ آگے جو دور آنے والا ہے اس میں لوگ اپنی جائز حاجات کے پورا کرنے کو ترسیں گے۔ عوام کو دو وقت کی روٹی نصیب ہونا مشکل ہوگا۔'' اس بات کا مطلب یہ ہے کہ اچھا زمانہ آنے سے پہلے عوام پر ایک کڑا وقت بھی آئے گا، اس کا اشارہ اوپر درج سب سے پہلی پیشگوئی میں بھی ہے۔

ماضی میں قابل ذکر پیش گوئی تیل کے بحران کی تھی۔ ستر کی دھائی میں وہ واقعہ ہوا کہ مغربی ممالک کی تقریباً تمام مشینری جام ہو کے رہ گئی۔ روس کے ٹکڑے ہونے اور امریکہ کے سپر پاور نہ رہ جانے کے حوالے سے بھی پیش گوئی کی۔ روس کی ریاستیں تو بکھر گئیں۔ امریکہ کا انجام ابھی باقی ہے۔ ملک کے بہت سے سیاست دانوں کے بارے میں جو کچھ کہا وہ سب درست ثابت ہوا۔ اشاعتی ادارہ تاج کمپنی اور فنانس کمپنیوں کے سکینڈل کی اطلاع آپ نے قبل از وقت دی تھی۔ مستقبل میں مالیاتی اداروں کے حوالے سے ایک نئے سکینڈل کا اخبارات میں بڑا شور ہو گا۔ بعض پیشگوئیاں ایسی ہیں کہ مجھے ان کو کھل کر بیان کرنے کا یارا نہیں۔ چند اہم پیش گوئیاں اشارے کنائے میں بیان کی ہیں کہ عوام متوجہ ہوں اور آنے والے وقت سے نبھا کرنے کی تیاری کریں۔

آپ کی کتب میں بھی آنے والے زمانے کے حوالے سے جا بجا اشارے ملتے ہیں۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

دل دریا سمندر

انفرادی اضطراب کو اجتماعی فکر میں ڈھالنے والا ہی قوم کا رہنما ہوتا ہے۔ میر کارواں وہی ہے، جو افراد کارواں میں یکجہتی، یک سمتی، یک نظری پیدا کرے۔ قوم میں وحدت فکر پیدا ہو جائے تو وحدت عمل منطقی نتیجہ ہے۔ یعنی اقبالؒ مل جائے تو جناحؒ کا ملنا لازمی ہے۔[1] آج کے اضطراب کو چینل درکار ہے اضطراب تلاش عمل کا نام ہے

1۔ واصف صاحب، اقبال صاحب کی جگہ پر کھڑے ہیں اور کسی جناح کے انتظار میں ہیں۔ اس میں اس پیش گوئی کی طرف اشارہ ہے کہ عنقریب شہسوار نمودار ہو گا۔ حقیقی قائد اسی خطے سے آئے گا اور پھر اسلام کا سنہری دور شروع ہو گا۔

اور عمل علم کی وضاحتوں سے نجات کا نام ہے لیکن یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ اضطرب زیادہ دیر تک منتظر نہیں رہ سکتا۔ اسے بہر حال کچھ کرنا ہے، اچھا یا برا۔ (اضطراب صفحہ 87)

فیصلے کا ایک اہم موڑ ہماری قومی اور سیاسی زندگی میں آچکا ہے۔ عجیب صورت حال ہے۔

صاحبان بصیرت غور کریں کہ ہم کیا فیصلے کرتے رہتے ہیں۔ ہم سب غیر معین مدت تک فیصلوں کے مقام پر نہیں رہ سکتے اور پھر ہمارے پاس فیصلے کا نہ وقت ہوتا ہے نہ حق۔۔۔ وقت اپنا فیصلہ صادر کرتا ہے۔ ہمارے فیصلوں پر فیصلہ۔۔۔ وقت کے پاس آخری اختیار ہے۔ آخری فیصلہ۔۔۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی۔۔۔

طاقتور کے قصیدے ہیں اور ظلم کے ہاتھ مضبوط ہوتے جا رہے ہیں۔ سپر طاقتیں انسانوں کی تباہی کے منصوبے بنا چکی ہیں۔

ترقی وارتقاٗ کے نام پر تباہی کے پروگرام بن چکے ہیں۔ انسان کی روح سہم گئی ہے۔ شاید یہ تہذیب اپنا دور پورا کر چکی ہے۔ (تنہائی صفحہ 129)

میں دیکھ رہا ہوں کہ مسرت کدے آباد ہیں۔ جشن منائے جا رہے ہیں اور سیمسن کے بال بڑھ چکے ہیں۔ میرے اللہ! آگاہ کر دے سب کو، آگاہ راز کہ کیا ہو چکا ہے، کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے والا ہے۔ (یاد صفحہ 189)

ہمارے لیے، ہمارے دور کے لیے کیا آسمان کے پاس اندیشوں اور مجبوریوں کے سوا کچھ نہیں؟ کیا آسمان اپنے سارے انعامات تقسیم کر چکا ہے؟ کیا سب ٹرافیاں جیتی جا چکی ہیں؟ (زمین و آسماں 94-193)

طاقت کی زبان بولنے والے دنیا کو تباہی کے دہانے کی طرف دھکیل رہے ہیں۔(طاقت صفحہ 202)

قطرہ قطرہ قلزم

ہمارے ہاں بھی بڑی معمولی باتیں ہورہی ہیں۔بس ان کا غیر معمولی نتیجہ سمجھنے والا ہی کوئی نہیں ۔اسلام کے نفاذ میں معمولی سی تاخیر، جمہوریت کے معمولی سے قافلے،معمولی سی بد اعتمادیاں ، اور معمولی سی غفلتیں ،افغانستان کے معمولی سے جہازوں کا معمول ،قوم کے اندر معمولی سا انتشار۔۔۔اور ایک معمولی سا تغافل۔۔۔کہیں کسی غیر معمولی واقعے کی نشاندہی نہ ہو۔دوسرا کبوتر اڑانے کی تاریخ نہ دہرائی جائے۔معمولی باتوں کو معمولی نہ سمجھا جائے۔!!(معمولی بات صفحہ 89)

شاہیں کے خواب کی تعبیر اور تفسیر کے لیے کوئی شاہین ملے تو بات بن جائے ورنہ یہ بات ہجوم کرگسان کے بس میں نہیں ۔(پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں صفحہ 118)

ہم کروڑں انسان، سارے کے سارے تنہا، افراتفری، ایک دوسرے پر الزام تراشی، ایک دوسرے کے ساتھ نا انصافی، وعدہ شکنی، مطلب پرستی ، ہوس پرستی، زر پرستی، منصب پرستی اور ظاہر پرستی۔خطرہ تو ضرور ہوگا۔(خطرہ صفحہ 174)

آج ملت کو قائدین کی بظاہر کثرت کے باوجود کسی مرد حق آگاہ، کسی غلام غلامان مصطفٰے کی قیادت کا انتظار ہے۔رہبر وہ کہ دیدہ ور بھی ہو۔۔۔راز پنہاں سے

باخبر بھی ہو!! (قیادت صفحہ 181)

واصف صاحب نے قطرہ قطرہ قلزم میں ایک مضمون بعنوان ''لب پہ آ سکتا نہیں'' لکھا ہے۔ اس مضمون میں انہوں نے کھل کر اظہار کیا کہ قوم کہاں پہنچ چکی ہے اور اس کا مستقبل کس بات کا غماز ہے۔ یہاں پر ان کے مضمون سے چند پیرے نقل کیے جاتے ہیں۔

اگر ہم مسلمانان پاکستان اپنی حالت کا مسلمانان عالم کے پس منظر میں جائزہ لیں تو بات سمجھ میں آ سکتی ہے۔ آیئے غور کریں کہ دنیا کے مسلمانوں پر کیا گزر رہی ہے۔ ہندوستان کے مسلمان کس حال میں ہیں؟ وطن میں غریب الوطن!

ایران کس حال سے گزر گیا۔ عراق کس حال میں ہے اور ہمارا پڑوسی مسلمان افغانستان کس صورت حال سے دوچار ہے؟ لبنان، فلسطینی مسلمان، افریقہ کے مسلمان۔ سب پر کیا مسلط ہے۔

ہمیں حالت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ ہم ایک خطہ امن بنے ہوئے ہیں ـــــ ہم گوشہ عافیت میں ہیں ـــــ سوال یہ ہے کہ کیوں اور کب تک؟

ہم میں کیا خصوصیت ہے؟ کیا ہم بہت ہی لاڈلے ہیں؟ ہماری حالت باقی مسلمانوں کی حالت سے مختلف کیوں ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہماری باری آنے والی ہو اور ہم بے خبر اپنے حال میں مگن ہوں ـــــ بس یہی وہ خبر ہے جسے نظر کہا جا سکتا ہے!!

ہماری سرحدوں کی حالت تشویشناک نہیں، لیکن تسلی بخش بھی تو نہیں۔ ایسی حالت میں کچھ بھی کسی وقت ہو سکتا ہے۔ اللہ کرے کہ ایسا نہ ہو، لیکن ہو تو سکتا ہے!

اسلام کے حوالے سے افغانستان ہم سے کم مسلمان نہیں اور طاقت کے لحاظ سے ہم کسی دشمن سے زیادہ نہیں۔ نتیجہ کچھ بھی تو ہوسکتا ہے!

آنے والا زمانہ جانے والے زمانے سے مختلف بھی ہو سکتا ہے۔ غور کیا جائے۔۔۔۔ اگر ہمارے ساتھ خدانخواستہ کوئی ایسا واقعہ یا حادثہ ہو گیا، تو ہمارے لیے جائے مفر نہیں، ہم ہر طرف سے محصور ہیں۔ ہمیں اپنے دامن میں کوئی ایسا کام بھی تو نظر نہیں آتا جس سے ہم کسی ناگہانی سے محفوظ رہنے کا حق حاصل کریں۔ ہمیں اللہ پر بھروسہ ہے اور اللہ سب مسلمانوں کا بھی تو اللہ ہے۔ اب مستقبل کا دارومدار صرف اخوت پر ہی ہوسکتا ہے اور شومئی قسمت کہ ہم میں اخوت ہی تو نہیں۔

ہمیں صرف گفتگو، لائحہ عمل، صرف بیانات سے آگے نکلنا چاہیے۔ ہمیں علم سے نکل کر عمل کے میدان میں اترنا چاہیے۔ وحدت عمل، وحدت کردار۔۔۔ یہی اور صرف یہی ہمارے لیے راہ نجات ہے۔

شاعر ملت اسلامیہ اقبال نے جب یہ کہا کہ ؎

وطن کی فکر کر ناداں، مصیبت آنے والی ہے

تو اس کا مخاطب کوئی بھی زمانہ ہوسکتا ہے۔ اور ہوسکتا ہے کہ ہمارا ہی زمانہ ہو۔ اہل نظر شاعر کی نگاہ سے زمان و مکاں کے حجابات اٹھ گئے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے زمانے سے کسی بھی زمانے کو کوئی سا پیغام دے سکتا ہے۔ اقبال دیکھ رہا تھا، آنے والوں کو۔۔۔ جانے والوں کو۔۔۔ اقبال کی زبان سے بولنے والی کوئی بھی ذات ہو سکتی ہے۔ اقبال خود کہتا ہے:

نکلی تو لب اقبال سے ہے نہ جانیے ہے یہ کس کی صدا

تو۔۔۔۔غور کا مقام ہے۔۔۔۔بڑے غور کا مقام ہے۔

ہمارے اندیشے اتنے بے سبب بھی نہیں۔آنے والا دور اتنا خوشگوار بھی نہیں کہ ہم غفلت میں ہی اس کا انتظار کریں۔ہوسکتا ہے۔۔۔۔اور بہت کچھ ہوسکتا ہے!!

ہم سب ایک کشتی میں سوار ہیں، ایک امت ہیں، بحث کی ضرورت نہیں۔۔۔۔غور کا مقام ہے۔۔۔۔دعا کی گھڑی ہے۔۔۔۔کہ خدا کرے وہ واقعہ ہی ٹل جائے۔۔۔۔جس کا ذکر نہیں کیا جا سکتا۔وہ واقعہ ہی ایسا ہے کہ لب پہ آ سکتا نہیں۔

حرف حقیقت

کہانی کے لیے ضروری ہے کہ اس میں مرکزی خیال ہو مثلاً پاکستان کی کہانی میں مرکزی خیال اقبالؒ کا ہے۔ایک مرکزی کردار بھی ہونا چاہیے، جیسے قائداعظمؒ۔ ایک آغاز بھی ہو جیسے 1947ء۔اس میں ایک ماحول بھی ہونا چاہیے۔ہمارا ماحول۔ اگر اخبارات کچھ نہ بیان کریں تو۔کہانی میں ایک کلائمکس بھی ہونا چاہیے۔کلائمکس یا نقطہ عروج اس مقام کو کہتے ہیں جس کے بعد یہ مقام نہیں رہتا۔عروج ہمیشہ نہیں رہ سکتا۔ہر حکمران اپنے دور کو عروج کا نقطہ سمجھتا ہے، یہ جانے بغیر کہ عروج کے بعد زوال ہوتا ہے۔شکر ہے پاکستان نے ابھی عروج حاصل کرنا ہے۔ہم ابھی راہگذر میں ہیں۔(کہانی صفحہ 71)

یہ قوم جاگ گئی تو قوموں کی امامت کا فریضہ اسی کو سونپا جائے گا......حال کی خوشحالی میں مست ہوکر مستقبل کے فرائض فراموش نہ ہوں......وہ وقت قریب آ پہنچا ہے جب اقبالؒ کے خواب کی تعبیر میسر ہو......قائداعظمؒ کی محنت کا صلہ حاصل

ہو......قوم کے لیے شہید ہونے والوں کی روحوں کو قرار نصیب ہو......(آدھا رستہ صفحہ 93)

بس ایک نگاہ کی بات ہے ......اتفاقاً ہی اٹھ گئی تو وقت بدل جائے گا......انقلابات بپا ہو جائیں گے......جو نہیں ہے، ہو جائے گا اور جو ہے، نہیں رہے گا......حاضر غیب ہو جائے گا اور غیب حاضر......ناممکنات کو ممکنات بنانے والی نگاہ کسی وقت بھی اٹھ سکتی ہے۔(سنگتیں صفحہ 99)

آنکھ منتظر ہو تو جلوہ بے تاب ہو کر سامنے آئے گا......خبر دینے والا ایک بڑی خبر لے کر پھر رہا ہے......آپ کے لیے، آپ کے فائدے کے لیے......آپ کی بچت کے لیے......مخبر کا انتظار کرو......آپ میں سے ہی آپ کے پاس آپ جیسا انسان کوئی انسان، نہ جانے کب کہاں سے بولنا شروع کر دے......سماعت متوجہ رکھو......(نصیحت صفحہ 213)

واصف صاحب آخری مرتبہ جب اسلام آباد آئے تو صادق لودھی صاحب سے ملنے ان کے گھر راولپنڈی گئے۔ باتوں باتوں میں لودھی صاحب نے آپ سے پوچھا، ''واصف صاحب! آپ نے جو اتنا بڑا کھیل رچا رکھا ہے، آپ کے جانے کے بعد اس کا کیا ہوگا؟ کیا کوئی انتظام کیا ہے؟'' واصف صاحب نے فرمایا، ''میں کوئی پہلا آدمی تو نہیں ہوں، جو کچھ مجھ جیسے پہلے لوگوں کے ساتھ ہوا وہی کچھ میرے ساتھ بھی ہوگا۔''

کارواں کوچ کر گیا واصف
کارواں کا غبار باقی ہے!

مراد اس سے یہ تھی کہ جیسے گرد اڑا کرتی ہے ویسے ہی اڑے گی۔ بہت سے

طوطے دن رات گردانیں سنا رہے ہیں۔ خدا معلوم واصف صاحب نے انہیں شرف قبولیت بخشا بھی کہ نہیں مگر یہ مجاور قصوں اور داستانوں کی لمبی لمبی تانیں اس طرح کھینچ رہے ہیں کہ خدا کی پناہ!

نجی گفتگو میں کسی موقع پر فرمایا، ''مجھے بھی اقبال کی طرح پہلے مغرب ایکنالج منٹ دے گا۔''

January 24, 2011

Wasif Ali Wasif (R.A)'s reply on a question about Pakistan Future (Complete)

Wasif Ali Wasif (R.A.) about Pakistan Future (A Must Read For All Pakistanis)

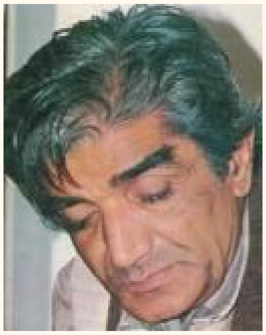

سوال:

سر! ہمیں اس بات کا بڑا فکر لگا رہتا ہے کہ پاکستان کا کیا بنے گا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ آپ براہ مہربانی تفصیل سے اس بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں۔

جواب:

اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ دعا سکھائی ہے کہ یا اللہ ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو ہماری طاقت سے باہر ہو۔ عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ انسان خود کو کسی کام میں اس طرح Involve سمجھتا ہے کہ وہ کام اس کی ذمہ داری ہے حالانکہ وہ کام اس کی ذمہ داری نہیں ہوتا۔ یہاں سے بڑے بڑے مسائل پیدا ہوتے ہیں اور پھر انسان کے لئے ہلاکت کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ اپنی حدود اور استعداد سے باہر کی خواہش نہیں ہونی چاہئے۔ جو چیز خواہش میں ہے لیکن اس کی استعداد نہیں ہے تو اس کو بیان کرنا تکلف ہی ہے یعنی جو چیز خواہش میں ہے لیکن استعداد میں نہیں تو بڑی مشکل ہو جاتی

ہے۔ جو چیز خواہش میں ہو اور دسترس میں نہ ہو تو یا تو اپنی دسترس بڑھا لو یا پھر خواہش کو مختصر کر لو۔ آپ کبھی بیمار ہو جائیں تو اس کا علاج عام طور پر خود Try نہیں کرتے کیونکہ اس کے لئے الگ شعبہ ہے' اس بارے میں ڈاکٹر سے یا حکیم سے پوچھا جائے۔ آدمی جانتا ہے کہ "جس کا کام اسی کو ساجھے"۔ اسی طرح عدالت کا معاملہ ہو تو وکیل سے پوچھتے ہیں۔ مگر جب کبھی آپ ملک' ریاست' سیاست یا بین الاقوامی طور پر سوچتے ہیں تو پھر اس کو اپنی ذمہ داری سمجھ لیتے ہیں۔ اگر اس کو آپ نے اپنی ذمہ داری سمجھی ہے تو مبارک ہو' اب اس کو پورا کرو! مثلاً اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ میں ہر روز پچاس آدمیوں کی خدمت کروں تو یہ اچھی بات ہے۔ اب کرو! پھر گھبراتے کیوں ہو؟ یہاں پر وہ آدمی پریشان ہو گا جو خدمت کا دعویٰ بھی رکھتا ہے اور دل میں کچھ نفرت بھی موجود ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ملکی معاملات کی اصلاح کی آرزو رکھتا ہے تو یہ اچھی بات ہے۔ آرزو ضرور رکھو مگر خدمت کا آپ کے پاس شعور نہیں۔ ایسا آدمی پھر اپنے لئے ہلاکت کا سامان پیدا کرتا ہے۔ وہ ایسی چیز کی تمنا کرتا ہے جو اس کی ہستی میں نہیں۔ کتنے ہی لوگ ہیں جو مہمان نوازی سے باہر جانے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر پریشان ہو جاتے ہیں۔ اس کے گھر والے یہ گلہ کرتے ہیں کہ دوسروں کو بہت وقت دیتا ہے۔ تو مطلب یہ ہے کہ خواہش اور استعداد میں فرق ہو تو خواہش آپ کو ہلاک کر دے گی۔ ایک آدمی اگر دوسرے پر زیادتی کر رہا ہے اور دونوں آپ کی دسترس سے باہر ہیں تو سوائے اس کے کہ آپ پریشان ہو جاؤ' آپ کے پاس کوئی عمل موجود نہیں ہے۔ اس کا حل تو یہ ہے کہ آپ کے پاس قوت ہو اور آپ

دونوں کی غلطی Find کر کے ان کی اصلاح کر دو۔ اکثر مسائل ایسے ہوتے ہیں جن کی اصلاح تمہارے پاس نہیں ہوتی بلکہ معاملہ تمہاری سمجھ سے بالاتر رہتا ہے۔ پہلے آپ زندگی کو زندگی کے حوالے سے دیکھو۔ کیا آج کے موجودہ انسانوں سے پہلے کوئی انسان آیا؟ آج کل کے لاہور میں جتنے لوگ موجود ہیں کیا اس سے پہلے لاہور میں کوئی انسان تھے؟ کیا آپ کے آباؤ اجداد یا کوئی اور لوگ تھے؟ وہ سب لوگ اپنا دور پورا کرتے ہوئے اور لاہور کو رونقوں کے حوالے کرتے ہوئے آپ سے رخصت ہو گئے۔ اب اگلی بات دیکھو! کیا آپ کے بعد کوئی لوگ آنے والے ہیں؟ وہی تو آپ کے گھروں میں پل رہے ہیں اور یہی آپ کو رخصت کریں گے۔ اس میں گھبرانے والی کون سی بات ہے' یہ حقیقت ہے! جس طرح آپ لوگوں نے اپنے بزرگوں کو غم سے رخصت کیا اسی طرح آپ کے بچے آپ کو روانہ کریں گے۔ پھر آپ کے بعد یہ لوگ سارے کام کر لیں گے۔ آپ سے پہلے اس جہاں میں کتنے ہی باغ لگ لگ سوکھ گئے۔ پھر تم کون سا گلاب ہوا تو آپ اپنی ہستی کو اس وسیع کائنات کی ہستی کے تناظر میں دیکھو۔ آپ کی ہستی ایسے ہے جیسے جنگل کے اندر ایک مور ہے جو ناچنے کی فکر کر رہا ہے پھر نہ جنگل رہیں گے اور نہ مور۔ زمانے بدل جائیں گے۔ پہلے بھی کئی زمانے بدل گئے۔ آخر مرجانے کے علاوہ انسان کو اور کیا کرنا ہے۔ جن کو تم کندھا دیتے ہو ان کا غم اتنا ہوتا ہے کہ آرام سے مٹی ڈال کے آ جاتے ہو' دفن کرنے کے بعد فراغت کے ساتھ بیٹھ جاتے ہو جیسے کبھی کسی کو دفن ہوتے نہیں دیکھا۔ کہتے ہو بڑا قریبی آدمی تھا جو بہت دور چلا گیا ہے اور اب تیاری کرنی چاہئے کیونکہ

شام کو پنڈی جاتا ہے اور پھر اس غم کے اندر وہی باتیں' وہی چاول' وہی کھانا پینا' عجیب انسان ہے! غم ہو یا خوشی ہو' اس کا کاروبار چلتا رہتا ہے۔ غم کتنا ہی سنگین ہو' نیند سے پہلے کا ہے۔ پھر نیند کی بہار آ جاتی ہے۔ کوئی پوچھے کہ غمگین آدمی کہاں چلا گیا؟ کہتے ہیں کہ وہ ڈاکٹری گولی کھا کر سو گیا۔ تو کوئی بھی غم ہو' تکلیف ہو' اذیت ہو' ذاتی مسئلہ ہو' ملک کا مسئلہ ہو' حادثہ ہو یا آسمانی آفت ہو' آپ ان سب کو دیکھ کر پریشان ہو جاتے ہو۔ مگر میرا خیال ہے کہ کائنات کا کوئی غم ایسا نہیں ہے جو آدمی برداشت نہ کر سکے۔ اگر کوئی سے دو انسان ایک دوسرے کے لئے زندگی گزارنے کی تمنا کریں اور ایک دوسرے کے لئے زندہ رہنے کی خواہش رکھیں تو پھر کائنات میں کوئی غم نہیں۔ غم آپ کے گھر کے اندر دراز کا نام ہے اور پریشانی آپ کے اپنے اندازِ فکر کا نام ہے۔ ہم نے کوئی انسان ایسا نہیں دیکھا جو وسیع غم کی وجہ سے ذاتی زندگی ترک کر چکا ہو' ایسے بہت ہی کم لوگ ہوتے ہیں مثلاً" مہاتما بدھ نے پریشان ہو کر گھر چھوڑ دیا۔ بڑے آرام سے انسان غم اور غم کی شدت کو ناپنے کے بعد برداشت کر کے پھر اپنی خوشیوں میں واپس چلا جاتا ہے' پھر وہی انسان وہ کر کے رہتا ہے جو چاہتا ہے۔ جو ہم چاہتے ہیں کر کے رہتے ہیں اور اپنے عمل پر غالب ہیں۔ یہ عمل دریا کی طرح ہے کہ آرام سے مٹی پر سرسراتا ہوا چلتا ہے اور کبھی جی چاہے تو سر اٹھا لیتا ہے اور پھر کناروں سے باہر آ جاتا ہے جس کو ہم سیلاب کہتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا تھا کہ اگر چھت گرنے لگے تو بھاگ جاؤ اور آسمان گرنے لگے تو ٹھہر جاؤ۔ اب چھت گرنے کا وقت نہیں بلکہ آسمان گرنے لگا ہے۔ آسمان گرنے لگے تو

بھاگنا بے کار ہے۔ شیر سامنے آ جائے تو بھاگنا بے کار ہے۔ ڈرنے کی کیا بات ہے چار آدمیوں کے ساتھ مل کر مرنا اور اکیلے مرنا دونوں برابر ہیں۔ موت اشتراک میں ہو یا تنہا ہو' اجتماعی ہو یا انفرادی' ایک ہی بات ہے جس شخص کو حالات کا خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ خطرہ قریب آ رہا ہے اسے کہو کہ اب وقت ہے کہ تو اپنی خواہش دین کے لئے نثار کرنے کی فکر کر۔ مثلاً" ایک شخص بہت فکر مند ہے اور ملک کے لئے اتنا فکر مند ہے کہ رات کو نیند نہیں آتی اور اس میں حالات درست کرنے کی آرزو بھی موجود ہے۔ اگر ایسا شخص بہت بے تاب ہو جائے اور اس کی بے تابی والہانہ ہو جائے تو ایسے شخص کو راز سے آگاہ کر دیا جاتا ہے۔ اقبال بہت بے تاب ہوا تو راز آگاہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ میری آنکھ جو کچھ دیکھ رہی ہے وہ لب پہ نہیں آ سکتا۔ اس نے کوئی ایسی چیز دیکھ لی جو بیان میں نہیں آ سکتی۔ افلاک سے نالوں کا جواب عام آدمیوں کو نہیں آتا۔ اقبال کو ملت اسلامیہ کے حوالے سے کوئی خاص راحت والی خبر ملی۔ اسے آگاہ کر دیا گیا اور سکون پیدا ہو گیا۔ تو بے تابی جو ہے یہ بیان بن جاتی ہے۔ اگر آپ اس طرح کے بے تاب ہو تو پہلا کام یہ کرو کہ ملک کی خاطر اپنی صداقت کو الگ بیان کرے۔ اب یہ نہ دیکھنا کہ کون پریشان کر رہا ہے' کون پریشان ہو رہا ہے' کتنی فورسز میدان میں آ رہی ہیں۔ کوئی تو ایسا آدمی ہونا چاہئے جو ملکی پریشانی کے باعث فیصلہ کرے کہ میں آج سے جھوٹ نہیں بولوں گا اور جھوٹا بیان نہیں دوں گا۔ آپ اتنے سمجھ دار لوگ ہو' لاہور کی Cream بیٹھے ہو' جھوٹ تو آپ کی شان کے لئے توہین ہونا چاہئے۔ لیکن سچ بولنا بہت مشکل   آپ اپنی پریشانی خالق کے حوالے

کرو تو راز مل سکتا ہے۔ یا اللہ ہم اپنے آپ کو تیرے حوالے کرتے ہیں'
ہمیں راز سے آگاہ کر۔

اٹھا ساقیا پردہ اس راز سے
لڑا دے ممولے کو شہباز سے

اب وہ وقت آیا ہی پڑا ہے' آپ شہباز سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔
لیکن ذرا بے چینی ہے کہ راز سے پردہ اٹھ نہیں رہا۔

میں نے افکار کے چہرے سے اٹھایا پردہ
کم نگاہی کا تیرے ذہن پہ چھایا پردہ

پہلے آپ جاگو اور یہ دیکھو کہ کس بات پر فکر مند ہو؟ فکر میں ہم اپنی زندگی کو ترتیب دیتے ہیں۔ فکر کو جاری رہنا چاہئے۔ اگر فکر صحیح ہو تو یہ ہو نہیں سکتا کہ فطرت آگاہ نہ کرے۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے آپ کو اللہ نے آگاہ کر دیا کہ یہ کرو اور یہ نہ کرو اور آپ کی ایک میعاد ہے اور ایک مقررہ مدت ہے۔ جس کے لئے آپ کو دنیا میں بھیجا گیا اور پھر آپ اللہ کے پاس واپس لوٹا دئے جائیں گے اس وقت آپ اللہ کے سامنے اپنے حساب کتاب کے جواب دہ ہوں گے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون آپ سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ فرانس میں کیا ہو رہا تھا بلکہ یہ پوچھا جائے گا کہ آپ کو جو صلاحیتیں دی گئی تھیں انہیں کہاں استعمال کیا اور آپ کے پاس جو پیسہ آیا اس میں حرام کا شبہ تو نہیں تھا اور کیا آپ کے پیٹ میں کسی یتیم کے مال کی آگ تو نہیں تھی؟ کیا آپ کے وعدے ایفا ہوتے تھے؟ کیا آپ نے اللہ کے فرمان میں ملاوٹ تو نہیں

کی؟ کیا آپ نے یہ سمجھ لیا تھا کہ ہمیشہ دنیا میں رہیں گے؟ کیا آپ کو اپنے سے پہلے رخصت ہونے والے نظر نہیں آئے؟ کیا آپ نے سچ کو باطل کا لباس تو نہیں پہنایا تھا؟ اور کیا آپ نے گفتگو میں ابہام کا راستہ تو اختیار نہیں کیا تھا؟ ابہام یہ ہوتا ہے کہ جب بات Clear نہ کی جائے مثلاً "کہاں سے آرہے ہو؟" "میں وہاں سے آرہا ہوں ------" کدھر گئے تھے؟" ------ وہاں گیا تھا۔ "کہاں رہتے ہو؟" بڑی تکلیف میں رہتا ہوں"۔ یہ ساری مبہم باتیں ہیں اور مبہم بات منافقت کے قریب ہے۔ تو وہ شخص جو ان سوالوں کا جواب نہ دے سکے وہ کسی کی اصلاح نہیں کر سکتا۔ جس شخص نے اپنی زندگی کسی کام کے لئے وقف نہیں کی اور چاہتا ہے کہ اصلاح ہو جائے وہی تو مجرم ہے۔ کیونکہ یہ شخص اپنی استعداد کو استعمال نہیں کرتا۔ اگر آپ اپنی استعداد کو فی سبیل اللہ اور فی سبیل ملک استعمال کرو تو آپ کے لئے کوئی مسئلہ نہیں رہ جائے گا۔ اور آپ کے پاس جو بہتر اشیاء ہیں اس راہ میں خرچ کر دو۔ بات ساری نیت کی ہے۔ مثلاً" حج عمل کا نام نہیں نیت کا نام ہے۔ اگر دل میں عزت نہ ہو' احترام نہ ہو' اللہ اور اللہ کے محبوب ﷺ کی محبت نہ ہو تو حج کا سفر دنیاداری ہے۔ اور اگر نیت صحیح ہو تو گھر میں حج موجود ہے کیونکہ اللہ تو آپ کے دلوں کے قریب رہتا ہے۔ اور آپ کی نیت کے پاس رہتا ہے اگر آپ کی نیت اللہ ہے تو وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر بڑا راضی ہو جاتا ہے۔ آپ یہ مانتے ہو کہ آپ ایک چھوٹے سے اور فانی انسان ہو اور وہ اس وسیع کائنات کا مالک ہے اور وحدہ لا شریک ہے مگر آپ دیکھو کہ آپ کی ا[illegible] کیا ہے؟ آپ کے لئے اس دنیا میں سب

سے بڑے انسان یعنی حضور پاک ﷺ کو بھیجا ان کے ذریعے اپنا
آسمانی پیغام' تم زمینی آدمیوں تک پہنچا دیا۔ اتنی بڑی اور وسیع کائنات کا
خالق اور مالک' اللہ آپ کو نظر انداز نہیں کرتا اور آپ کی ذاتی زندگی اور
دوسروں کے ساتھ لین دین کو چیک کرتا رہتا ہے اور پھر اس نے آپ کا نمبر
لگایا ہوا ہے۔ کہ کوئی موت سے بچا نہ رہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی
آدمی Miss ہو جائے اور موت سے نکل جائے۔ جو موت سے نہیں نکلا
وہ خدا سے نہیں نکل سکتا۔ یہاں پر آپ کا ٹھہرا پروگرام کے مطابق ہے
اور پروگرام آسمانی ہے۔ آپ کو سمجھ اس لئے نہیں آتی کہ سفر زمین کا
ہے اور حکم آسمان سے آ رہا ہے۔ جبرئیل امین علیہ السلام کے ذریعے اللہ
نے اپنا ازلی امانت نامہ یعنی کلام مجید حضور پاک ﷺ تک پہنچایا۔
اب کوئی شخص چلتے چلتے کلمہ پڑھ گیا اور مسلمان ہو گیا تو کائنات میں اس
کی دھوم مچ گئی۔ اور کوئی منافق رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ منافق
جب اپنے شیطانوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ان سے مذاق کر
رہے ہیں میں۔ یہ کہتا ہوں کہ اللہ کو یہ سب معلوم ہے کہ تنہائی میں کیا
ہوا گناہ محفلوں میں بچ ہو گا اور تنہائی میں کی ہوئی توبہ قبول ہو جائے گی۔
آپ سے اللہ تعالیٰ وہ بات نہیں پوچھے گا جو آپ کی استعداد میں نہیں
ہے۔ مثلاً" بوڑھے سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ دوڑ لگا سکتے ہو؟ اللہ
تعالیٰ آپ سے آپ کی صلاحیتوں اور استعداد کے مطابق پوچھے گا۔ آپ
کے اندر اندیشہ اس لئے پیدا ہو رہا ہے کہ جو وقت کی Call ہے آپ
اس پر لبیک نہیں کہہ رہے بلکہ صرف گفتگو کر رہے ہیں۔ آپ کے پاس
جتنا بھی عمل ہے اس کے مطابق چل پڑو۔ اگر اقبال کو کسی نے جگایا تھا تو

وہی حالات اب آپ پر بھی آئے ہوئے ہیں۔ اقبال کو اقبال بنانے میں جو
واقعہ موجود تھا وہ واقعہ آپ کے پاس بھی موجود ہے۔ ایک آدمی
دوسرے آدمی کے پاس سے گزر گیا اور ایک واقعہ بن گیا حالانکہ وہ اور
لوگوں کے پاس سے بھی گزرا ہو گا۔ واقعہ کب بنتا ہے؟ جب مشاہدہ
کرنے والا گہرا مشاہدہ کرے۔ اگر آپ صحیح سوچ رہے ہیں اور صحیح غور
کر رہے ہیں تو کوئی وجہ نہیں فطرت کی وجہ سے آپ کو راستہ نہ ملے۔
کچھ ہی عرصہ پہلے کی بات ہے کہ ہندوستان کے ۹' ۱۰ کروڑ پسماندہ
مسلمان' گھبرائے ہوئے مسلمان' منتشر مسلمان اور سیاسی و سماجی
ناہمواریوں سے پسے ہوئے مسلمان ایک ایسا شعور حاصل کر گئے کہ یہ
Country بنا دی۔ دس کروڑ پریشان' غلام اور سیاسی اور معاشی طور پر
کمزور مسلمانوں نے ایک طاقت ور مسلمان ملک بنا دیا اور آج آپ
طاقت ور ہو اور مال و دولت کی فراوانیاں ہیں اور اندیشے آپ کا فیشن
ہیں۔ آپ اندیشے بیان کرتے رہتے ہو اور اپنے مکان بھی بناتے رہتے
ہو۔ اس ماں کا اندیشہ سچا ہوتا ہے جس کا بیٹا بیمار ہو۔ اس شخص کا اندیشہ
صحیح ہوتا ہے جس کا دوست رخصت ہو رہا ہو' یہ ان کی
Commitment ہے' اور آپ یہ دیکھو کہ آپ کی
Commitment کیا ہے؟ آپ کی Commitment ملک کی تعمیر
ہے یا اپنی تعمیر ہے۔ اگر آپ ذاتی تعمیر کو ملک پر نثار کر دو تو آپ کا مسئلہ
حل ہو جائے گا۔ اللہ کی بات دیکھو' ایک آدمی نے اسلام کا کوئی خاص علم
بھی حاصل نہیں کیا' صرف مخلص تھا اور اس میں تھوڑا بہت سلوک
موجود تھا' اللہ نے اپنی مہ[illegible] کہ دس کروڑ افسردہ مسلمانوں کو اس کے

ساتھ عقیدت ہو گئی' محبت ہو گئی اور وہ ان کا کنارہ بن گئے۔ آپ اگر لیڈر ہو تو آپ کے ساتھ آپ کے Follower کی محبت نہیں ہے۔ آپ اگر Follower ہو تو آپ کے اندر کسی لیڈر کا احترام نہیں ہے۔ آپ اس ملک کے آدمی ہو اور ملک کو توڑتے جا رہے ہو۔ کوئی شخص ایسا نہیں جو اپنی تعمیر کو ملک کی تعمیر پر نثار کرے۔ ہر آدمی اپنے آپ کو پہلے اور ملک کو اپنے بعد رکھتا ہے۔ یہ تو خدا کا فضل ہے جس کی وجہ سے یہ Country بچا ہوا ہے اور آپ لوگوں کی حرکتوں کے باوجود بچا ہوا ہے۔ لوگوں نے اس ملک میں بہت ہی جھوٹ بولے ہیں' دعا کرو کہ اب ان کا انجام ہونا چاہئے۔ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کو اس کے حقیقی وارثوں کے پاس پہنچائے۔ ایک شخص ہجویر سے چل کر لاہور کی سر زمین میں آیا اور بے شمار ہندوؤں کو مسلمان کیا۔ آپ اس بات کو مانتے ہیں نا! ان کا نام داتا صاحبؒ ہے۔ اسی طرح ایک شخص نے اجمیر شریف میں لاکھوں مسلمان کئے۔ ان کا نام خواجہ غریب نوازؒ ہے۔ کیا آپ اس بات کو مانتے ہیں۔ اگر آپ اس بات کو مانتے ہیں تو کیا یہ کمالات ختم ہو گئے ہیں؟ ختم تو نہیں ہونے چاہئیں۔ ایسی بات ختم کرنا تو اس کی فطرت ہی نہیں ہے۔ قائد اعظم کو دیکھو' وہ ایسے لیڈر تھے جن کے سامنے مناسب لیڈر شپ والے لوگ ختم ہو گئے۔ آپ مذہبی طور پر مولانا ابوالکلام آزاد کے مقام سے انکار کر سکتے ہیں مگر Talent سے انکار کیسے ہو۔ اسی طرح اور بھی اس وقت کی شخصیات تھیں جن کی قابلیت سے انکار نہیں کیا سکتا۔ مگر قائد اعظم کو اللہ نے ایسا سورج بنایا کہ کوئی ستارہ اس کے سامنے چمک ہی نہ سکا۔ بڑے بڑے شہسوار تھے لیکن کسی

کی ایک نہ چلی۔ عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب بڑے اچھے عالم تھے' خوب تقریر کیا کرتے تھے' دن کیا اور رات کیا۔ رلاتے بھی تھے اور ہنساتے بھی تھے۔ ایک مرتبہ کہنے لگے کہ آپ نے اس جلسے میں شرکت کی' پیسے بھی دیئے' روئے بھی اور ہنسے بھی' میں جانتا ہوں کہ تم میرے جلسے میں آتے رہو گے مگر ووٹ مسلم لیگ کو دو گے۔ تو یہ تھا قائد اعظم کا اعزاز۔ یہ اعزاز فطرت کی طرف سے تھا۔ فطرت نے ایسا واقعہ کر کے دکھایا' ایسا واقعہ دوبارہ نہیں ہو سکتا۔ اب آپ اپنے طور پر سوچو اور اللہ کا دروازہ کھٹکھٹاؤ تاکہ اس طرح کا واقعہ ہو جائے۔ شاید آپ کو جواب مل جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک ایسا آدمی بھیجے گا کہ اس کے سامنے کسی کی بات نہیں چل سکے گی۔ اس وقت یہ واقعہ مکمل ہو جائے گا۔ وہ آدمی انصاف کرے گا۔ وہ انصاف کرتے وقت اپنے اور غیر میں تمیز کرنا چھوڑ دے گا۔ ابھی آپ اپنے بارے میں انصاف کرو کہ جو چیز آپ اپنے بارے میں کہہ رہے ہو وہ دوسرے کے مقابلے میں کیا کہہ رہے ہو۔ آپ اپنے گھر میں کیا سوچتے ہو اور باہر نکل کے کیا سوچتے ہو۔ کسی نے آپ سے کیا کہا اور کسی سے آپ نے کیا کہا۔ آپ کے حق میں لوگ کیا فیصلہ کرتے ہیں اور آپ کے خلاف کیا فیصلے ہوتے ہیں۔ آپ کا دوست ایسا آدمی ہونا چاہئے جو اللہ کی طرف سے فیصلہ کر سکے۔

Wait for him, find him or become that person,

دین کا علم علماء کے پاس زیادہ تھا' دنیا کا علم ہندوؤں کے پاس زیادہ تھا مگر نصیب کا علم قائد اعظم کے پاس زیادہ تھا۔ آپ بھی نصیب کا دروازہ کھٹکھٹاؤ۔ یا وہ آدمی بن اس کو دریافت کر لو۔ باقی فکر کی کوئی بات

نہیں۔ فکر اس کو ہوتی ہے جس کو نیند نہ آئے' جس کو نیند آ جائے اسے فکر نہیں ہے بلکہ فکر کا فیشن ہے۔ اگر آپ کو پاکستان کی فکر لگ گئی تو خواہ مخواہ آپ کی نیندیں خراب ہو جائیں گی' پھر اپنا سامان پاکستان پر قربان کرنا شروع کر دو گے اور چیزیں اکٹھی کرنا بند کر دو گے۔ اپنا فکر کرنا بھول جاؤ گے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سر زمین اللہ اور رسول ﷺ کے نام پر حاصل کی گئی تھی تو اس کی حفاظت کرنا ان کا فرض ہے۔ باقی لوگوں کو یہ احساس دلایا جائے کہ اگر یہ بڑا گھر نہ رہا تو تمہارے چھوٹے چھوٹے گھر بھی نہیں رہیں گے۔ لوگوں کو گھر کا احساس نہیں ہے۔ اندلس کو تو وہی فتح کرے گا جو کشتیاں جلا کر جائے گا۔ یہاں جو لوگ حکومت میں ہیں وہ کہتے ہیں یہ ہمارا ملک ہے اور اپنے مخالفوں کو غدار کہتے ہیں اور نااہل کہتے ہیں۔ جو حکومت کا طالب ہے وہ حکمران کے بارے میں کہے گا کہ ملک کو نقصان پہنچا رہا ہے اور حکمران اسے غدار کہے گا اور انتشار پھیلانے والا کہے گا۔ یہ آپ کا قصور ہے۔ کوئی Reality تو ہے ہی نہیں۔ جو لوگ آج آپ کے جلسے میں آئیں گے وہ کل آپ کے مخالف کے جلسے میں بھی ہوں گے۔ یہ لوگ گھروں کے ستائے ہوئے ہیں' گھروں میں ویسے بھی گرمی ہوتی ہے' اس لئے جلسے میں زندہ باد مردہ باد کرنے آ جاتے ہیں۔ ان جھوٹے انسانوں میں سچے آدمی کا میلہ کیسے ہو گا؟ سچے آدمیوں کو اکٹھا کرنے کے لئے پہلے اپنے اندر سچ پیدا کرو یہ سچ آپ کی عبادت ہے ورنہ اپنی ہستی سے زیادہ اپنا نام نہ پھیلاؤ نہیں تو پریشان ہو جاؤ گے۔ کیوں ہلاک کرتے ہو اپنے آپ کو؟ لہٰذا صورت میں بزرگوں کا قول ہے کہ "ہمارے اونٹ تو واپس کرو'

جس کا خانہ کعبہ ہے وہ خود اس کی حفاظت کرے گا"۔ ایک دعا دل سے کرو جو کہ تم نے نہیں کی یعنی جو موجودہ حاکم ہے اللہ اس کی اصلاح فرمائے اور اس کو توفیق دے کہ وہ حکومت کرتا ہی چلا جائے اور ملک میں سب ٹھیک ٹھاک ہو جائے۔ مگر تم دعا نہیں کرو گے کیونکہ اب حکومت میں تمہاری باری آئی ہے۔ یہ دعا آپ کے پاس ہے لیکن آپ نہیں کریں گے۔ آپ کہیں گے اسے اللہ نے تو معاف کر دیا میں معاف نہیں کروں گا۔ اس کو کہتے ہیں ذاتی عناد۔ اگر آپ نے ذاتی عناد رکھنا ہی ہے تو اپنے اندر صلاحیت بھی پیدا کر لو۔ اگر صرف آرزو ہو اور صلاحیت نہ ہو تو پریشانی ہو جائے گی۔ آپ تو فقیر کو پانچ روپے بلکہ پانچ چونیاں نہیں دے سکتے پھر آپ ہی بتاؤ آپ کیا حق رکھتے ہو حکومت لینے کا۔ حکومت حاصل کرنے کے لئے یا تو اس بندے کو حاصل کر لو یا وہ بندہ آپ خود ہی بن جاؤ یا پھر کسی کا انتظار کر لو۔ ہیرو آپ بن نہیں سکتے' کسی ہیرو والے کے ساتھ مل جاؤ یا پھر انتظار کر لو اور دعا کرو کہ یا اللہ مہربانی فرما اب بات ہمارے بس سے باہر ہے۔ بات اللہ کے حوالے کرو' کشتی ڈوب جائے' سمندر رہ جائے' موجیں رہ جائیں' لہریں رہ جائیں' لنگر رہ جائے اور لنگر اندازیاں رہ جائیں ـــــ یا پھر یہ کہو کہ یا اللہ آپ دخل نہ دینا میں خود ہی فیصلہ کر لوں گا۔ ایک کہانی آپ نے سنی ہو گی۔ ایک آدمی دوسرے شخص کو مارنے گیا۔ جب اس کا دشمن تلوار کی زد میں آ گیا تو اچانک بجلی گری اور اس کی کشتی ڈوب گئی۔ جس نے انتقام لینا تھا اس نے فطرت کی طرف اشارہ کیا' انعام ہے' تو نے اس کو مار دیا لیکن میری تلوار کے بغیر مارا' میرا خون ٹھنڈا ہوتا جب یہ میری تلوار سے

۲۶۶

مرتا۔ اب مجھ میں ہمیشہ حسرت ہی رہے گی۔ تو یہ ہیں آپ کی خوبیاں۔ آپ کے انتقام کا جذبہ ختم ہی نہیں ہو رہا اور خواہش رکھتے ہو ملک چلانے کی۔ اپنی استعداد سے ماورا اور ماسوا خواہش نہ کیا کرو' یہ ہلاکت ہے ---- ہلاکت کیا ہے؟ استعداد سے زیادہ کی تمنا۔ اور آسودگی کیا ہے؟ استعداد سے کم سفر---- اللہ قادر ہے' وہ ہمارا مسئلہ بھی ضرور حل کرے گا۔ تو یہ بھی اس کا نقصان ہے۔ دعا کیا کرو کہ انہی مسلمانوں سے کام لے لے۔ اپنی غیرت کو استعداد بنا لو ---- ابھی انڈیا جاتا ہے۔ کیا آپ میں سے کوئی ایسا ہے جو انڈیا سے آیا ہو اور آتے وقت یعنی Migration کے وقت یہ کہہ آیا ہو کہ ہم پھر آئیں گے' فاتحین ہو کر آئیں گے۔ یہ بات بھی آپ بھول گئے۔ نہ دہلی یاد رہی نہ لاہور یاد رہا' صرف پریشانیاں یاد رہ گئیں' اپنے ذاتی کام یاد رہ گئے' ذاتی تعمیر میں مصروف ہو گئے۔ اس لئے دعا کرو کہ اللہ آپ کو آپ کا حق دے۔ حق کیا ہے؟ استعداد کے مطابق حاصل ---- احسان کیا ہے؟ حق سے زیادہ مل جانا ---- محرومی کیا ہے؟ حق سے کم ملنا ---- تاریخ میں جو حکمران گذرے ہیں ان کا ارادہ ہوتا تھا کہ دنیا کو فتح کریں لیکن پھر زندگی مہلت نہیں دیتی ایک فاتح کو ایک بزرگ نے بتایا کہ فتح کرنے کی خواہش کو فتح کر لو تو بچ جاؤ گے۔ زمین کو تو کوئی فتح نہیں کرتا زمین تو ایسے ہی رہتی ہے' انسانوں کی فصلیں اگتی ہیں اور کٹتی ہیں لیکن زمین یہیں رہتی ہے۔ یہ کھنڈرات کبھی محل تھے اور آج کے محل بھی کھنڈر ہو جائیں گے۔ حاصل محرومیاں اور اندیشے ختم ہو جائیں گے۔ آپ کو پتہ ہے کہ پچاس سال میں بھرا ہو شہر اپنے موجود آدمیوں سے بالکل خالی ہو جاتا ہے اور نئے سرے سے بھر

۲۶۷

جاتا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ شہر آباد ہو گیا ہے مگر واقف چہرہ ایک بھی نہیں ملتا۔ اسی طرح آپ بھی اپنے گاؤں جاؤ تو گاؤں بھرے ہوئے ہیں لیکن سنگی اور ساتھی کسی اور طرف چلے گئے ہیں۔ ہمیں بھی کسی اور طرف جانا ہے۔ اس سے پہلے کہ چلے جاؤ آپ سچ بول جاؤ۔ کوئی سچا کام کر جاؤ' جھوٹ نہ بولو' انتشار اور فساد نہ پھیلاؤ' اپنی استعداد کو بڑھاؤ اور آنے والی نسلوں کو سچ دے جاؤ۔ پیر بھی جھوٹا نہیں ہونا چاہئے' مولوی بھی جھوٹا نہیں ہونا چاہئے' استاد بھی جھوٹا نہیں ہونا چاہئے۔ اور سیاست دان تو بالکل ہی جھوٹا نہیں ہونا چاہئے۔ یہ میں آپ کو وارننگ کے طور پر اطلاع دے رہا ہوں۔ جس کی بات جتنے ابلاغ میں جائے گی اس کا گناہ اتنا ہی زیادہ ہو گا۔ ایک آدمی اگر Public Sector میں جھوٹ بولے گا تو جتنے سامعین ہوں گے اتنا ہی اس کا گناہ ہو گا۔ اس لئے کبھی سٹیج پر جھوٹ نہ بولنا۔ اب آپ کہو گے کہ اگر سیاست میں جھوٹ نہ ہو تو سیاست میں کیا رہ جاتا ہے؟ سیاسی تقریر اکثر یہ ہوتی ہے کہ موجودہ حکومت نااہل ہے اور حکومت کہتی ہے کہ یہ سارے شرپسند ہیں اور غیر ملکی ایجنٹ ہیں اور اسلام کو نقصان دے رہے ہیں۔ اور اصل حالت یہ ہے کہ غریب آدمی کے حالات خراب ہوتے جا رہے ہیں اور سرحدوں پر علیحدہ خطرہ ہے۔ حکمران ادھر عمرہ کرنے چلے جاتے ہیں یا حج کرنے چلے جاتے ہیں اور عاقبت یہاں ملک میں تباہ ہو رہی ہے۔ بادشاہ کو صرف نیک نہیں ہونا چاہئے بلکہ اہل بھی ہونا چاہئے' بلکہ خوبیوں والا ہونا چاہئے۔ تو صلاحیت والا ہی صحیح کام کر سکتا ہے۔ صلاحیت کو شوق کے کناروں سے باہر نہیں جانا چاہئے۔ اپنے شوق صلاحیت میں رکھو اور اپنے بیان کو

۲۶۸

صداقت میں رکھو۔ اور اپنے تقاضے کو حقوق کے قریب رکھو اور اپنی زندگی کو اللہ کے حکم میں رکھو' اگر یہ اللہ کے حکم میں نہیں ہے تو پھر یہ نافرمانی ہو گی۔ ہماری یہی زندگی ہماری عاقبت ہے' ہماری اور کوئی عاقبت نہیں۔ اپنی عاقبت بنانے کے لئے اپنی صلاحیت استعمال کرو۔

From: Book: Guftagoo-2

January 28, 2011

Wasif Ali Wasif (R.A.) Muqalma (Pakistan Noor hai, Noor ko zawal nahi) (Complete)

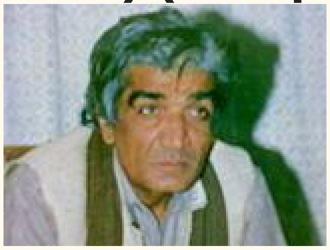

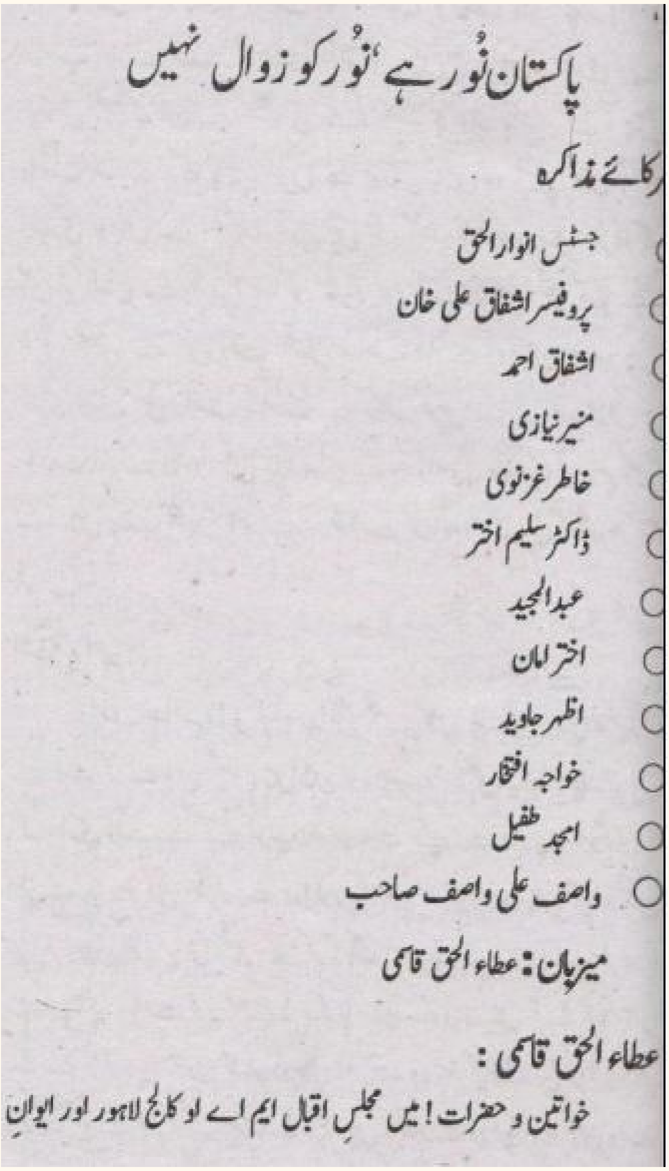

پاکستان نُور ہے نُور کو زوال نہیں

رکانِ مذاکرہ

- جسٹس انوار الحق
- پروفیسر اشفاق علی خان
- اشفاق احمد
- منیر نیازی
- خاطر غزنوی
- ڈاکٹر سلیم اختر
- عبدالمجید
- اختر امان
- اظہر جاوید
- خواجہ افتخار
- امجد طفیل
- واصف علی واصف صاحب

میزبان: عطاء الحق قاسمی

عطاء الحق قاسمی:
خواتین و حضرات! میں مجلسِ اقبال ایم اے او کالج لاہور اور ایوانِ

وقت کی طرف سے آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

میں نے جناب واصف علی واصفؒ کو یہاں بلایا ہے۔ واصف صاحب ہمارے ملک کے ممتاز دانشوروں میں سے ہیں۔ ہماری دیرینہ خواہش تھی کہ ان سے گفتگو کی جائے' گفتگو کا حوالہ پاکستان ہے۔ چنانچہ واصف صاحب سے باتیں کریں گے اور یہ باتیں وہ نہیں ہوں گی جو اخباری حوالوں سے ہم تک پہنچتی ہیں بلکہ گفتگو کا طور روحانی سفر ہو گا یعنی یہ کہاں سے شروع ہوا اور آج کس صورت میں نظر آ رہا ہے۔ خوش قسمتی سے اس وقت اشفاق صاحب ہمارے درمیان موجود ہیں' آپ واصف علی واصف صاحب سے مکالمہ کریں گے اور بعد ازاں جو سوالات ہمارے ذہنوں میں پیدا ہوں گے وہ واصف صاحب سے پوچھیں گے۔ میں جناب اشفاق احمد سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی گفتگو کا آغاز فرمائیں۔

اشفاق احمد:

واصف صاحب! یہ کوئی روایتی مجلس نہیں بلکہ مجالس کی عام ڈگر سے ہٹ کر ہے اس محفل میں' میں اور میرے ساتھی یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ہماری ذات سے لے کر یہ سفر جو بہت پیچھے سے ہمارے بزرگوں کا سفر ہے' یہ سفر اسی اعتبار سے ہوا اور پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔ لیکن یہ سفر بیرونی طور پر ہی نہیں ہوا کرتا بلکہ اس کے اندر ہی ایک سفر ہوتا ہے۔ چنانچہ سیاست اور معیشت کے پاکستان کے وجود میں آنے کا' پاکستان کے بننے کا اور پاکستانیوں کا جو روحانی سفر تھا۔ وہ سفر کیا بتدریج رواں ہے یا رک گیا ہے اور لوگ سستانے لگے ہیں۔ ہمارے درمیان جو اس وقت

عوام موجود ہے جس میں ہم سب لوگ شامل ہیں' جو بڑے یقین کے ساتھ اور حتمی طور پر اس بات کو مانتے بھی ہیں اور اعلان بھی کرتے ہیں کہ پاکستان بنا اس لئے تھا کہ ہم اپنی زندگی بہتر کرنا چاہتے تھے' ہم اپنی زندگیوں کو آزادی عطا کرنا چاہتے تھے اور ہم نہایت دلجمعی کے ساتھ اپنی تہذیب اور اپنی ثقافت کے حوالوں کے ساتھ زندگی بسر کرنا چاہتے تھے۔ لیکن جب ہم اس سے ہٹ کر پیچھے کی طرف دیکھتے ہیں۔ مثلاً" ہم جو جالندھر' ہوشیار پور سے آئے تو ہم دیکھتے ہیں کہ بیاس کے مقام پر ایک چھکڑا جا رہا ہے' اس کو ایک ادھیڑ عمر کا آدمی ہانک رہا ہے اس چھکڑے میں ایک اس کا باپ ہے' بیوی ہے' اس کی دو بچیاں ہیں' ایک بیٹا ہے' وہ جا رہا ہے۔ اچانک اس پر حملہ ہوتا ہے جس میں اس کا بیٹا مار دیا جاتا ہے۔ وہ اس جگہ پر ایک گڑھا کھود کر اپنے بیٹے کی لاش دفن کر دیتا ہے اور درود شریف پڑھتا ہوا چھکڑے کو لے کر پھر چل پڑتا ہے۔ حالانکہ اصولی طور پر تو اسے اپنا سفر روک لینا چاہئے تھا۔ پھر تھوڑا آگے جا کر اس کی بچی اٹھالی جاتی ہے۔ وہ پھر بھی درود شریف پڑھتا ہے۔ اللہ رسولؐ کو یاد کرتا ہوا آگے چل پڑتا ہے۔ یعنی کیا اس کو اس بات کی خواہش اور طلب تھی کہ آگے چل کر مالی طور پر مجھے ایک سنہرا مستقبل نصیب ہو گا یا یہ کہ اتنے خوفناک سفر سے گزرنے کے بعد اصولاً" اس کو یہ مان لینا چاہئے تھا کہ اب میں منہ سے وہ الفاظ نہ کہوں جو میں کہتا ہوں یا مجھے رک جانا چاہئے تھا۔ لیکن وہ بدستور اپنا چھکڑا ہانکتا ہوا سرحد تک پہنچ جاتا ہے۔ اب جب ہم بہت سمجھدار اور سوچنے والے ہو گئے ہیں' اب ہم کو اپنے آپ میں وہ خصوصیت نظر نہیں آتی۔ چنانچہ میں بالخصوص اور میرے ساتھی

بالعموم یہ جاننا چاہیں گے کہ موجودہ صورت حال میں جب کہ ہم سیاسی طور پر تو سمجھ گئے ہیں کہ یہ ووٹ ہوتا ہے' یہ بیلٹ بکس ہے' یہ جمہوریت ہے اور ایسے اسمبلی بنتی ہے۔ یہ سب کچھ تو ہم جان گئے ہیں اور اس کی تو اب ضرورت نہیں جاننے کی۔ بات یہ ہے کہ کیا ہمارے بچ نکلنے کے لیے کوئی ایسا سوچ ہے۔ جس سے ہم میں پھر وہی ایمان اور یقین کی کیفیت پیدا ہوگی۔ اور ہم پھر پہلے کی طرح اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں گے۔ مایوسی کی فضا دور ہوگی اور غیر یقینی حالات بہتر ہوں گے۔ کیونکہ کچھ لوگ تو پاکستان کے قائم رہنے کے بارے میں بھی شکوک و شبہات کا اظہار کرتے ہیں۔ سوال لمبا ہوگیا ہے مگر اب یہ معلوم نہیں کہ میں اپنا مقصد سمجھا سکا ہوں کہ نہیں؟

واصف علی واصف صاحب:

حاضرینِ محفل کی خدمت میں سلام پہنچے۔ سوال بڑا واضح ہے اور اس کا جواب بھی بڑا واضح ہے۔ غیر یقینی حالات پر تقریریں کرنے والے کتنے یقین سے اپنے مکان بنا رہے ہیں۔ دراصل جس انسان کو اپنے آپ پر اعتماد نہیں وہ کسی مستقبل پر بھی اعتماد نہیں کر سکتا۔ مستقبل حال سے ہے' اپنے حال پر راضی رہنا چاہیے۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہم اپنے مستقبل سے مایوس نہ ہوں۔ اگر کشتی میں ایک انسان بھی خوش نصیب ہو تو اس کے کنارے لگنے کا شک نہ ہونا چاہیے۔ خوش نصیب وہ انسان ہے جو اپنے نصیب پر خوش ہو۔ آج کا انسان ایک نامعلوم اندیشے سے دوچار ہے۔ اندیشہ ذاتی' ملکی اور بین الاقوامی حالات کی وجہ سے ہے۔ ذاتی اندیشہ اس لیے ہے کہ ہماری زندگی

کثیر المقاصد ہو کے رہ گئی ہے۔ خواہشات کی کثرت نے زندگی میں بے مقصدیت پیدا کر دی ہے۔ ہم کئی زندگیاں گزار رہے ہیں اور اس طرح ہمیں کئی اموات سے دوچار ہونے کا ڈر محسوس ہو رہا ہے۔ ملکی سطح پر ہم سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے اندیشے میں مبتلا ہیں۔ وحدتِ افکار نہ ہونے کی وجہ سے وحدتِ کردار نہیں۔ اسی لئے ملت میں وحدت کا شعور نہیں۔ غور طلب بات یہ ہے کہ یہ کیسے مسلمان ہیں جن پر اسلام نافذ نہیں ہو سکا اور یہ کیسا اسلام ہے جو مسلمانوں پر نافذ نہیں ہو سکا۔ اندیشوں سے بچنے کا طریقہ بھی آسان ہے۔ اندیشے کی ضد امید ہے۔ امید اس خوشی کا نام ہے جس کے سہارے غم کے ایام بھی کٹ جاتے ہیں۔ فطرت کے مہربان ہونے پر یقین کا نام امید ہے۔ غور کرنا چاہیے کہ موت سے زیادہ خوفناک موت کا ڈر ہے اور موت کا ڈر بے معنی ہے کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ خطرات کے باوجود زندگی وقت سے پہلے ختم نہیں ہو سکتی اور احتیاط کے باوجود زندگی وقت کے بعد قائم نہیں رہ سکتی۔ میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ بہتر وقت آنے والا ہے۔ جس طرح موسم بدلنے کا ایک وقت ہوتا ہے اسی طرح وقت بدلنے کا بھی ایک موسم ہوتا ہے۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ زندگی' موت کی حفاظت و پناہ میں ہے۔ ہم اجتماعی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ لیکن ہم فرداً" فرداً" جواب دہ ہیں۔ لالچ نکل جائے تو خوف نکل جاتا ہے۔ جو اپنے فرائض کی ادائیگی کرتا ہے وہ خوف سے آزاد ہے۔ خوف کوتاہیوں کا نام ہے۔ ہم اپنے اعمال کی عبرت کے خوف میں مبتلا ہیں۔ گناہوں نے دعائیں چھین لی ہیں۔ ہم آج بھی ایک عظیم قوم بن سکتے ہیں اگر ہم معاف کرنا اور معافی مانگنا شروع کر

دیں۔ اگر ہمارا فرض اور شوق یکجا ہو جائے تو زندگی خوف سے آزاد ہو سکتی ہے۔

اصل میں مادی اشیاء کی محبت نے ہم سے ذوقِ سفر چھین لیا ہے۔ ذوقِ سفر نہ ہو تو رہنماؤں کا شکوہ کیا؟ ہم بے سکون ہو چکے ہیں کیونکہ ہم دوسروں کا سکون برباد کر کے سکون حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ دل سے کدورت نہ نکلے تو سکون کیسے حاصل ہو۔ زندگی میں غم اور خوشی تو آتے ہی رہتے ہیں۔ بیدار کر دینے والا غم غافل کر دینے والی خوشی سے بدرجہا بہتر ہے۔ حقیقت ثابت نہیں کی جا سکتی۔ سورج کی روشنی کا ثبوت دیکھنے والے کی آنکھ مہیا کرتی ہے۔ مجھے یقین ہے یہ ملک قائم رہے گا۔ حالات بدلتے رہتے ہیں۔ محروم و مظلوم کی دادرسی ہو گی۔ حق والا حق پائے گا۔ ہم سب ایک وحدت ہیں۔ اصل میں جس کو اپنی فلاح کا یقین ہو وہ تبلیغ کر سکتا ہے تاکہ دوسرے اس نعمت میں شریک ہوں۔ مبلغ کی صداقت کا ثبوت یہ ہو سکتا ہے کہ وہ دوسروں کو صرف اپنے علم میں شریک نہ کرے بلکہ اپنی آسائشوں میں بھی شریک کرے۔ ہم طاقت اور دولت سے خوشی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ عقیدے میں ہم فرعون کو ملعون کہہ چکے ہیں۔ طاقت خوف پیدا کرتی ہے، خوف نفرت پیدا کرتا ہے، نفرت بغاوت پیدا کرتی ہے اور باغی ذہن ملک کے ٹوٹنے کی بد دعا کرتے ہیں۔ طاقت محبت میں بدل جائے تو ملک سلامت ہی سلامت ہے۔ نیکی لاٹھی نہیں جس سے بدی کو ہانکا جائے، نیکی میزبان ہے جو بدی کی ضیافت کر کے اسے راہِ راست پر لاتی ہے۔ نیکی کا مزاج مشفق والدین کا سا ہے اور بدی باغی اور سرکش اولاد کی طرح ہے۔ بدی محبت سے ٹھیک ہو سکتی

ہے۔ ابھی وقت ہے کہ ہم غور کریں، دعا کریں اپنے اعمال کی، اپنے افکار کی، اپنے الفاظ کی اصلاح کریں۔ خدا وہ وقت نہ لائے کہ لوگ یہ کہیں کہ ہمیں اس کا پہلے ہی اندیشہ تھا۔ خدا ہمیں ہمارے اندیشوں سے بچائے۔ اگر اللہ رحمت کے جوش میں مخلوق کو بخش دے اور گناہوں کو معاف کر دے تو کیا ہو گا موت کا منظر مرنے کے بعد؟ کیا اللہ معاف کرنے پر قادر نہیں؟ آج ہر انسان گلہ کر رہا ہے، کچھ لوگ مخلوق کا گلہ کر رہے ہیں، خالق کا گلہ کر رہے ہیں، مخلوق کے سامنے اللہ کا شکر ادا کرنے والے کہاں گئے؟ یقین دلانے والے کیا ہوئے؟ کیا ہمیشہ کے لئے بند ہو جانے سے پہلے ہماری آنکھ نہیں کھل سکتی؟ کیا ہم دوبارہ یقین کی منزل کو حاصل نہیں کر سکتے؟ یقیناً کر سکتے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ حالات بہتر ہوں گے جلد ہی۔ کیا اقبالؒ کے خواب کے بعد کسی مردِ مومن کو کوئی تازہ ملت ساز خواب نہیں دکھائی دے سکتا؟ کیا خیالات بدل نہیں سکتے؟ کیا حالات بدل نہیں سکتے؟ کیا زندگی منفعت سے نکل نہیں سکتی؟ کیا ہم پر اس کی رحمت کے دروازے نہیں کھل سکتے؟ کیا ہم رحمۃ اللعالمینؐ سے مایوس ہو گئے ہیں؟ خدا ہمیں وہ نظر پھر سے عطا کرے گا۔ وہ دل پھر سے ملے گا۔ مسلمانوں کو آسانیاں دو، انہیں زیادہ علم کی ضرورت نہیں، یقین کی ضرورت ہے۔ معاف کرنے والے کے سامنے گناہ کی کوئی اہمیت نہیں۔ عطا کے سامنے خطا کا کیا ذکر۔ زندگی سے تقاضا اور گلہ نکل دیا جائے تو یقیناً سکون مل جاتا ہے۔ جھوٹا آدمی کلام الٰہی بھی بیان کرے تو اثر نہ ہو گا۔ صداقت کے بیان کے لئے صادق کی زبان چاہئے، بلکہ صادق کی بات کو ہی صداقت کہتے ہیں۔

کامیابی اہم نہیں مقصد اہم ہے۔ برے مقصد میں کامیابی سے اچھے مقاصد میں ناکامی بہتر ہے۔ اللہ کی رحمت اس کے غضب سے وسیع ہے۔ زندگی اور عقیدے کا فرق ختم ہونا چاہئے۔ جس خطرے کا وقت سے پہلے احساس ہو جائے تو وہ ضرور ٹل سکتا ہے۔ دعا اسی لئے ہوتی ہے کہ آنے والی بلاؤں کو ٹالا جائے۔ نیک انسان کی دعا بھی سب کی نجات کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ خطرہ باہر نہیں ہوتا خطرہ اندر ہوتا ہے۔ سانس اندر سے اکھڑتی ہے۔ آج کے مسلمان کو موت کے خطرے سے زیادہ غریبی کا خطرہ ہے۔ پہلے غریب کی معاشی حالت کی اصلاح کی جائے پھر اس کے ایمان کی۔ بیمار سے کلمہ نہ سنا جائے اس کے لئے دوا کا انتظام کیا جائے۔

آج انسانوں کے وسیع سمندر میں ہر انسان ایک جزیرے کی طرح تنہا ہے۔ تنہائی کا خوف سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ تنہائی روح تک آ پہنچی ہے' اللہ کا سہارا ہی بچا سکتا ہے۔ جو لوگ سیاسی اور سماجی ضرورت کے لئے اللہ کا نام لیتے ہیں' ان کے لئے مایوسی اور کرب مسلسل کا عذاب ہے۔

ایک معمولی سا واقعہ ہی غیر معمولی نتائج برآمد کر جائے گا۔ بعض اوقات دور سے آنے والی آواز اندھیرے میں روشنی کا کام دیتی ہے۔ ایک چہرہ زندگی میں انقلاب پیدا کر سکتا ہے۔ پاس سے گزرنے والا خاموش انسان کئی تبدیلیاں پیدا کر جاتا ہے۔ ایک نگاہ زندگی کا حاصل بن کے رہ جاتی ہے۔ مکڑی کا کمزور جالا ایک قوی دلیل کا کام دے جاتا ہے۔ انسان کے مزاج کو بدلنے میں کوئی دیر نہیں لگتی۔ ایک خوش مذاق انسان تمام محفل کو اداسی سے نکال سکتا ہے۔ ایک سوچ پورے فکر کے انداز کو

بدل کے رکھ دیتی ہے۔

پاکستان کے ٹوٹنے کا اندیشہ اس لئے بھی نہیں ہے کہ یہ صرف نو کروڑ پاکستانیوں ہی کا مستقبل نہیں بلکہ یہ مسلمانانِ عالم کا مستقبل ہے۔ اس کی بنیادوں میں شہداء کا خون ہے۔ اب اسلام کی عظمت کا نشان ہے۔ اسلام کی حفاظت اسلام خود فرمائے گا۔ اللہ حفاظت کرے گا۔ اللہ کے حبیبؐ اس کے محافظ ہیں۔ ہمارے اندیشے محض ذاتی ہیں یا سیاسی ہیں' ان میں نہ کوئی جواز ہے نہ بنیاد۔ موجودہ حکومت سے کسی قسم کے اختلاف کا نتیجہ یہ تو نہیں کہ ملک ہی نہ رہے۔ اگر ہم شہداء کے نصیب پر یقین رکھتے ہیں صوفیاء' علماء' فقراء کے نصیب پر یقین رکھتے ہیں۔ اگر ہم اقبالؒ کے نصیب پر یقین رکھتے ہیں' اگر ہم اللہ' اللہ کے حبیبؐ پر' اسلام پر یقین رکھتے ہیں تو ہمیں پاکستان کی سلامتی کا بھی یقین ہونا چاہئے۔ ایک انسان صرف ایک انسان جو قائد اعظمؒ کی طرح سب میں مقبول ہو' قوم کے نصیب کو بدل سکتا ہے اور کسی ایک رہنما کے آنے کا عمل اتنا ناممکن نہیں بلکہ ایسا ہو گا۔ ایسا ہونے والا ہے۔ ملک محفوظ رہے گا۔ ہم اپنے اعمال کی اصلاح کریں۔ اپنے عقیدے پر یقین رکھیں۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ ملک کو کوئی خطرہ درپیش نہیں۔ ملک کو خطرے سے دوچار کرنے والے خود خطرات میں گھرے ہوتے ہیں۔ تعجب ہے دس کروڑ غلام مسلمانوں نے ایک عظیم ملک تخلیق کر لیا۔ آج دس کروڑ آزاد مسلمان اس ملک کی بقا کے بارے میں خدشات کا ذکر کرتے ہیں۔ ہمارے ایمان میں اور ہمارے کردار میں دراڑیں ہیں۔ ملک میں کوئی دراڑ نہیں۔ پاکستان میں ایک عظیم روحانی دور آنے والا ہے۔ سب

ٹھیک ہو جائے گا۔ اندیشہ نہیں کرنا چاہئے۔ اندیشہ عروج کا دشمن ہے۔

اختر امان:

واصف صاحب! پاکستان ہم نے مسلمانوں کی روحانی' ثقافتی' سیاسی اور معاشی نگہداشت کے لئے قائم کیا۔ یہاں سے جتنے مسلمان لندن' کینیڈا اور مشرق وسطیٰ میں جاکر رہ رہے ہیں ان کا کلچر' ان کا مذہب' ان کی معیشت یہاں سے زیادہ محفوظ ہے۔ تو کیا نئے دور کے جو تقاضے ہیں ان میں جو اٹھنے والے سوالات ہیں ان کا بھی کوئی جواب ہے آپ کے پاس؟

واصف علی واصف صاحب:

اس سوال کا جواب تو ہم پہلے بھی دے آئے ہیں۔ یہی سوال ہندوستان میں رہ جانے والے مسلمانوں کا تھا۔ اگر دین کے لئے ملک بنا تو دین تو ہر جگہ ہے۔ جہاں مصلیٰ بچھایا' دین شروع ہو گیا۔ مسجدوں کو غیر آباد کر کے جانے والو! تم کون سا اسلام لے چلے ہو۔ جو لوگ پاکستان کے نظریے سے اختلاف رکھتے تھے کہ سیاست' معیشت' کلچر وغیرہ محفوظ کرنے کے لئے ملک بنانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم نے سب کو جواب دیا' عملی جواب کہ ثقافت اور کلچر محفوظ کرنے کے لئے ملک کا ہونا ضروری ہے۔ اسلامی ریاست کا قیام ہی منشائے اسلام ہے۔ پاکستان سے باہر رہنے والے مسلمان آباد ہیں۔ پاکستان کے دم سے ہی سب آبادیاں ہیں۔ نئے تقاضے ہمارے پرانے دین کو کبھی بدل سکے ہیں نہ بدل سکیں گے۔ سب نئے سوالات کا جواب ایک مضبوط پاکستان ہے۔ سب کا پاکستان

برابر کا پاکستان۔

ڈاکٹر سلیم اختر:

مشرقی پاکستان علیحدہ ہونے سے پہلے بھی یہی کہا جاتا تھا کہ ایسی صورت حال پیدا نہیں ہوگی۔ لیکن ایسا ہو گیا اور اب پھر وہی کہا جا رہا ہے کہ باتیں لغو ہیں' ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن ضمانت کوئی نہیں ہے۔

جسٹس (ریٹائرڈ) انوار الحق:

واصف صاحب سے پہلے اس سلسلے میں کچھ کہوں گا۔ ابھی جو واصف صاحب نے فرمایا ہے تو اس سے یہ تاثر پیدا نہیں ہوتا کہ اگر پاکستان ٹوٹے گا تو پھر ہم کیا کریں گے۔ اب تو ہم اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ اگر واقعی ایسا خدشہ ہے تو اس پر غور کریں کہ اس خدشے کو کیسے دور کیا جائے۔ اگر ایسا ہوگا تو پھر کیا ہوگا؟ اس لئے اس قسم کا سوال ابہام پیدا کرتا ہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے' اگر ایسا ہوا تو ہم کیا کریں گے "بھئی پھر ہم مر جائیں گے اور کیا کریں گے"۔

اختر امان:

یہ سوال آج سے چالیس سال پہلے بھی ایک قوم کے ذہن میں تھا۔ ہندو سوچا کرتے تھے کہ اگر بھارت ٹوٹ گیا تو پھر کیا ہوگا اور بھارت ٹوٹ گیا۔ پاکستان بنا' پھر پاکستان ٹوٹا' بنگلہ دیش بنا۔ تو جس طرح برصغیر کا ٹوٹنا ہندو کی نفسیات کا حصہ بن گیا اسی طرح پاکستان کا ٹوٹنا ہماری نفسیات کا حصہ بن گیا ہے۔ آپ کا کیا خیا ؟

واصف علی واصف صاحب:

آپ کا اندیشہ خلوص پر مبنی ہے لیکن حقیقت پر مبنی نہیں۔ اندیشہ پیدا کرنے والے عوامل کا قبل از وقت خیال کیا جائے تو انسان اندیشے سے نکل سکتا ہے۔ کوئی جواب انسان کو اس وقت تک مطمئن نہیں کر سکتا جب تک جواب دینے والے پر یقین نہ ہو۔ چونکہ ہم مستقبل کے بارے میں بات کر رہے ہیں اس لئے بہتر ہو گا کہ آنے والی کسی ناگہانی آفت کو دعا سے دور کر لیا جائے۔ پہلے پاکستان ٹوٹا؟؟ لیکن اس سے پہلے پاکستان بنا بھی۔ تو ہم توڑنے والوں کی بجائے بنانے والی قوت پر کیوں نہیں یقین رکھتے۔ ایک معمولی سی چڑیا اپنے گھونسلے کی حفاظت میں شاہینوں سے لڑ جاتی ہے۔ شیر دھاڑتے رہتے ہیں اور ہرن کے بچے پھرتے رہتے ہیں۔ آپ پاکستان کے ٹوٹنے اور بنگلہ دیش کے بننے کا ذکر کر رہے ہیں۔ آپ اس واقعہ یا سانحہ کا ہندوستان کے نقطۂ نظر سے جائزہ لیں تو آج ہندوستان کے لئے پاکستان کا ٹوٹنا ایک زیادہ خطرے کا باعث بن چکا ہے۔ آج ہندوستان چار پاکستانوں سے دوچار ہے۔ ہمارا پاکستان' بنگلہ دیش' ہندوستان کے اپنے ۹ کروڑ مسلمان اور خطرے کے لحاظ سے خالصتان کی تحریک۔ اللہ ہمیں ہمارے دشمنوں سے بچائے اور ہمارا سب سے بڑا دشمن اندیشہ ہے جو ہمارے ایمان کو گھن کی طرح کھا رہا ہے۔ میں نے پہلے عرض کیا کہ خطرات زندگی کی میعاد کو کم نہیں کر سکتے اور احتیاط اسے ایک لمحہ زیادہ نہیں کر سکتی۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم اللہ پر بھروسہ رکھیں تو ایمان' زندگی اور پاکستان سلامت رہیں گے۔ اگر انتظار کرنا ہے تو کیوں نہ اچھے وقت کا انتظار کیا جائے۔

اشفاق علی خان:

ان کا سوال میں دہراتا ہوں۔ اور یہ بات بڑے عاجزانہ طریقے سے پیش کی جا سکتی ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ میری کتاب فروری ۱۹۷۱ء میں چھپ گئی تھی اس پر ۲۷ لگتے تھے۔ جب میں نے ۱۹۴۳ء میں ایم اے پاس کیا تو مجھے یہ یقین ہو گیا تھا کہ پاکستان ضرور بنے گا۔ اب میں کسی کو کہہ بھی نہیں سکتا تھا کہ مجھے یہ یقین ہے۔ اس کا رد عمل یہ ہوا کہ میں نے وہ کتاب لکھنی شروع کر دی' جو ۱۹۷۱ء میں شائع ہوئی۔ واصف صاحب حال میں کچھ اندیشے ہیں۔ حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے جہاں تک نظر دوڑاتا ہوں اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے لئے کہیں کوئی مناسب جگہ نہیں ملتی۔ میں واصف صاحب سے چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کچھ بتائیں تاکہ میرا یقین مضبوط ہو اور جو لاجیکل پروسس ہے وہ میرے دل کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔

واصف علی واصف صاحب:

آپ بہتر علم رکھتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ عقیدہ حالات کے فوری تجزیہ یا فوری تجربے یا فوری نتیجے پر زور نہیں دیتا۔ عقیدہ حالات کے لئے ایک عاقبت رکھتا ہے۔ فلسفہ یا لاجک سے یقین کی پرورش نہیں ہو سکتی۔ لاجک فکر کی گتھیاں سلجھاتی ہے لیکن جنون یقین کی منزل دکھاتا ہے۔ یقین کسی کی ذات پر اعتماد کا نام ہے۔ قائد اعظمؒ انگریزی میں تقریر کرتے تھے تو دیہات کا ایک گنوار مسلمان اپنے اندر تقویت محسوس کرتا تھا۔ اللہ کی رحمت پر بھر   تو یقین میسر آتا ہے۔ اللہ لاجک سے بھ

نہیں آتا ہے۔ یہ یقین ایک نگاہ سے بھی حاصل ہو سکتا ہے اور زندگی کوششوں سے بھی نہیں ملتی۔ یقین غور سے حاصل نہیں ہوتا یقین ایمان کا نام ہے۔ اجتماعی عمل ختم ہو جائے تو قوم پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ یقین یا سکون کے لئے رجوع الی اللہ کیا جائے۔ پاکستان کے مستقبل پر یقین کیا جائے' اپنی ذات پر اعتماد کیا جائے' دوسروں کے نقطۂ نگاہ کو تحمل سے سنا جائے۔ ہر انسان پاکستان سے مخلص ہے۔ کسی کے خلوص پر شک نہ کیا جائے۔ اسلام مسلمانوں کے طرزِ حیات کا نام ہے۔

خواجہ افتخار:

مشرقی پاکستان کا جو زخم لگا اس کی کسک تو آج بھی محسوس ہوتی ہے۔ لیکن بدنصیبی سے آج بھی ہمارے ملک کے مختلف صوبوں میں جو آگ لگی ہوئی ہے آپ اس کا اعتراف کریں یا نہ کریں اس کے متعلق بتائیں کہ حل کیا ہے۔ جیسا جسٹس انوار الحق صاحب نے فرمایا کہ سوال یہ نہیں ہے کہ پاکستان قائم بدامن نہیں رہے گا۔ سوال یہ ہے جس کے دو پہلو ہیں کہ ہندوستان کی حکومت کو ہم سے زیادہ مسائل ہیں' وہاں کی معاشی حالت ہم سے زیادہ خراب ہے۔ وہاں کے فٹ پاتھ پر ہزاروں لوگ رات بسر کرتے ہیں۔ انسان حیوانوں کی طرح رکشا کھینچتے ہیں۔ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے فضل سے معاشی خوشحالی بھی ہے اور اقتصادی بھی' تو کیا وجہ ہے یہاں منفی باتیں کی جاتی ہیں۔ جب کہ بھارت میں کوئی ایسا نہیں کہتا کہ ہندوستان ٹوٹ رہا ہے یا ٹوٹ جائے گا۔ ہم ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے اور اس کا حل کیا ہے؟

واصف علی واصف صاحب:

کیا ہندوستان میں کوئی نہیں کہتا کہ ہندوستان ٹوٹ رہا ہے۔ اس بات پر غور کر لیا جائے تو بہتر ہوگا۔ وہاں کے لوگ بھی اعتماد سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔ وہاں ٹوٹ پھوٹ کا عمل شروع ہو چکا ہے۔ ہم تو اندیشوں کی بات کر رہے ہیں۔ دراصل ہماری عاقبت کے ذمہ دار شعبوں پر ہمارا اعتماد ختم ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر کی ذات پر اعتماد نہ ہو تو اس کی ذہانت بھی بے کار ہے اور دوائی بھی کارآمد نہ ہوگی۔ بیماری کا اصل علاج اعتماد ہے معالج پر اعتماد' اپنے مستقبل پر اعتماد۔ یہ اعتماد تعلق سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کا اظہار نہیں ہو سکتا۔ کہنے والے نے کہا کہ اللہ ہے اور ہم نے مان لیا کہ اللہ ہے۔ ہم نے صادق کی زبان پر اعتماد کیا ہے اس لئے اللہ پر یقین تقرب کا ایک درجہ ہے۔

اظہر جاوید:

یہ جو فقیر کشف و کمالات دکھاتے ہیں یہ فقیری کے لئے کوئی ضروری چیز نہیں لیکن کسی وقت اس کی ضرورت بھی آ پڑتی ہے۔ تو مسئلہ یہ ہے کہ جو خوشنما منظر آپ کی آنکھوں نے دیکھا ہے وہ منظر ہماری آنکھیں بھی دیکھنا چاہتی ہیں۔ بس ہمیں وہ منظر دکھنا ہے۔

واصف علی واصف صاحب:

اس کا اشارہ تو پہلے بھی دیا جا چکا ہے۔ یقین و اعتماد پر بہت کچھ بڑے بڑے انسانوں نے بھی لکھا ہے ؎

یقیں پیدا کر غافل کہ مغلوب گماں تو ہے

یقین حاصل کرنے کا کوئی فارمولا نہیں دیا جا سکتا ہے

علاجِ ضعفِ یقین ان سے ہو نہیں سکتا
غریب گرچہ ہیں رازی کے نکتہ ہائے دقیق

یقین تحقیق سے نہیں، تسلیم سے ملتا ہے۔ اس کے لئے کوئی اور نسخہ تجویز نہیں کیا جا سکتا۔ وسوسوں، اندیشوں اور شکوک و شبہات کے زمانے میں دولت یقین کا میسر آنا ہی بڑی کرامت ہے۔ آپ ایک آنے والے اچھے دور پر اگر یقین کر لیں تو آپ کا کیا بگڑتا ہے۔

خاطر غزنوی :

ایک بات آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے گفتگو شروع کی تو باطنی حوالے سے کی۔ اس دوران باہر سڑک کا شور کمرے میں آیا تو آپ نے دروازہ بند کرنے کو کہا۔ گویا آپ بھی جانتے ہیں کہ خارج کا اثر باطن پر ہوتا ہے۔

واصف علی واصف صاحب :

جہاں آپ نے یہ بات نوٹ کی، ایک قدم اور آگے بڑھتے تو یہ بھی نوٹ کر لیتے کہ خارجی اثر مقرر پر نہیں ہوتا تو سامعین پر تو ضرور ہوتا ہے۔ آپ توجہ فرماتے تو دروازہ بند کئے بغیر بھی یہ مسئلہ حل ہو جاتا۔

منیر نیازی :

واصف صاحب کے سامنے میرے تو ذہن میں کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہو رہا ہے یہ عجیب بات ہے۔ جس کے چھٹے مقام پر بات چیت ہو

رہی ہے اس کو میں محسوس کر رہا ہوں۔ یہ جو جزملسٹ اور انٹیلیکچوئل قسم کے کلیے ہیں میرے اندر سے نکل ہی نہیں پا رہے۔ بے شمار سوالات ہیں ساری دنیا ہی سوالوں میں پھنسی ہوئی ہے لیکن جو انہوں نے اصل بات کی ہے کہ اندر ایک اطمینان موجود ہے وہی اصل چیز ہے۔ وسوسے تو انسان بہت پیدا کرتا ہے لیکن ان کو دور بھی ایک ہی انسان کرتا ہے۔ پوری ملت کو وسوسوں سے نکالنے والا بھی ایک ہی آدمی ہوتا ہے۔

جسٹس (ریٹائرڈ) انوار الحق :

اشفاق صاحب آپ بات کو آگے بڑھائیں۔ واصف صاحب نے تو اپنا نقطہ بالکل واضح کر دیا ہے۔ آپ ان کے مقابل بیٹھے ہوئے ہیں اس لئے بات آگے بڑھائیں۔

اشفاق احمد :

میرا تعلق روحانیت سے تو نہیں ہے اور دلچسپی بھی صرف کتابی طور پر ہے۔ میرا سوال یہ تھا اور اس گفتگو کے بعد بنتا بھی ہے کہ ہمارے دل میں وہ یقین کیوں نہیں ہے جو آپ کے دل میں ہے۔ مثال کے طور پر ہم لوگ بغیر کسی دلیل کے ایک شخص کو اپنا باپ مانتے ہیں، یہ یقین کی بات ہے حالانکہ اس کے بارے میں کوئی دلیل نہیں دی جا سکتی لیکن اس سے کمزور یقین کا معاملہ ہے وہاں کچھ نہیں ہو پاتا۔

جسٹس (ریٹائرڈ) انوار الحق :

جناب Presumption ہے Conviction نہیں.....

امجد طفیل:

واصف صاحب آپ نے شروع میں فرمایا تھا کہ پاکستان کی تعمیر کا جو عمل تھا یہ ہمارا روحانی سفر تھا تو اگر یہ روحانی سفر تھا تو اس کی کیا وجہ تھی کہ جو لوگ روحانی سفر طے کر کے یہاں آئے انہوں نے زمین اور مکانات الاٹ کرانے شروع کر دیے اور جلد ہی یہ روحانی سفر ختم ہو گیا۔ اس کی کیا وجہ تھی کہ ہم اس روحانی سفر کو چند سال بھی جاری نہ رکھ سکے۔

واصف علی واصف صاحب:

کالج کے ذہین طالب علم کا سوال ہے اور بڑا ذہین سوال ہے۔ جواب یہ ہے کہ اگر ہم نے کہا کہ یہ روحانی سفر تھا تو ہم نے یہ کب کہا کہ یہ سفر ختم ہو گیا۔ آپ روحانی سفر کو روحانی انداز سے ہی دیکھ سکتے ہیں۔ یہ اندازِ نگاہ ہے۔ یہی زندگی ظاہری ہے' یہی باطنی' یہی دینی اور یہی لادینی ہے۔ روحانی زندگی بھی مادی تقاضوں سے مبرا نہیں۔ یہاں تک کہ پیغمبران علیہم السلام ضروریات اور حاجات کی زندگی گزارتے رہے اور دنیا کو عظیم روحانی اور دینی راستوں سے آشنا کراتے رہے۔ نبی پر ابتلاء کا زمانہ بھی آ جائے تو نبوت کے منصب میں فرق نہیں آتا۔ سفر جاری ہے یقین موجود ہے۔ آج ہم اندیشوں کی بات کر رہے ہیں یہ صرف احتیاط کی بات ہے۔ یہ مذاکرہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہم الحمدللہ مایوس نہیں ہیں۔ آپ طالب علم ہو۔ ہم آپ کا ماضی ہیں۔ آپ ہمارے مستقبل ہو۔ امید کا چراغ بجھنے نہ دینا۔ یہ ملک بڑی نعمت ہے۔ خدا اسے سلامت رکھے گا۔

عبدالمجید خان:

واصف صاحب مجھے ذاتی طور پر آپ کے روحانی تجربات کی صداقت پر یقین ہے۔ لیکن حضرت میں درخواست کروں گا کہ آپ اس قلبی واردات کو دوسرے تک پہنچانے اور سمجھانے کے لئے ہماری رہنمائی فرمائیں۔

واصف علی واصف صاحب:

کسی قلبی واردات کو دوسرے تک پہنچانے کے لئے واردات ہی ہونی چاہئے۔ اصل قصہ یہ ہے کہ واردات ایک مشاہدہ ہے اور مشاہدہ کا بیان سامع کو صاحبِ مشاہدہ نہیں کر سکتا۔ مشاہدہ سامعین کی تسلیم کا محتاج ہو کر رہ جاتا ہے۔ لیکن آپ بتائیں کہ یہ یقین کیسے میسر آیا' دراصل یقین عطا ہوتا ہے۔ آئیے ہم دعا کریں کہ خدا اس قوم کو پھر سے سرمایۂ یقین عطا فرمائے۔ بات مختصر اور آسان ہے کہ جب تک حضور نبی کریم ﷺ سے محبت نہ ہو' عشق نہ ہو' یہ یقین مل سکتا ہی نہیں۔ حضورؐ ہی کے کرم سے بات بنتی ہے۔ حضورؐ ہی کی محبت سے بات بنے گی اور ضرور بنے گی۔ میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں۔ یہ اسلام ہے' اس اسلام کی حفاظت کریں' پاکستان مضبوط ہو گا۔ غریب کے ایمان کی اصلاح کی ضرورت نہیں' اس کی غربت دور کرنے کی ضرورت ہے۔ بیمار آدمی کو کلمہ سنانے کے لئے نہ کہیں' اس کے لئے دوا کا انتظام کریں' اسلام اور پاکستان کو کبھی خطرہ نہیں ہو گا۔

Extract From Book: Muqalma

January 20, 2011

Wasif Ali Wasif (R.A.) about Pakistan Future (Pakistan ka kya bane ga?) Book: Guftagoo-2

Book: Guftagoo by Wasif Ali Wasif (R.A.)

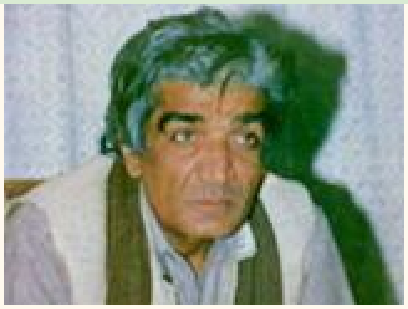

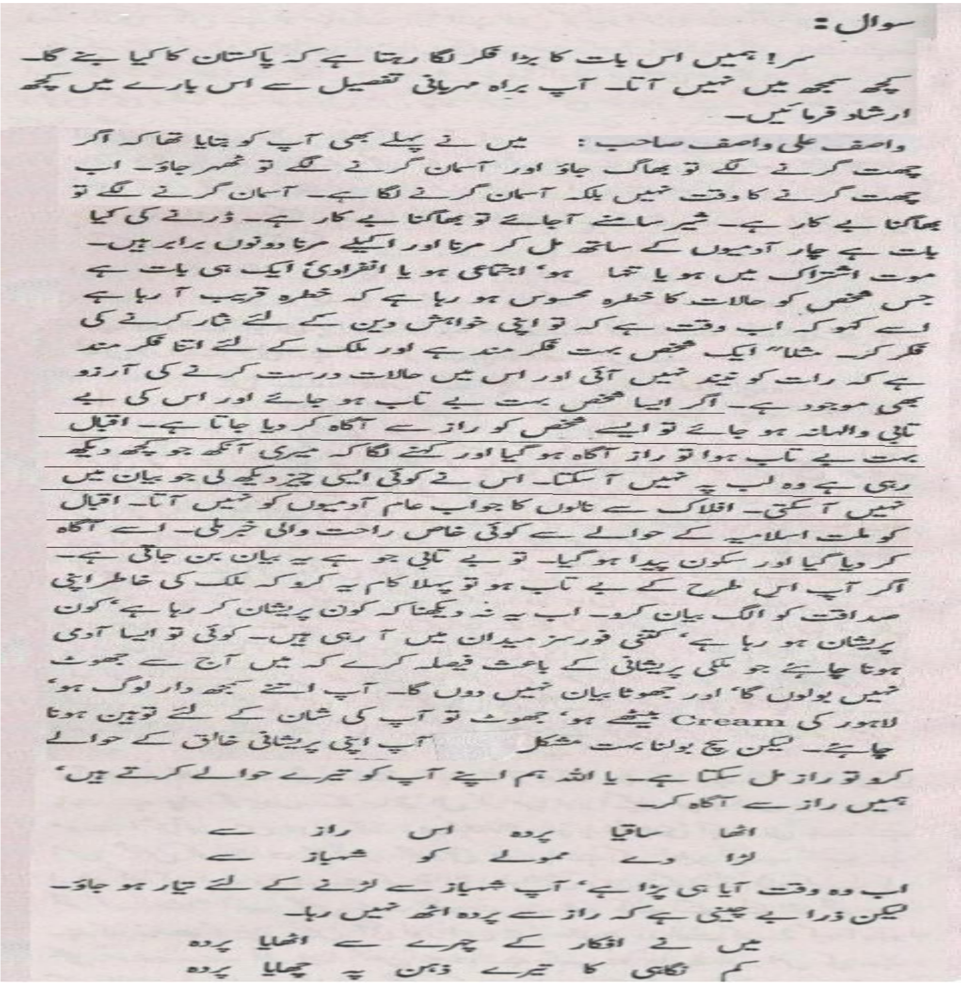

سوال:

سر! ہمیں اس بات کا بڑا فکر لگا رہتا ہے کہ پاکستان کا کیا بنے گا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ آپ براہ مہربانی تفصیل سے اس بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں۔

واصف علی واصف صاحب: میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا تھا کہ اگر چھت گرنے لگے تو بھاگ جاؤ اور آسمان گرنے لگے تو ٹھہر جاؤ۔ اب چھت گرنے کا وقت نہیں بلکہ آسمان گرنے لگا ہے۔ آسمان گرنے لگے تو بھاگنا بے کار ہے۔ شیر سامنے آجائے تو بھاگنا بے کار ہے۔ ڈرنے کی کیا بات ہے چار آدمیوں کے ساتھ مل کر مرنا اور اکیلے مرنا دونوں برابر ہیں۔ موت اشتراک میں ہو یا تنہا ہو، اجتماعی ہو یا انفرادی، ایک ہی بات ہے جس شخص کو حالات کا خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ خطرہ قریب آ رہا ہے اسے کہو کہ اب وقت ہے کہ تو اپنی خواہش دین کے لئے نثار کرنے کی فکر کر۔ مثلاً" ایک شخص بہت فکر مند ہے اور ملک کے لئے اتنا فکر مند ہے کہ رات کو نیند نہیں آتی اور اس میں حالات درست کرنے کی آرزو بھی موجود ہے۔ اگر ایسا شخص بہت بے تاب ہو جائے اور اس کی بے تابی والہانہ ہو جائے تو ایسے شخص کو راز سے آگاہ کر دیا جاتا ہے۔ اقبال بہت بے تاب ہوا تو راز آگاہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ میری آنکھ جو کچھ دیکھ رہی ہے وہ لب پہ نہیں آ سکتا۔ اس نے کوئی ایسی چیز دیکھ لی جو بیان میں نہیں آ سکتی۔ افلاک سے نالوں کا جواب عام آدمیوں کو نہیں آتا۔ اقبال کو ملت اسلامیہ کے حوالے سے کوئی خاص راحت والی خبر ملی۔ اسے آگاہ کر دیا گیا اور سکون پیدا ہو گیا۔ تو بے تابی جو ہے یہ بیان بن جاتی ہے۔ اگر آپ اس طرح کے بے تاب ہو تو پہلا کام یہ کرو کہ ملک کی خاطر اپنی صداقت کو الگ بیان کرو۔ اب یہ نہ دیکھنا کہ کون پریشان کر رہا ہے، کون پریشان ہو رہا ہے، کتنی فورسز میدان میں آ رہی ہیں۔ کوئی تو ایسا آدمی ہونا چاہیے جو ملکی پریشانی کے باعث فیصلہ کرے کہ میں آج سے جھوٹ نہیں بولوں گا" اور جھوٹا بیان نہیں دوں گا۔ آپ اتنے سمجھ دار لوگ ہو، لاہور کی Cream بیٹھے ہو، جھوٹ تو آپ کی شان کے لئے توہین ہونا چاہیے۔ لیکن سچ بولنا بہت مشکل آپ اپنی پریشانی خالق کے حوالے کرو تو راز مل سکتا ہے۔ یا اللہ ہم اپنے آپ کو تیرے حوالے کرتے ہیں، ہمیں راز سے آگاہ کر۔

اٹھا ساقیا پردہ اس راز سے
لڑا دے ممولے کو شہباز سے

اب وہ وقت آیا ہی پڑا ہے، آپ شہباز سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ لیکن ذرا بے چینی ہے کہ راز سے پردہ اٹھ نہیں رہا۔

میں نے افکار کے چہرے سے اٹھایا پردہ
کم نگاہی کا تیرے ذہن پہ چھایا پردہ

Gaftagoo-2 (Page 256-57-58)

January 21, 2011

Wasif Ali Wasif (R.A.) about Pakistan Future (Pakistan noor hai, noor ko zawal nahi)

Muqalma by Wasif Ali Wasif (r.a.)

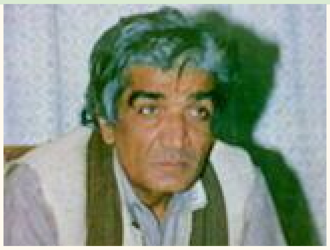

پاکستان نور ہے نور کو زوال نہیں

واصف علی واصف صاحب:

میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ بہتر وقت آنے والا ہے۔ جس طرح موسم بدلنے کا ایک وقت ہوتا ہے اسی طرح وقت بدلنے کا بھی ایک موسم ہوتا ہے۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ زندگی، موت کی حفاظت و پناہ میں ہے۔ ہم اجتماعی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ لیکن ہم فرداً فرداً جواب دہ ہیں۔ لالچ نکل جائے تو خوف نکل جاتا ہے۔ جو اپنے فرائض کی ادائیگی کرتا ہے وہ

After few pages...

ایک معمولی سا واقعہ ہی غیر معمولی نتائج بر آمد کر جائے گا۔ بعض اوقات دور سے آنے والی آواز اندھیرے میں روشنی کا کام دیتی ہے۔ ایک چہرہ زندگی میں انقلاب پیدا کر سکتا ہے۔ پاس سے گزرنے والا خاموش انسان کئی تبدیلیاں پیدا کر جاتا ہے۔ ایک نگاہ زندگی کا حاصل بن کے رہ جاتی ہے۔ مکڑی کا کمزور جالا ایک قوی دلیل کا کام دے جاتا ہے۔ انسان کے مزاج کو بدلنے میں کوئی دیر نہیں لگتی۔ ایک خوش مذاق انسان تمام محفل کو اداسی سے نکال سکتا ہے۔ ایک سوچ پورے فکر کے انداز کو بدل کے رکھ دیتی ہے۔

پاکستان کے ٹوٹنے کا اندیشہ اس لئے بھی نہیں ہے کہ یہ صرف نو کروڑ پاکستانیوں ہی کا مستقبل نہیں بلکہ یہ مسلمانانِ عالم کا مستقبل ہے۔ اس کی بنیادوں میں شہداء کا خون ہے۔ اب اسلام کی عظمت کا نشان ہے۔ اسلام کی حفاظت اسلام خود فرمائے گا۔ اللہ حفاظت کرے گا۔ اللہ کے حبیبؐ اس کے محافظ ہیں۔ ہمارے اندیشے محض ذاتی ہیں یا سیاسی ہیں' ان میں نہ کوئی جواز ہے نہ بنیاد۔ موجودہ حکومت سے کسی قسم کے اختلاف کا نتیجہ یہ تو نہیں کہ ملک ہی نہ رہے۔ اگر ہم شہداء کے نصیب پر یقین رکھتے ہیں صوفیاء' علماء' فقراء کے نصیب پر یقین رکھتے ہیں۔ اگر ہم اقبالؒ کے نصیب پر یقین رکھتے ہیں' اگر ہم اللہ' اللہ کے حبیبؐ پر' اسلام پر یقین رکھتے ہیں تو ہمیں پاکستان کی سلامتی کا بھی یقین ہونا چاہئے۔ ایک انسان صرف ایک انسان جو قائد اعظمؒ کی طرح سب میں مقبول ہو' قوم کے نصیب کو بدل سکتا ہے اور کسی ایک رہنما کے آنے کا عمل اتنا ناممکن نہیں بلکہ ایسا ہو گا۔ ایسا ہونے والا ہے۔ ملک محفوظ رہے گا۔ ہم اپنے اعمال کی اصلاح کریں۔ اپنے عقیدے پر یقین رکھیں۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ ملک کو کوئی خطرہ درپیش نہیں۔ ملک کو خطرے سے دوچار کرنے والے خود خطرات میں گھرے ہوتے ہیں۔ تعجب ہے دس کروڑ غلام مسلمانوں نے ایک عظیم ملک تخلیق کر لیا۔ آج دس کروڑ آزاد مسلمان اس ملک کی بقا کے بارے میں خدشات کا ذکر کرتے ہیں۔ ہمارے ایمان میں اور ہمارے کردار میں دراڑیں ہیں۔ ملک میں کوئی دراڑ نہیں۔ پاکستان میں ایک عظیم روحانی دور آنے والا ہے۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اندیشہ نہیں کرنا چاہئے۔ اندیشہ عروج کا دشمن ہے۔

Published in Newspaper Nawa-i-Waqt and Book: Muqalma